

ایک تاریخی، علمی اور فکری کتاب

نُورُ الْقَمَرِ
بِسِيرَةِ

سیدنا محمد رضی اللہ عنہ

جد اول

بفیضانِ نظر

مفکر اسلام حضرت علامہ ذاکٹر خالد محمود صاحب دامت برکاتہم

تالیف: حضرت مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی صاحب مدظلہ

مدیر ماہنامہ الطال مانچسٹر

باہتمام: حضرت مولانا حافظ محمد بلال صاحب مظاہری

ناشر

اِذَا زُلْزِلَتْ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا

IDARA ISHA'AT-UL-ISLAM

P. O. Box No. 36 Manchester M16 7AN (U.K.)

Tel : 0161 232 9851 - 0771 315 5565



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سیرت النبی اکبر

جلد اول

بفیضان نظر

مفکر اسلام حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب دامت برکاتہم

تالیف: حضرت مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی صاحب مدظلہ

مدیر ماہنامہ الحلال مانچسٹر

باستتمام: حضرت مولانا حافظ محمد بلال صاحب مظاہر

اِذَا رَأَيْتَ الشَّيْءَ الْإِسْلَامِيَّ

IDARA ISHA'AT-UL-ISLAM

P. O. Box No. 36 Manchester M16 7AN (U.K.)

Tel : 0161 232 9851-0771 315 5565



ایک تاریخی، علمی اور فکری کتاب

نُور الْقَمَر
بِسِيرَةِ

سیدنا محمد ﷺ
رضی اللہ عنہ

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروقؓ کی سیرت اور سوانح علمی فکری اور مثبت پیرائے میں

جلد اوّل

تالیف

مولانا حافظ محمد اقبال رگونی صاحب مدظلہ

مدیر ماہنامہ الہلال مانچسٹر

باہتمام..... مولانا حافظ محمد بلال صاحب مظاہری سلمہ

ناشر

ادارہ اشاعت الاسلام

P.O.Box No. 36 Manchester M16 7AN (U.K)

نور القمر بسيرة سيدنا عمرؓ
مولانا حافظ محمد اقبال رگونی صاحب
(مدیر ماہنامہ اللال ماہجسٹر)

☆ نام کتاب

☆ مؤلف

ادارہ اشاعت الاسلام مانچسٹر

☆ ناشر

گیارہ سو (۱۱۰۰)

☆ تعداد

۵۶۸ صفحات

☆ صفحات

حافظ محمد اقبال صاحب

☆ کمپوزنگ

☆ قیمت

برطانیہ میں ملنے کے پتے

Hakeemul Umaat Academy P.O.Box 36 Manchester M16 7AN U.K

Islamic Academy Manchester Upper Brook Street Manchester M13 9TD

Islamic Dawah Academy 120 Melbourne Road Leicester LE2

Masjid Khizra 85 Walmersley Road Bury (Lancashire)

As-Salaam Centre 14A Moss Road Stretford Manchester

پاکستان میں ملنے کے پتے

(۱) صدیقی ٹرسٹ المنظر اپارٹمنٹ ۴۵۸ گارڈن ایسٹ نزد سبیلہ چوک کراچی ۷۴۸۰۰

(۲) حکیم الامت اکیڈمی ایف ۳..... ۲/۳..... ناظم آباد نمبر ۳..... کراچی ۱۸

ہندوستان میں ملنے کا پتہ

جامعہ منظر سعادت ہانسوٹ ضلع بھروچ گجرات انڈیا

ہدیہ عقیدت

أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ سَيِّدُنَا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

کے نام

- ☆ جن کو خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اللہ سے مانگا
- ☆ جن کے اسلام لانے پر آسمان وزمین کے پاکبازوں نے خوشیاں منائیں
- ☆ جن کے ذریعہ اسلام کو قوت ملی اور کعبہ مقدسہ میں توحید کی صدا بلند ہوئی
- ☆ جن کے عہد خلافت میں ہزار سے زیادہ علاقوں پر اسلام کا پرچم لہرایا

== اے اللہ ==

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو سب مسلمانوں کی طرف سے بہترین جزاء عطا فرما
اور ان پر کروڑوں رحمتیں نازل فرما

اے اللہ ہماری اس محنت کو قبول فرما اور اس کا نفع عام اور تام فرما۔ آمین

محمد اقبال رنگونی

منقبت سیدنا فاروق اعظمؓ

نبیؐ کے نائب ثانی عمر فاروق اعظمؓ ہیں
مجسم نور ایمانی عمر فاروق اعظمؓ ہیں

فاروق کا ثانی کوئی کس طرح دکھائے
کون ہے ایسا جو خلافت اس طرح کردکھائے

نجیب و مبارک کہا کبھی رشید و امین کبھی
عظمت فاروق اعظم حیدر کرار سے پوچھئے

مصطفیٰ کے قرب میں حاصل ہوا ان کو مقام
رات دن ان پر ملائک پڑھتے رہتے ہیں سلام

خدا خوش ہے نبیؐ خوش ہے نبی کے یار خوش ہیں
تعالیٰ اللہ تیرے کو کب قسمت کی تابانی

۳۴	حضرت ابو بکر صدیق کا ارشاد گرامی	۳	☆.....انتساب
۳۵	حضرت امام ابو حنیفہ کا ارشاد گرامی	۴	☆.....ہدیہ عقیدت
۳۵	دور اول کے شیعہ علماء کا قول	۲۹۵۵	☆.....فہرست مضامین
۳۵	روضہ انور حضرت عمر کی عظمت کا نشان	۳۰	حضرت مولانا قمر الزمان صاحب کاکتوب
۳۵	حضرت عمر کے بارے میں گمراہانہ رویہ	۳۱	والد گرامی کی خواہش کی تکمیل
۳۷	آپ کے ایمان کا کھلا انکار کرنے والے	۳۳	مقدمہ
۳۷	شیعہ عالم ملا باقر مجلسی کا عقیدہ	۳۳	سبب تالیف
۳۸	اہل سنت اور شیعہ کے اختلافات قطعی ہیں	۳۳	حضرت مولانا عمران جمالی کی استدعا
۳۹	حضرت علی اہل سنت عقائد کی حمایت میں	۳۶	دو پیغمبروں کی دو دعائیں
۳۹	امام زین العابدین اہل سنت کی حمایت میں	۳۷	حضرت موسیٰ کے وزیر حضرت ہارون
۵۰	حضرت امام محمد باقر کا بیان	۳۸	حضور خاتم النبیین کے وزیر حضرت عمرؓ
۵۱	عمل صحابہ کو بدعت کہنے والا ایک اور فرقہ	۳۸	حضرت عمر کے لئے خاتم النبیین کی دعا
۵۱	مولانا نواب صدیق حسن خان کا بیان	۳۹	آپ بلند پایہ کمالات پائے ہوئے تھے
۵۱	مولوی محمد جونا گڑھی کا بیان	۳۹	حضور کے وعدے کی تکمیل کس نے کی
۵۲	مولانا رئیس احمد ندوی کا گمراہ کن بیان	۴۰	حضرت عمر فاروق کون ہیں ؟
۵۲	علمائے اہل سنت کا صحابہ کا دفاع کرنا	۴۰	آپ اسلام کی سب سے بڑی عزت ہیں
۵۳	حضرت عمر قرآن و حدیث میں	۴۱	آپ حضورؐ کے سچے دوست اور صحابی ہیں
۵۳	حضرت عمر فقہ و تصوف میں	۴۱	حضورؐ اور حضرت عمرؓ ایک ہی مٹی سے
۵۳	صحیح بخاری کی لہداء حضرت عمر سے	۴۱	مولانا احمد رضا خان صاحب کا بیان
۵۴	حضرت امام بخاری کا اس سے ایک اشارہ	۴۲	آپ کی اسلام کیلئے تاریخی خدمات
۵۴	حضرت عمر کی سیرت پر کتبیں	۴۲	آپ سے مشرکوں کی قوت ٹوٹی
۵۷	حضرت شاہ ولی اللہ کا قاعدہ کردار	۴۳	حضرت عمر حضور ﷺ کی مراد تھے
۵۸	خلیفہ دوم حضرت عمر بن خطاب (نظم)	۴۳	حضرت عمر حضرت ابو بکر کے مشیر
۵۹	فتح الوہاب بذکر عمر بن الخطاب	۴۳	حضرت ابو بکر نے آپ کو اپنا جانشین بنایا
۵۹	حضرت عمر فاروق کا نام و نسب	۴۳	آپ کی خلافت دور دور تک پھیلی
۵۹	حضور ﷺ اور حضرت عمر ایک خاندان میں	۴۴	حضرت عمر بڑے کمالات کے حامل تھے

۶۹	آپ گمراہ ساری اور پہلوانی میں بھی معروف	۶۰	حضرت عمر کے والد خطاب کا ذکر
۶۹	آپ بہترین مقرر اور اچھے شاعر بھی تھے	۶۰	جناب خطاب قریش کے سفیر تھے
۶۹	آپ کا ذریعہ معاش زیادہ تجارت رہا	۶۰	جناب خطاب کو دور اسلام نہ ملا تھا
۷۰	آپ نے حِمْیَر میں اونٹ بھی چرائے	۶۱	حضرت عمر فاروق کا ایک بیان
۷۰	عہد خلافت میں پرانے وقتوں کی یاد	۶۱	حضرت عمر کے نسب پر شیعہ اعتراض
۷۱	آپ سفیر اور انتظامی معاملات میں ماہر تھے	۶۱	حضرت شاہ عبدالعزیز محدث کا جواب
۷۱	حضرت عمر فاروق کا حلیہ مبارک	۶۲	حضرت عمر فاروق کی والدہ اور نانا
۷۲	حضرت عمر فاروق کی اسلام دشمنی	۶۲	حضرت عمر فاروق کے بھائی بہن
۷۲	حضور ﷺ اور اسلام سے سخت دشمنی کا اقرار	۶۳	حضرت عمر کے بھائی حضرت زید کا ذکر
۷۳	حضرت عمر کا مسلمانوں پر تشدد	۶۳	زید نے حضرت عمر سے پہلے اسلام قبول کیا
۷۳	عامر بن ربیعہ کی آپ کے متعلق رائے	۶۳	حضرت زید بدر واحد میں شریک تھے
۷۳	حضرت عمر فاروق کے حق میں دعائے نبوی	۶۳	حضرت زید جنگ یمامہ میں شہید ہوئے
۷۵	حضور نے دو آدمیوں کے حق میں دعا فرمائی	۶۴	حضرت عمر کے بھائی ضرار بن خطاب کا ذکر
۷۶	حضور ﷺ کی نظر زیادہ تر حضرت عمر پر رہی	۶۴	ضرار بن خطاب معروف شاعر تھے
۷۶	حضرت عمر فاروق چالیسویں مسلمان تھے	۶۴	آپ کی نصرت اسلام بذریعہ اشعار
۷۶	حضرت امام حاکم محدث کا بیان	۶۵	حضرت عمر کی بہن فاطمہ بن خطاب
۷۷	حضرت عمر سے اسلام کو قوت ملی	۶۵	حضرت عمر کے بھنوئی عشرہ مبشرہ میں سے
۷۷	حضرت عمر فاروق حضور ﷺ کے مراد تھے	۶۶	فاطمہ بالغ عورتوں میں دوسری مؤمنہ تھیں
۷۷	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا بیان	۶۶	حضرت عمر کے چچا زاد بھائی زید بن نفیل
۷۸	شیعہ کتبوں میں حضور ﷺ کی دعا کا ذکر	۶۶	جناب زید بن نفیل عقیدہ توحید پر
۷۸	ایک شیعہ مجتہد کا متعصبانہ پراپیگنڈہ	۶۷	جناب زید کی مت پرستی سے نفرت و دوری
۷۸	ملا باقر مجلسی شیعہ کا اقرار و اعتراف	۶۸	آپ کی ولادت ہجرت سے چالیس سال قبل
۷۹	ملا مقبول احمد شیعہ کا باطنی خبث	۶۸	آپ کی پیدائش پر گھر میں جشن کا سماں
۷۹	تحریف قرآن کی افسوسناک حرکت	۶۹	حضرت عمر فاروق قبل از اسلام
۷۵	بعض عمر کا اظہار یا توہین خدا در رسول ؟	۶۹	آپ اس وقت تعلیم یافتہ لوگوں میں سے تھے
۷۵	علامہ سید محمد علی خان مرحوم کا بیان	۶۹	علم الانساب اور معاملہ فہمی میں مہارت

۸۱	حضرت عمر فاروق کا قبول اسلام	۸۱	حضرت عمر فاروق کے سامنے آنے
۸۱	تدبیر کند مددہ تقدیر زند خندہ	۸۱	حضرت عمر فاروق نے انہیں زور سے پکار کر دعا کی
۸۱	مکہ میں رؤسائے قریش کا منصوبہ	۸۱	آقا ﷺ ... عمر ایمان لانے آیا ہے
۸۱	جوانان قریش کو انعام کا لالچ دینا	۸۱	حفیظ جاندھری کے ایمان افروز اشعار
۸۲	ملا معین الدین اکاشفی کا بیان	۸۲	علامہ سید محمد مددی علی خان کا بیان
۸۲	حضرت عمر اس منصوبہ کو پورا کرنے چلے	۸۲	آپ کے ایمان لانے پر حضور کا نعرہ بکبیر
۸۲	پھٹورے کے پیٹ سے کلمہ توحید کی صدا	۸۲	اصحاب کی بکبیر سے وادی مکہ گونج اٹھی
۸۳	بحریوں کے ریوڑ کے نزدیک ایک غبیی آواز	۸۳	شیعہ عالم محمد بن خاوند شاہ کی شہادت
۸۳	منہم کدہ سے کلمہ اسلام کی پکار	۸۳	آپ کے سینے پر ہاتھ رکھ کر حضور کی دعا
۸۳	حضرت عمر کی نعیم بن عبداللہ سے ملاقات	۸۳	قلب عمر میں ایمان کی زیادتی کی دعا
۸۵	حضرت عمر اپنی بہن کے مکان پر	۸۳	شیعہ مصنف مرزا باذل کی شہادت
۸۵	آپ کا اپنی بہن اور بہنوئی پر تشدد	۸۳	آپ کے بچے حضرت عبداللہ کا قبول اسلام
۸۵	آپ کی بہن فاطمہ کا ایمان افروز جواب	۸۵	قبول اسلام پر حضرت عمر کا قصیدہ
۸۵	حضرت عمر اس جواب سے ڈھیلے ہو گئے	۸۵	آپ تاخیر اسلام کے باوجود سبقت لے گئے
۸۶	قرآن دیکھنے کی خواہش پر بہن کا جواب	۸۵	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا بیان
۸۶	قرآن کریم کی آیات سن کر متاثر ہو جانا	۸۶	حضرت عمر کے مؤمن ہونے کی الہی شہادت
۸۶	حضور ﷺ کی دعا کا جواب فوراً آیا	۸۶	حضور کے سب صحابہ کو مؤمنین کا لقب ملا
۸۶	علامہ ابن ابی الحدید شیعہ کی شہادت	۸۶	حضرت علامہ محبت طبری کا بیان
۸۷	حضور کی خدمت میں حاضری کی خواہش	۸۶	شیعہ عالم محمد بن خاوند شاہ کا اعتراف
۸۷	حضرت عمر کے تلاوت سننے کی ایک روایت	۸۹	حضرت عمر کے مؤمن ہونے کی نبوی گواہی
۸۸	حضرت عمر فاروق کی زبانی ایک اور واقعہ	۸۹	حضرت عمر کا ایمان پہلا سے زیادہ مضبوط تھا
۸۸	مختلف روایات کے درمیان تطبیق	۱۰۱	آپ کے ایمان کو اپنے ایمان کے ساتھ ملانا
۸۹	جناب شاہ معین الدین ندوی کا بیان	۱۰۲	حافظ ابن عبدالبر مالکی اور امام نووی کا بیان
۹۰	حضرت عمر کا اسلام ہر شک سے پاک تھا	۱۰۲	امام سیوطی اور ملا علی قاری کا بیان
۹۰	حضرت عمر فاروق کی آستانہ نبوت پر حاضری	۱۰۳	حضرت عمر فاروق کامل الایمان صحابی تھے
۹۰	حضور اپنے اصحاب کے ساتھ دار ارقم میں	۱۰۳	حضرت تھانوی کا ایک شیعہ عالم کو جواب

۱۱۸	حضرت عمر کا تھا مشرکین کا مقابلہ کرنا	۱۰۳	حضرت عمر کے ایمان کی قبولیت پر ایک نکتہ
۱۱۸	مکہ کی گلیوں میں اسلام عمر کے چرچے	۱۰۳	حضرت عمر کے ایمان کو منافقین سے جدا کرنا
۱۱۸	کفار مکہ پر فہم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا	۱۰۳	حضرت عبداللہ بن عباس کا بیان
۱۱۸	حضرت عبداللہ بن عباس کا بیان	۱۰۶	حضرت عمر کی وفات بھی ایمان پر ہوگی
۱۱۸	حضرت عمر کے گھر پر مشرکین کا دھاوا	۱۰۶	حضور کا ارشاد اور حضرت عمر کی گزارش
۱۱۹	جناب حفیظ جالندھری مرحوم کے اشعار	۱۰۷	حضرت عمر کی قوت ایمان صحابہ کی نظر میں
۱۱۹	حضرت عمر فاروق کا لقب - فاروق	۱۰۸	ام ابو جعفر محبت طبری کا بیان
۱۲۰	آپ حق و باطل میں کھلا فرق کر دکھایا	۱۰۸	حضرت عمر کے اسلام پر آسمانوں میں مسرت
۱۲۰	حضرت عمر کا لقب فاروق اللہ نے رکھا	۱۰۸	حضرت جبرئیل کا حضور ﷺ کو خبر دینا
۱۲۰	حضور ﷺ نے حضرت عمر کو فاروق کہا	۱۰۸	مرزا باذل شیعہ کا اعتراف
۱۲۱	حضرت فضل بن عباس کی گواہی	۱۰۹	آپ کے اسلام سے مسلمانوں کا حوصلہ بڑھا
۱۲۲	آسمانوں میں آپ فاروق کے لقب سے مشہور	۱۰۹	حضرت صہیب رومی کی شہادت
۱۲۲	حضرت علی مرتضیٰ نے آپ کو فاروق فرمایا	۱۱۰	حضرت عبداللہ بن مسعود کا بیان
۱۲۲	حضرت عمر کی کنیت ابو حفص تھی	۱۱۱	علامہ ابن ہشام اور طبری کا بیان
۱۲۳	اسلام کی خاطر آپ کا مشقتیں برداشت کرنا	۱۱۱	حافظ ابن کثیر اور علامہ بلبان کا بیان
۱۲۳	مشرکین کا کھیراؤ پر عاص بن وائل کی مداخلت	۱۱۱	شیعہ عالم مرزا باذل کا اعتراف
۱۲۳	حضرت عمر کو دوسرے مسلمانوں کی فکر تھی	۱۱۲	خانہ کعبہ میں مسلمانوں کا مظاہرہ توحید
۱۲۳	آپ نے کافروں کا بھرپور مقابلہ کیا	۱۱۲	حضرت عمر کا جوش ایمان اور غیرت دینی
۱۲۳	عتبہ بن ربیعہ آپ کی گرفت میں	۱۱۲	حضرت عبداللہ بن مسعود کی گواہی
۱۲۳	مسلمانوں کا بایکاٹ کرنے کا کافرانہ منصوبہ	۱۱۲	حافظ ابن حجر اور علامہ شبلی نعمانی کا بیان
۱۲۵	مؤرخ علامہ طبری اور ابن ہشام کا بیان	۱۱۲	حضرت عمر کا اسلام اور کفار مکہ کی پریشانی
۱۲۵	مسلمانوں کی آزمائش کا نیا دور	۱۱۳	علامہ معین الدین اکاشفی کا بیان
۱۲۶	حضرت عمر کے معاندین کے لئے مقام غور	۱۱۳	مرزا باذل شیعہ کا اعتراف
۱۲۶	مولانا محمد کرم الدین دبیر کا بیان	۱۱۶	حضرت عمر کا اسلام اور لہجہ جمل کے غصہ
۱۲۷	علامہ سید محمد ممدی علی خان کا تبصرہ	۱۱۷	نکات قریش کے مجمع میں اظہار اسلام
۱۲۷	حضرت عمر کی اسلام کے لئے مالی قربانیاں	۱۱۸	حضرت عمر اور مشرکین میں ہاتھ پائی
۱۲۹			

۱۲۹	اپنا مال اسلام اور مسلمانوں پر خرچ کرنا
۱۳۰	حضرت عمر فاروق کی ہجرت مدینہ
۱۳۱	حضرت عمر نے علامہ ہجرت فرمائی
۱۳۱	حضرت علی مرتضیٰ کی شہادت
۱۳۲	حضرت عمر فاروق مدینہ منورہ میں
۱۳۲	رفاعہ بن عبدالمذکر کے ہاں آپ کا قیام
۱۳۲	عتبان بن مالک آپ کے اسلامی بھائی
۱۳۲	آپ کی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری
۱۳۲	حضرت عمر فاروق کا خواب دربارہ اذان
۱۳۳	فاروق اعظم کے لئے قابل فخر بات
۱۳۳	محمد حسین بیگل مصری کا بیان
۱۳۴	اذان حضرت فاروق اعظم کی نظر میں
۱۳۵	حضرت عمر کی مختلف غزوات میں شرکت
۱۳۶	اسلامی رشتہ سب سے اہم ہوتا ہے
۱۳۷	غزوہ بدر میں حضرت عمر کی شرکت
۱۳۶	غزوہ بدر میں آپ کو خصوصی فضیلتیں ملنا
۱۳۶	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا بیان
۱۳۷	مؤرخ جناب علامہ شبلی نعمانی کا بیان
۱۳۷	غزوہ بدر میں آپ کے قبیلہ کا کوئی فرد نہیں آیا
۱۳۷	بدر میں سب سے پہلا شہید آپ کا غلام تھا
۱۳۸	اپنے ماموں عاص کو اپنے ہاتھوں قتل کرنا
۱۳۸	قرآن میں صاحب ایمان لوگوں کی تعریف
۱۳۹	اسیران بدر کے مسئلہ و معاملہ پر مشورہ
۱۳۹	آپ کی ایمانی غیرت کا بے مثال مظاہرہ
۱۴۰	جناب حفیظ جالندھری مرحوم کا بیان
۱۴۰	نواب سید محمد مہدی علی خان کا بیان
۱۳۱	غزوہ احد میں حضرت عمر کی شرکت
۱۳۱	مذہب کی شہادت کی خبر سن کر سکتے ہیں آہ
۱۳۲	میدان احد میں حضرت عمر کی استقامت
۱۳۲	کافروں کی ایک جماعت کو مار چکا
۱۳۲	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا بیان
۱۳۲	ابوسفیان کا سوال اور حضرت عمر کا جواب
۱۳۳	حضرت عمر حضور کے نمائندے کے طور پر
۱۳۳	مؤرخ علامہ ابن اثیر کا بیان
۱۳۳	حضرت عمر فاروق پر فرار کا غلط الزام
۱۳۵	یہ روایت درایت صحیح نہیں ہے
۱۳۵	غزوہ خندق میں آپ کی شرکت
۱۳۶	آپکو حضور کی طرف سے کچھ ذمہ داریاں
۱۳۶	حضرت عمر نے وہاں ایک مسجد بھی بنائی تھی
۱۳۶	آپ ایک پہلوان عرب کے تعاقب میں
۱۳۷	واقعتہ حدیبیہ میں آپ کی شرکت
۱۳۷	حضرت عمر کا دیا مشورہ حضور نے قبول کیا
۱۳۷	روسائے قریش حضرت عمر کے دشمن تھے
۱۳۸	حضرت عثمان غنی کی شہادت کی غلط افواہ
۱۳۸	حضور ﷺ کا اطلاع شہادت پر بیعت لینا
۱۳۸	حضرت عمر ہتھیار باندھ کر نکل آئے
۱۳۹	حضور کا حدیبیہ میں صلح کا معاہدہ کرنا
۱۳۹	حضرت عمر فاروق کی ایمانی غیرت کو جوش
۱۳۹	حضرت عمر کا حضور سے درخواست کرنا
۱۳۹	حضور ﷺ کا حضرت عمر کو جواب
۱۳۹	معاہدہ صلح پر حضرت عمر کا دستخط کرنا
۱۳۹	حضرت عمر کو اپنی بات پر عداوت ہونا

حضرت عمر فاروق کی خلافت باکرامت

۵۸	حضرت عمر فاروق کی خلافت باکرامت	۱۳۹	حضرت عمر کا روزہ رکنا اور غلام آزاد کرنا
۵۸	حضرت عمر حضرت ابوبکر کے وزیر اعظم تھے	۱۳۹	یہ بات حیت اسلامی کے غلبہ سے کسی
۵۸	مولانا حبیب الرحمن عثمانی کا بیان	۱۳۹	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا بیان
۱۵۹	خلافت کو حضرت عمر کی حاجت تھی	۱۵۰	غزوہ خیبر میں حضرت عمر کی شرکت
۱۵۹	حضرت ابوبکر تین اصحاب فرست میں ایک	۱۵۱	حضور ﷺ کا حضرت عمر کو جھنڈا دینا
۱۵۹	سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود کا ارشاد	۱۵۱	حضور ﷺ کی طرف سے فتح کی پیش گوئی
۱۵۹	شارح مسلم حضرت امام نووی کا بیان	۱۵۱	حضرت علی مرتضیٰ کو فتح خیبر کا اعزاز ملنا
۱۵۹	علامہ موسیٰ جبار اللہ کا بیان	۱۵۱	آپکا جھنڈا حضرت عائشہ کے دوپٹے سے بنا
۱۵۹	حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو خلیفہ بنایا	۱۵۲	حضرت عمر کا خیبر کی زمین وقف کر دینا
۱۶۰	حضرت ابوبکر کا حضرت عثمان سے مشورہ	۱۵۲	اسلام کی تاریخ میں وقف کا پہلا عمل
۱۶۰	حضرت ابوبکر کا حضرت عثمان کو دعا دینا	۱۵۲	غزوہ حنین میں آپ کی شرکت
۱۶۱	حضرت عمر کی بات ماننے کی وصیت	۱۵۲	غزوہ حنین میں حضرت عمر کا استقلال
۱۶۱	مجھے غیب کا علم نہیں ہے	۱۵۳	غزوہ تبوک میں حضرت عمر کا مال
۱۶۲	حضرت عمر کے لئے حضرت ابوبکر کی دعا	۱۵۳	حضرت عمر بعض غزوات میں امیر بھی تھے
۱۶۲	حضرت ابوبکر کا لوگوں سے استفسار	۱۵۳	حضرت عمر ہر معرکہ میں شریک رہے
۱۶۳	حضرت علی مرتضیٰ کا اعلان رضامندی	۱۵۳	حافظ ابن عبدالبر اور علامہ ابن سعد کا بیان
۱۶۳	محمد بن خاند شاد شیعہ کی شہادت	۱۵۳	علامہ ابن جوزی اور ابن اثیر جزری کا بیان
۱۶۳	شیخین کو سب پر تقدم و فضیلت حاصل ہے	۱۵۵	شارح مسلم حضرت امام نووی کا بیان
۱۶۳	حقدین شیعہ کا اس سے اختلاف نہ تھا	۱۵۵	امام محبت طبری اور حافظ ابن کثیر کا بیان
۱۶۳	شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ کا بیان	۱۵۶	قاضی ثناء اللہ اور قاضی منصور پوری کا بیان
۱۶۳	حضرت عمر فاروق کی سخت مزاجی کا ذکر	۱۵۶	حضرت عمر فاروق عہد صدیقی میں
۱۶۳	حضرت ابوبکر صدیق کا لوگوں کو جواب	۱۵۶	آپ حضرت ابوبکر کی کاپیہ کے ممبر تھے
۱۶۳	میں نے عمر کو سب سے بہتر پایا ہے	۱۵۶	آپ نے حضرت ابوبکر کی بھرپور معاونت کی
۱۶۵	حضرت ابوبکر کی حضرت عمر کو وصیت	۱۵۶	حضرت ابوبکر نے آپ کو قاضی بنایا تھا
۱۶۵	حضرت عمر کا اپنے آپ سے خطاب	۱۵۶	حضرت ابوبکر کی ہماری میں آپ امام نماز تھے
۱۶۶	حضرت علی مرتضیٰ کی شہادت	۱۵۷	حضرت ابوبکر کو حضرت عمر کا مقام معلوم تھا

۱۸۲	معمر کے عراق و شام پر مجلس کے اجلاس	۱۶۶	علامہ جابر اللہ زنجیزی کا بیان
۱۸۲	معمر کے فرائد کے وقت شوری کی میننگ	۱۶۷	حضرت عمر فاروق کی بیعت خلافت
۱۸۳	خلافت کے معاملات مشورہ سے ہونا چاہیے	۱۶۷	حضرت علی کی حضرت عمر سے بیعت
۱۸۳	خاص ضرورتوں کے خاص اجلاس	۱۶۸	علامہ طلوسی شیعہ کی شہادت
۱۸۳	عام رعایا کا انتظامی امور میں دخل ہونا	۱۶۸	حضرت علی مرتضیٰ کا اپنا بیان
۱۸۵	خلیفہ کا عام حقوق میں سب کے مساوی ہونا	۱۶۸	عمر کی بیعت میں نے خوشی سے کی
۱۸۶	خلیفہ کو مسلمانوں کے مال میں کتنا حق ہے	۱۷۰	آپ کی بیعت میں کسی کا اختلاف نہ تھا
۱۸۶	عام پبلک کا سربراہ مملکت کو روک ٹوک کرنا	۱۷۱	حضرت علی آپ کو امیر المؤمنین کہتے تھے
۱۸۷	حضرت عمر فاروق کے وزیر و مشیر	۱۷۱	حضرت عمر فاروق کا پہلا خطبہ
۱۸۷	حضرت علی آپ کے خصوصی مشیر تھے	۱۷۲	حضرت عمر فاروق کی پہلی دعا
۱۸۷	آپ عشرہ مبشرہ سے مشورہ کرتے تھے	۱۷۵	حضرت عمر نے کس طرح خلافت کی
۱۸۸	مجلس شوریٰ میں اہل علم و تقویٰ لوگ تھے	۱۷۵	خلیفہ اسلام اور اس کی ذمہ داریاں
۱۸۸	امور خواتین میں عورتوں سے مشورہ کرنا	۱۷۶	اسلام میں خلیفہ کی تعریف
۱۸۸	حضرت عبداللہ بن مسعود کی ذمہ داری	۱۷۶	حضرت شاہ ولی اللہ محدث کا بیان
۱۸۸	حضرت زید اور حضرت علی قاضی تھے	۱۷۶	حضورؐ نے شیخین کی تعریف فرمائی ہے
۱۸۸	اللہ کی زمین پر نظام الہی قائم کرنا	۱۷۸	خلیفہ بننے کے بعد گھر والوں سے خطاب
۱۸۹	ہزاروں شہروں میں نظام الہی کا نفاذ	۱۷۸	خلیفہ کے گھر والوں پر دہری ذمہ داری
۱۸۹	چار ہزار سے زائد مساجد کی تعمیر	۱۷۹	حضرت عمر کا اپنی رعایا سے سوال
۱۸۹	رعایا کو فقہی احکام معلوم کرنے کا حکم	۱۷۹	اگر میں راہ حق سے ہٹا تو کیا کروں؟
۱۹۰	حضرت عمر فاروق کا ایک قیمتی ملفوظ	۱۷۹	ہم آپ کو تمکواری سے سیدھا کر دیں گے
۱۹۰	بزرگ سردار بننے سے پہلے فقہ حاصل کرو	۱۸۰	حضرت عمر فاروق کا اس پر کلمہ تشکر
۱۹۱	حضرت امام بخاری کا مگر انقدر ارشاد	۱۸۰	حضرت عمر کی خلافت سے نظام حکومت بنا
۱۹۱	حکیم الامت حضرت تھانوی کا ارشاد	۱۸۰	مرتدین عرب کا خاتمہ دور فتوحات کی ابتداء
۱۹۱	حضرت عمر نے پورے ملک کو درسگاہ بنادیا	۱۸۰	حضرت عمر کی خلافت میں مجلس شوریٰ
۱۹۱	حضرت عمر کی لطیف حکیمانہ تدبیر	۱۸۱	مجلس شوریٰ کے معزز ارکان
۱۹۱	فوج کا سپہ سالار صاحب علم اور فقیہ ہو	۱۸۲	مجلس شوریٰ کے اجلاس کی تفصیل

۲۰۰	نعت دھوپ میں ایک اونٹ کی تلاش	۱۹۲	نبی کے لئے وعدوں کی تکمیل کرنا
۲۰۱	حضرت عمر قوی اور امین ہیں	۱۹۲	آپ نے حضور کے وعدے پورے کئے
۲۰۱	حضرت عثمان غنی کا ارشاد گرامی	۱۹۲	مختلف علاقوں میں عاملین کو بھیجا
۲۰۱	حضرت علی کا حضرت عمر کو خراج عقیدت	۱۹۲	عاملین کو ان شروں میں بھجنے کا مقصد
۲۰۲	بحری کے ایک چہ کی حفاظت بھی ضروری	۱۹۲	عاملین لوگوں کو قرآن و سنت کی تعلیم دیں
۲۰۲	اس وال کی کوئی حرمت نہیں	۱۹۲	نماز اور انصاف کی فضا قائم کریں
۲۰۲	حضرت تھانوی کا ایک قیمتی ارشاد	۱۹۲	عاملین کی زیادتیوں کا احتساب کرنا
۲۰۲	رعایا کے جان و مال کی حفاظت	۱۹۲	عاملین سے برسرعام قصاص لیا جائے
۲۰۳	ظالم کو اسکے ظلم کی سزا ملے گی	۱۹۳	عادل اور امین کو عامل بنانا
۲۰۳	سرمدہ مملکت رعایا کا باپ ہوتا ہے	۱۹۳	عاملین باخلاق اور باکردار ہونے چاہیے
۲۰۳	حضرت عمر رعیت کے باپ تھے	۱۹۳	حضرت شاد ولی اللہ محدث کا ارشاد
۲۰۳	حضرت سعید بن مسیب تابعی کا بیان	۱۹۳	عاملین سے چار باتوں کی شرط لینا
۲۰۳	حضرت عمر عام رعایا کی خدمت کرتے تھے	۱۹۳	سادگی سے زندگی گزارنے کی ہدایت
۲۰۳	باہر سے آئے قافلے کی نگرانی و حفاظت کرنا	۱۹۳	ایک عامل کا سختی سے محاسبہ کرنا
۲۰۳	پوری رات نماز اور نگرانی میں گزار دینا	۱۹۴	حضرت امیر سے حضرت عمر کا استفسار
۲۰۵	حضرت عمر کا کمزوروں کا خیال رکھنا	۱۹۴	امیر معاویہ اریب اور ادیب شخص ہیں
۲۰۵	آپ کس طرح حضور کی سیرت پر چلے	۱۹۸	عاملین کو مریض کی عیادت کا خصوصی حکم
۲۰۵	ایک معذور ضعیف بڑھیا کی خدمت کرنا	۱۹۸	حضور ﷺ کے طریقے کی پیروی کرنا
۲۰۵	حضرت طلحہ حضرت عمر کے پیچھے پیچھے	۱۹۸	رعایا کا خیال نہ رکھنے کو فارغ کر دینا
۲۰۵	حضرت عمر کی گردپا کو بھی نہیں پہنچ سکتا	۱۹۸	رعایا کے حقوق اور ان کے اموال کی حفاظت
۲۰۶	حضرت عمر کا فقراء کی خدمت کرنا	۱۹۹	بیعت المال سب مسلمانوں کا ہے
۲۰۶	ایک دیہاتی عورت کی ضرورت پوری کرنا	۱۹۹	مسلمانوں کے مال چھپانا جائز نہیں
۲۰۶	ایک اور خاتون کو غلہ اور کپڑے دینا	۱۹۹	مسلمانوں کا مال صرف حق پر صرف ہوگا
۲۰۷	بیواؤں اور مسکینوں کی خبر گیری کرنا	۱۹۹	بیعت المال کی ہر حال میں حفاظت کرنا
۲۰۸	مسلم معاشرہ کی تربیت کی فکر	۱۹۹	مسلمانوں کے مال کو ذاتی کام میں نہ لینا
۲۰۸	حضور نے ایک مثالی معاشرہ قائم کیا تھا	۱۹۹	بیعت المال کی حفاظت بڑی ذمہ داری

۲۱۷	آپ کے عدل کی دنیا میں	۲۰۸	برسر عام بیوی سے بات کرنے پر
۲۱۸	قاضی کو عدل و انصاف کرنے کی تاکید	۲۰۹	ہذا خلافت اس طرح کی جاتی ہے
۲۱۸	حضرت عمر نے خود اپنے آپ کو مثال بنایا	۲۰۹	بہنگ میں ایک پریشان عورت کی خدمت
۲۱۸	حضرت زید بن ثابت کو حضرت عمر کی تاکید	۲۰۹	حضرت ام کلثوم کو اپنے ساتھ لے کر جانا
۲۱۹	سربراہ مملکت اور ایک عام آدمی میں فرق نہیں	۲۰۹	حضرت عمر کا اپنے آپ کو ظاہر نہ کرنا
۲۱۹	عادل ہے خوف اور ظالم ہمیشہ خوفزدہ رہتا ہے	۲۱۰	نومولود کے لئے وظیفہ مقرر کر دینا
۲۱۹	حضرت امام محمد غزالی کا بیان کردہ واقعہ	۲۱۰	ایک اور مصیبت زدہ خاتون کی خبر گیری کرنا
۲۲۰	عدلیہ کی نظر میں سب برابر ہونے چاہئے	۲۱۰	خاتون کی کہانی بتانے پر آپ کا رد دینا
۲۲۰	ایک طاقتور امیر سے غریب کے لئے انصاف	۲۱۱	ایک اور غریب خاندان کی فکر و خدمت
۲۲۳	غیر مسلم بھی آپ کے عدل کے معترف تھے	۲۱۱	اپنی کمر پر سارا سامان لاد کر لے جانا
۲۲۳	امام اہل الشام حضرت امام اوزعی کا بیان	۲۱۲	اپنے ہاتھوں سے بچوں کے کھانا پکانا
۲۲۳	مرض الوفا میں بھی عدل کی تعلیم و ہدایت	۲۱۲	بچوں کو ہنستا مسکراتا دیکھ کر مطمئن ہونا
۲۲۶	میں تم میں دو باتیں چھوڑے جا رہا ہوں	۲۱۲	رات کی تنہائیوں میں رعایا کا خیال رکھنا
۲۲۶	خواب میں حضرت عمر کو دیکھنے کی تعبیر	۲۱۳	آپ کا حضور ﷺ کی امت کی فکر کرنا
۲۲۶	حکومت کرنے کے لئے اعلیٰ عقل کا معیار	۲۱۳	غیر مسلموں کو کاروبار مملکت سے الگ رکھنا
۲۲۶	حضرت عمر کا دین اور ان کی عقل کامل تھی	۲۱۳	دینی رشتہ ہر رشتہ سے اہم اور مقدم ہے
۲۲۷	حضرت عمر کے ساتھ تائید نبی موجود تھی	۲۱۳	غیر مسلموں کو معاملات سے دور رکھا جائے
۲۲۸	حضرت عمر کی خلافت کی قبولیت و مقبولیت	۲۱۳	حضرت ایو موسیٰ کو حضرت عمر کی ہدایت
۲۲۸	حضرت عمر میں حکمران کے کامل اوصاف	۲۱۳	وفائے عہد کی حیرت انگیز مثال
۲۲۸	جناب شورش کاشمیری مرحوم کا بیان	۲۱۵	سربراہ مملکت وعدہ نہ توڑے
۲۲۹	عہد فاروقی میں فتوحات کی کثرت	۲۱۵	ہرمزان کے ساتھ وعدہ کو کس طرح نبھایا
۲۲۹	حضرت عمر حضرت ابو بکر کے نقش قدم پر	۲۱۵	حکیم الامت حضرت تھانوی کا بیان
۲۲۹	حضرت ابو بکر کی عراق پر لشکر کشی	۲۱۶	مولانا حبیب الرحمن عثمانی کا بیان
۲۲۹	حضرت عمر فاروق کی مہم عراق	۲۱۶	اہم امور میں ہرمزان سے مشورہ کرنا
۲۳۰	فتح عراق پر حضرت عمر کا اللہ کا شکر کرنا	۲۱۶	حضرت امام بخاری کا بیان
۲۳۰	ایک عام آدمی کی طرح قاصد کے پیچھے چلنا	۲۱۶	حضرت عمر فاروق کا عدل و انصاف

۲۳۲	حضرت ابو عبیدہ کا مسلمانوں سے خطاب	۲۳۱	اپنے آپ کو اللہ کا غلام سمجھنا
۲۳۳	مسلمانوں کے حسن سلوک سے متاثر ہونا	۲۳۱	حضرت سعد کا مناظر عبرت دیکھنا
۲۳۳	مسلمانوں کے زیر سایہ رہنے کی خواہش	۲۳۲	عراقی قیمتی اموال مسلمانوں کے قدموں میں
۲۳۳	حضرت عمر کی حضرت ابو عبیدہ کو نصیحت	۲۳۲	حضرت عمر کی فوج بلاشبہ ایماندار ہے
۲۳۳	یرموک میں عیسائی مذہبدار رہنما بطور قائد	۲۳۳	عراق محل کے فرش توڑنے کا حکم
۲۳۳	حضرت ابو عبیدہ کا حضرت عمر کے نام مکتوب	۲۳۳	حضرت علی مرتضیٰ کے مشورہ پر ہوا
۲۳۵	ساتھ ہزار کا مقابلہ صرف ساٹھ آدمیوں سے	۲۳۳	ہجرت۔ معرکہ جلولاء میں مسلمانوں کی کامیابی
۲۳۵	مسلمانوں نے معرکہ بدر کی یاد تازہ کر دی	۲۳۳	مال غنیمت دیکھ کر حضرت عمر کا رو پڑنا
۲۳۵	حضرت عمر کا حضرت ابو عبیدہ کے نام مکتوب	۲۳۵	جب کسی قوم میں مال کی بہتات ہوتی ہے
۲۳۵	فتح و شکست کا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے	۲۳۵	فتح شام کس طرح ہوا
۲۳۶	قاصد کا وقت سے پہلے پہنچ جانا	۲۳۵	دمشق کا محاصرہ عہد صدیقی میں
۲۳۶	رومیوں کو پہلے دن شکست کا سامنا	۲۳۶	حضرت خالد بن ولید کی منصوبہ بندی
۲۳۷	مسلمانوں کی نماز سے قاصد کا متاثر ہونا	۲۳۶	فتح دمشق پورے ملک کی تسمید تھی
۲۳۷	حضرت عیسیٰ کے متعلق اسلامی عقائد	۲۳۶	ہجرت۔ معرکہ فحل ۱۳ ہجری
۲۳۷	قرآن کی آیت سن کر قاصد کا قبول اسلام	۲۳۷	کفار کی طرف سے درخواست صلح
۲۳۸	حضرت خالد بن ولید رومیوں کے دربار میں	۲۳۷	حضرت معاذ بن جبل رومی دربار میں
۲۳۸	آپ کو رعب میں لانے کی رومی کوشش	۲۳۸	رومی حاکم کی مسلمانوں کو دھمکی
۲۳۸	آپکا اللہ کا شکر اور حضور کی تعریف کرنا	۲۳۸	حضرت معاذ بن جبل کا جواب
۲۳۹	صحابہ کی ایمانی غیرت اور بے مثال اخلاص	۲۳۸	قتل و کثرت فتح و شکست کا سبب نہیں
۲۳۹	علامہ محمد واقدی کا بھیرت افروز تبصرہ	۲۳۹	رومی حاکم اور اسلامی خلافت میں واضح فرق
۲۵۰	مسلمانوں خواتین کی جنگ میں شرکت	۲۴۰	ہجرت۔ معرکہ ممس میں فاروقی لشکر کی فتح
۲۵۰	امیر معاویہ کی ماں اور بہن جنگ میں شریک	۲۴۰	حضرت ہریرہ کی اس معرکہ میں شہادت
۲۵۰	رومی فوجیوں کی تعداد سے بے نیازی کا اظہار	۲۴۰	حضرت ابو عبیدہ کی ایک ایک خفیہ تدبیر
۲۵۰	حضرت خالد اور حضرت عکرمہ کی استقامت	۲۴۱	جنگ یرموک میں مجاہدین اسلام کو کامیابی
۲۵۱	حضرت عکرمہ مقام شہادت پر	۲۴۱	مفتوحہ علاقوں میں انصاف کا بول بالا
۲۵۱	حضرت عکرمہ اور حضرت خالد کی شجاعت	۲۴۱	ہجرت۔ معرکہ جلولاء کے ساتھ مقابلہ

۲۶۰	حضرت عمر کا نام اور ان کے لقب کا ذکر	۲۵۱	حضرت ابو ہریرہ کا اپنی قوم سے خطاب
۲۶۱	حضرت ابو عبیدہ کی خوشی اور شکرانہ	۲۵۲	روی فوج کو تاریخی شکست
۲۶۱	دونوں جانب سے لڑائی روکنے کا حکم	۲۵۲	جنگ یرموک کا ایک عجیب واقعہ
۲۶۱	حضرت خالد کو حضرت عمر بنا کر دکھانا	۲۵۲	حضرت عباس بن قیس ایک ہیر کی تلاش میں
۲۶۱	حضرت خالد کو حضرت عمر ماننے سے انکار	۲۵۲	قیصر کا انطاکیہ سے فرار اختیار کرنا
۲۶۱	یہ ان کے مشابہ ضرور ہیں مگر وہ نہیں ہیں	۲۵۳	حضرت عمر کا فتح کی خبر سن کر کلمہ شکر کہنا
۲۶۲	حضرت ابو عبیدہ کا حضرت عمر کے نام مکتوب	۲۵۳	حضرت عمر فاروق کا ایک خواب
۲۶۳	حضرت عمر فاروق کا صحابہ سے مشورہ کرنا	۲۵۳	حضور کی جانب سے خواب میں فتح کی بشارت
۲۶۳	حضرت علی مرتضیٰ کے مشورہ پر عمل کرنا	۲۵۵	☆..... فتح بیت المقدس کا دلآویز نظارہ
۲۶۳	حضرت عمر کا حضرت علی کو محمود المشورہ ماننا	۲۵۵	حضرت ابو عبیدہ کا حضرت عمر سے استفسار
۲۶۳	سفر سے پہلے آپ کی روضہ اطہر پر حاضری	۲۵۵	حضرت علی کا حضرت عمر سے مشورہ
۲۶۳	حضرت علی مرتضیٰ کو اپنا نائب ماننا	۲۵۵	حضرت علی مرتضیٰ کے مشورہ پر عمل
۲۶۳	زیارت عمر کیلئے لوگوں کی بے قراری	۲۵۶	فتح کے لئے مسلمانوں کی بے قراری
۲۶۳	آپ کی مقام جلیہ میں مسلمانوں سے ملاقات	۲۵۶	نماز اور آثار انبیاء دیکھنے کی تمنا
۲۶۳	حضرت بلال حبشی کو اذان دینے کا حکم	۲۵۷	یزید بن سفیان کا مسلمانوں سے خطاب
۲۶۵	اذان بلال پر مسلمانوں کا تڑپ جانا	۲۵۷	احل شر کا مسلمانوں سے مقابلہ کرنا
۲۶۵	حضرت عمر کیلئے نئے کپڑے اور نئی سواری لانا	۲۵۷	حضرت ابو عبیدہ بن جراح کا بیت المقدس آنا
۲۶۵	ترکی گھوڑے کی مفردانہ چال چلنے پر اتر جانا	۲۵۷	آپ کے آنے پر مسلمانوں کا نعرہ تکبیر
۲۶۶	بیت المقدس کو دیکھ کر حضرت عمر کی دعا	۲۵۷	حاکم شہر کا مذہبی رہنماؤں سے استفسار
۲۶۶	حضرت عمر کی آمد پر مسلمانوں کا نعرہ تکبیر	۲۵۸	آنے والا اگر وہی تو تمہاری خیر نہیں
۲۶۶	اہل شہر پھر اپنے مذہبی سربراہ کے پاس	۲۵۸	حضرت عمر فاروق کا ذکر کتب سابقہ میں
۲۶۶	پوپ کو حضرت عمر کے آنے کی اطلاع دینا	۲۵۸	اگر یہ وہی ہے تو شر تمہارے حوالے
۲۶۶	حضرت عمر کا ملاقات کے لئے جانا	۲۵۹	مسلمانوں کے امیر سے ملنے کی خواہش
۲۶۷	حضرت عمر فاروق کی بے خوفی و بے نیازی	۲۵۹	آپ کو دیکھ کر پوپ کا بے فکر ہو جانا
۲۶۷	مسلمانوں کو اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے	۲۵۹	محاصرے سے اہل شہر کی پریشانی
۲۶۷	پرانے کپڑوں اور پرانی سواری پر جانا	۲۶۰	پوپ کی حضرت ابو عبیدہ سے گفتگو

۲۶۷	حضرت عمر فاروق کو منجورا قدم اللہ	۲۶۷	حضرت عمر کو دیکھ کر پوپ کا بیچ پڑنا
۲۶۸	ایرانی علاقے مسلمانوں کے کنٹرول میں آئے	۲۶۸	یہ وی ہے یہ شر اس کے ہاتھ پر فتح ہوگا
۲۶۸	ایرانی حضرت عمر کے خلاف کیوں رہے ؟	۲۶۸	آپ کے ہاتھ پر بیعت المقدس کی فتح
۲۶۸	حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب کا تجزیہ	۲۶۸	حضرت عمر کا اونٹ پر ہی سجدہ شکر کرنا
۲۶۸	عربوں کے حقوق پانے کے وہ خلاف تھے	۲۶۸	حضرت عمر کا حجاب دھڑی میں سجدہ کرنا
۲۶۸	عربوں میں تفریق پیدا کرنے کی کوشش	۲۶۸	حجہ پر پڑی مٹی کپڑے سے صاف کرنا
۲۶۹	عربوں کو جاہ طلب سیاسی غارت گر کہنا	۲۶۹	حضرت عمر کا گرجا گھر دیکھنے جانا
۲۶۹	فاضل ایڈورڈ برادوں کا تجزیہ	۲۶۹	گرجا گھر میں نماز ادا کرنے سے انکار
۲۶۹	ایرانی شاعر کی تائید	۲۶۹	مسلمانوں کو درغلانے کی کوشش
۲۷۱	حضرت علی مرتضیٰ کی فخر بھرت	۲۷۱	اہل ایلیاء سے حضرت عمر فاروق کا معاہدہ
۲۷۲	حضرت عمر کو ایران جانے سے منع کرنا	۲۷۲	مذہب دنیا اس سے سبق حاصل کرے
۲۷۲	حضرت علی کی فخر میں حضرت عمر کی اہمیت	۲۷۲	آپ کی خدمت میں کعب احبار کی حاضری
۲۷۳	حضرت عمر کی مخالفت کا دوسرا سبب	۲۷۳	کعب احبار ایک مذہبی گھرانے سے
۲۷۳	ساسانیوں کا سیاسی عقیدہ	۲۷۳	کعب احبار کے قبول اسلام کا واقعہ
۲۷۳	دو متضاد اصولوں کا اختلاف	۲۷۳	کعب کو روضہ اطہر کی زیارت کی تاکید
۲۷۳	ایک سوال اور اس کا جواب	۲۷۳	اہل مدینہ حضرت عمر کی واپسی کے خطر
۲۷۳	حضرت علی کا عرب ہونا کیوں قبول ہوا ؟	۲۷۳	آپ کی واپسی پر مسلمانوں کا جوش و خروش
۲۷۵	حضرت علی کے آسمانی منصب کا دعویٰ	۲۷۵	حضرت عمر سب سے پہلے روضہ اطہر پر
۲۷۵	حضرت عمر نے متعہ سے کلیۃً روک دیا	۲۷۵	مسلمانوں کو سفر و فتح کی تفصیل بتانا
۲۷۶	حضرت عمر کی مخالفت کا ایک اور سبب	۲۷۶	قنبرین اور حلب پر مسلمانوں کا پرچم
۲۷۶	حضرت علی فتح ایران میں پوری طرح شریک	۲۷۶	حلب کا والی یوقنا کا قبول اسلام
۲۷۷	حضرت عمر کی ہاتھوں ہوئی فتوحات کی تفصیل	۲۷۷	دشمنوں کا ہر قلعہ مسلمانوں کے قابو میں
۲۷۷	علامہ ابن سعد اور حافظ ابن کثیر کا بیان	۲۷۷	حضرت عمر فاروق کا شکر خدا ادا کرنا
۲۷۸	علامہ ابن جوزی اور شاہ ولی اللہ محدث کا بیان	۲۷۸	مؤرخ علامہ مسعودی کا بیان
۲۷۹	مفتوحہ ممالک کا کل رقبہ کتنا تھا	۲۷۹	فتح ایران اور اس کی اہمیت
۲۷۹	حضرت عمر نے کس طرح خلافت چلائی	۲۷۹	ایرانی مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے درپے

۳۰۳	علامہ حافظ ابن تیمیہ کا بیان	۲۹۲	حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر کے دو طریقے
۳۰۳	علامہ عزیزی اور علامہ مناوی کی شرح حدیث	۲۹۳	خلافت کوئی بچوں کا کھیل نہیں
۳۰۳	حضرت شاہ ولی اللہ محدث کا بحث	۲۹۳	حضرات کی مجلس شوریٰ
۳۰۵	حضرات شیخین کی اقتداء مقدر تھی	۲۹۳	چھ شیخین کی خلافت کی حقیقت و صداقت
۳۰۶	بعد ابوبکر کے حضرت عمر نے ڈول کھینچا	۲۹۳	علامہ ابن حجر شافعی مکی کا بیان
۳۰۶	حضور ﷺ کا ایک خواب مبارک	۲۹۳	حضرت عمر کی خلافت موعودہ خلافت تھی
۳۰۷	علامہ یحییٰ اور امام نووی کی شرح حدیث	۲۹۳	حضرت شاہ ولی اللہ محدث کا بیان
۳۰۷	حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی کا بیان	۲۹۵	حضرت علی کا آپ کو خراج تحسین پیش کرنا
۳۰۸	حضرت عمر فاروق ایک عبقری شخصیت تھے	۲۹۶	ما فتح اللہ کاشانی شیعہ کا اعتراف
۳۰۸	حضرت عمر نے آسمانی ڈول مضبوطی سے پکڑا	۲۹۶	شارح نہج البلاغۃ نقوی کا اقرار
۳۰۸	حضور ﷺ کے سامنے ایک خواب کا تذکرہ	۲۹۶	حضرت علی کے ایک بیان کی شرح
۳۰۹	حضرت عمر کی خلافت کی ہمہ گیری	۲۹۶	حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی کا بیان
۳۱۰	حضرت ابوبکر کے بعد سب سے محبوب شخصیت	۲۹۷	حضرت عمر نے خلافت کا حق ادا کر دیا
۳۱۰	حضور خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد گرامی	۲۹۷	حضرت امام زہری کا ارشاد
۳۱۰	حضرت امام نووی کی شرح حدیث	۲۹۸	علامہ جابر اللہ زنجیری کا بیان
۳۱۰	حضرت عبداللہ بن عمر کی شہادت	۲۹۸	علامہ موسیٰ جابر اللہ کا بیان
۳۱۱	سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کا ارشاد	۲۹۹	حضرت عمر فاروق کی خلافت کے اشارے
۳۱۱	حضرت عمر عطاء الہی کے سایہ میں	۳۰۰	حضور ﷺ اور شیخین کریمین ایک ساتھ
۳۱۲	حضرت علی مرتضیٰ کا عجز و انکسار	۳۰۰	حضرات شیخین حضور ﷺ کے دین کے والی
۳۱۲	حضرت علی تقیہ باز شخصیت نہ تھے	۳۰۰	بعد حضرت ابوبکر کے حضرت عمر کو زکوٰۃ بھیجنا
۳۱۳	حضور کے زمانہ میں افضلیت شیخین کا تذکرہ	۳۰۱	بعد ابوبکر کے عمر تیرا کام پورا کریگا
۳۱۵	تعمیر مسجد میں حضرت ابوبکر کے بعد پتھر رکھنا	۳۰۱	میرا قرض ابوبکر ورنہ عمر ادا کرے گا
۳۱۵	حضرت عمر کا پلڑا باقی امت پر بھاری	۳۰۲	علیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ کا بیان
۳۱۵	حضرت ابوبکر کے بعد حضرت عمر کا خطبہ دینا	۳۰۲	شیخین کے استخلاف کا اشارہ نبوی
۳۱۶	شیخین کے ہاتھوں میں کنکریوں کا تسبیح پڑھنا	۳۰۳	حضرت عمر فاروق کی اقتداء کا حکم
۳۱۸	شیخین حضور کے وزیر و مشیر تھے	۳۰۳	شیخین کی اقتداء کس لئے کی جائے

حضرت عمر کو خلیفہ برحق نہ ماننے کا نقصان	۳۱۸	حضور ﷺ کے دو آسمانی دو زمینی وزیر
حضور کی امت خلافت کے سارے میں علی	۳۱۸	شیخین کو اللہ کے بتانے پر مقدم رکھا
حضرت امام سفیان ثوری اور شریک کا بیان	۳۱۹	شیخین کریمین کا اسلام پر بڑا احسان ہے
حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ کا بیان	۳۱۹	علامہ عبدالرزاق منادی کی شرح حدیث
آپ کو خلیفہ برحق نہ ماننے کی قیامت	۳۱۹	حضرت علامہ حافظ ابن تیمیہ کا بیان
حضرت عمر فاروق قرآن پاک کی روشنی میں	۳۲۰	حضرت عمر فاروق کا اپنا بیان
حضرت عمر کے مؤمن ہونے کی الہی شہادت	۳۲۰	شیخین علم و فقہ میں سب سے آگے
قرآن کریم نے آپ کو مؤمنین میں سے کہا	۳۲۰	شیخین کا اتفاق حضور ﷺ کی نظر میں
حضرت عبداللہ بن عباس کی شہادت	۳۲۱	حضرت عمر حضور کے خواب کی تعبیر تھے
امام علی بن احمد واحدی کا بیان	۳۲۱	جنگ خندق میں چٹان سے روشنی کا ٹکنا
قرآن کریم نے آپ کو صالح المؤمنین کہا	۳۲۱	شیعہ عالم ملا باقر مجلسی کا بیان
حضرت سعید بن جبیر تابعی کی شہادت	۳۲۱	حضور کی پیشگوئی حضرت عمر کے ہاتھوں پوری
حضرت عمر کی تمناؤں کی الہی تکمیل	۳۲۱	مولانا کرم الدین دیر مرحوم کا بیان
مقام ابراہیم کو اپنا مصلیٰ ماننا	۳۲۲	سراقہ کو گنگن کس نے پہنائے
حضرت عمر فاروق کا اپنا بیان	۳۲۲	سراقہ ہجرت نبوی کے موقع پر
حضرت عمر نے شعار اللہ کی تعظیم	۳۲۳	حضور ﷺ کی طرف سے سراقہ کو بشارت
حکیم الامت شاہ ولی اللہ دہلوی کا بیان	۳۲۳	علامہ ابن اثیر جزری کا بیان
حضرت عمر اور مسئلہ اسیران بدر	۳۲۴	ملا باقر مجلسی شیعہ کا اعتراف
حضرت عمر کی رائے کی عند اللہ پسندیدگی	۳۲۴	جزیرۃ العرب سے یہودیوں کا اخراج
حضرت عمر نے اسیران بدر کے متعلق کیا کہا	۳۲۵	حضور ﷺ کا ارشاد اور وصیت
حضور کی نگاہ میں حضرات شیخین کا مقام	۳۲۵	مرکز اسلام میں دو دین جمع نہیں ہو سکتے
اسیران بدر کا مسئلہ قرآن کریم میں	۳۲۶	حضرت عمر نے یہودیوں کو نکال باہر کیا
نزول آیت پر حضور اور حضرت ابو بکر کا رد	۳۲۶	حضرت عبداللہ بن عمر کا بیان
حضرت عمر کا سوال حضور کا جواب	۳۲۶	حافظ ابوالفرج ابن جوزی کی شہادت
امام علی بن احمد واحدی کا بیان	۳۲۷	حضرت علی مرتضیٰ حضرت عمر کی تائید میں
بدر کے ستر کے بدلے احد میں ستر شہید	۳۲۷	حضرت عمر کے فیصلہ کی توثیق کرنا

۳۵۳	حضرت عمر فاروق کی اللہ کے حضور دعا	۳۴۰	ما فتح اللہ کاشانی شیمی کا بیان
۳۵۳	شراب سے عقل اور مال دونوں کی بربادی	۳۴۱	سید محمد مدد علی خان کا بیان
۳۵۳	شراب کی حرمت تدریجاً ہوئی	۳۴۱	حضرت عمر کی منافقین سے سخت دشمنی ت
۳۵۵	حضرت عمر کی رائے کا عندا اللہ احرام	۳۴۱	حضور کا رئیس المنافقین کے لئے کپڑا دینا
۳۵۵	امام واحدی اور امام سیوطی کا بیان	۳۴۲	منافق کے لئے دعا سے قرآن نے روک دیا
۳۵۵	ازواج مطہرات کے وقار کا خیال	۳۴۲	حضرت عمر کا مقام اللہ کے ہاں بلند ہے
۳۵۵	حضرت عمر کے دل میں ازواج النبی کا احرام	۳۴۲	حضرت امام رازی اور حافظ ابن کثیر کا بیان
۳۵۶	پردے کا حکم حضرت عمر کی خواہش پر	۳۴۲	علامہ آلوسی اور علامہ ہاشم سندھی کا بیان
۳۵۶	ازواج النبی کو حضور کی ہدائمنی پر غیرت دلانا	۳۴۳	حضرت عمر فاروق کی تائید میں آیت کا اترنا
۳۵۶	حضرت عمر فاروق کا اپنا بیان	۳۴۳	حضرت علامہ خالد محمود صاحب کا بیان
۳۵۶	اللہ نے انہی الفاظ میں آیت نازل فرمادی	۳۴۵	حضرت عمر کی توافق بالوحی کی سعادت
۳۵۷	قتبارک اللہ احسن الثائقین	۳۴۵	حضرت عمر کا اسے حضور کا صدقہ سمجھنا
۳۵۷	امام سیوطی اور علامہ محبت طبری کا بیان	۳۴۶	حکیم الامت حضرت تھانوی کا بیان
۳۵۷	ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کی برات	۳۴۷	حضرت عمر کی رائے فیض نبوی کا ثمرہ تھی
۳۵۸	واقعہ اُفک پر حضرت عمر کا حضور سے استفسار	۳۴۸	حضرت عمر کی رائے علم نبوی سے ماثور تھی
۳۵۸	حضرت عمر کی بات کی اللہ نے تائید فرمائی	۳۴۹	حضور ﷺ نے اپنا کپڑا کیوں دیا ؟
۳۵۸	جنگ بدر کے معاملے پر آپ کی تائید ایزدی	۳۴۹	حضور ﷺ نے احسان کا بدلہ ہمیں چکا دیا
۳۵۸	یہود حضرت جبرئیل کے دشمن ہیں	۳۴۹	حضرت علامہ سید محمود آلوسی کا بیان
۳۵۸	امام علی بن احمد واحدی کا بیان	۳۵۰	بدون ایمان تہرکات نافع نہیں جتے
۳۶۰	گھروں میں داخل ہونے کی اجازت لیا کرو	۳۵۰	حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کا بیان
۳۶۰	حضرت عمر کی خواہش پر آیت نازل ہوئی	۳۵۱	حضرت عمر نے منافق کی گردن اڑادی
۳۶۰	منافقین کیلئے استغفار نہ کی جائے	۳۵۲	ایک منافق اور یہودی کے درمیان تنازعہ
۳۶۰	حضرت عمر کی باتوں کی اللہ کے ہاں قبولیت	۳۵۲	منافق نے حضور کا فیصلہ تسلیم نہ کیا تھا
۳۶۱	سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کا بیان	۳۵۲	خدا اور رسول کے فیصلے کو نہ ماننے والا کی سزا
۳۶۱	حافظ ابن عبد البر اور امام سیوطی کا بیان	۳۵۳	شراب کی حرمت پہلے کس دل میں ابھری
۳۶۱	قاضی ثناء اللہ اور حضرت تھانوی کا بیان	۳۵۳	شراب کے بارے میں حضور سے سوال

۳۷۳	آپ کی زبان اور دل پر حق جاری	۳۶۲	کیا قرآن کے الفاظ مجر نہیں ؟
۳۷۳	حضرت عمر کبھی حق سے علیحدہ نہ ہوں گے	۳۶۲	ایک شبہ اور اس کا عالمانہ جواب
۳۷۳	حضرت عبداللہ بن عمر کا بیان	۳۶۲	شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی کا بیان
۳۷۳	حضرت ابو عثمان الہندی تہا پی کا بیان	۳۶۳	حضرت عمر کے ہاتھوں ارادہ خداوندی پورا ہونا
۳۷۳	حضرت عمر قرب الہی کی عجیب شان میں	۳۶۳	حالت نماز میں الہام الہی کی دولت پانا
۳۷۵	علامہ امیر الدین علی بلخان کا ارشاد	۳۶۳	حضرت شاد اسماعیل شہید کا بیان
۳۷۵	حضرت ابوذر کی نظر میں حضرت عمر کا مقام	۳۶۶	حضرت عمر احادیث نبوی کی روشنی میں
۳۷۶	حضرت عمر باطل سے فطرۃ دور	۳۶۶	حضرت عمر فاروق محدثیت کا مقام
۳۷۶	حضرت عمر کسی غلط بات کو قبول نہیں کرتے	۳۶۶	حضرت عمر فاروق اس امت کے محدث ہیں
۳۷۶	۲۔ حضرت عمر علم کے اونچے درجہ پر ہیں	۳۶۶	محدث کون لوگ ہوتے ہیں
۳۷۶	حضور ﷺ کا ایک مبارک خواب	۳۶۶	حافظ تودہبشتی اور ملا علی قاری کا بیان
۳۷۶	حضرت عمر کو دودھ کا پیالہ دینا	۳۶۶	حضرت ابراہیم بن سعد کا ارشاد
۳۷۶	حضور ﷺ نے دودھ کی تعبیر علم سے کی	۳۶۶	لن ونب اور امام سفیان بن عیینہ کا بیان
۳۷۷	سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کی شہادت	۳۶۶	شیخ ابو نصر سراج طوسی کا ارشاد
۳۷۷	علم میں حضرت عمر کے ثانی لن مسعود تھے	۳۶۸	امام محمد باقر سے محدث کا معنی
۳۷۸	حضرت عمر کا علم حضرت لن مسعود کی نظر	۳۶۸	آپ کے محدث ہونے پر نبوی شہادت
۳۷۸	حضرت امام ابراہیم قمی تہا پی کا ارشاد	۳۶۸	علامہ طاہر فتنی اور شاد ولی اللہ دہلوی کا بیان
۳۷۸	حضرت حذیفہ بن یمان کی شہادت	۳۶۹	حکیم الامت حضرت تھانوی کا ارشاد
۳۷۸	حضرت عمر فقہاء کے استاذ الاساتذہ تھے	۳۷۰	درجہ صدیقیت اور محدثیت میں فرق
۳۷۸	صحابہ و تابعین کا آپ کے وفور علم پر اتفاق	۳۷۰	شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی کا بیان
۳۷۹	شیخ الاسلام حافظ لن تہمہ حنبلی کا بیان	۳۷۱	۲۔ حضرت عمر ولایت الہی کے اعلیٰ مقام پر
۳۷۹	حضرت علامہ خالد محمود صاحب کا ارشاد	۳۷۲	حضرت عمر کی شان ولایت حضور کی نظر میں
۳۷۹	آپ کو علم سیاست کا بھی وافر حصہ ملا	۳۷۲	اسلام کا عقیدہ ختم نبوت کن معنوں میں
۳۷۹	شیخ الاسلام حافظ لن حجر کا بیان	۳۷۲	حضرت عمر ولایت کے سب مراحل طے کر گئے
۳۸۰	حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی کی شرح حدیث	۳۷۲	حضرت علامہ خالد محمود صاحب کا بیان
۳۸۰	ایک شبہ اور اس کا ازالہ	۳۷۳	۳۔ حضرت عمر فاروق حق کا نشان

۳۸۰	حضرت شہ ولی اللہ محدث دہلوی کا بیان	۳۸۰	۵۔ حضرت مر شیعانی مانت سے محرم
۳۸۱	۸۔ حضرت عمر سے دین کا قول کا بیان	۳۸۱	آپ کو دیکھ کر شیطان کی راہ فرار
۳۸۲	حضور ﷺ کا ایک اہم خواب	۳۸۲	آپ کی آہٹ سے شیطان بھٹکتا ہے
۳۸۳	آپ سے لوگوں نے خواب سرائی	۳۸۳	گناہوں سے چوہ کی عظیم خبر دی گئی
۳۸۴	آپ حضرت ابو بکر کے چالیس عہد سے	۳۸۴	حضرت علامہ خالد محمود صاحب کا بیان
۳۸۵	حضرت ابو بکر حضرت عمر سے افضل ہیں	۳۸۵	حدیث پر ایک شبہ اور اس کا عالمانہ جواب
۳۸۶	شیخ الاسلام علامہ بدر الدین عینی کا ارشاد	۳۸۵	حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی کا ارشاد
۳۸۷	آپ کے ہاتھوں فتوحات کی کثرت ہوئی	۳۸۶	فضل مباح کی بھی ایک حد ہوتی ہے
۳۸۸	حضرت مولانا عبدالغفور قادری کا بیان	۳۸۶	احیاء کسی فعل کا ورود مسنون نہیں ہو جاتا
۳۸۹	نواب قطب الدین دہلوی کی شرح حدیث	۳۸۷	نبوت ختم ہو گئی ولایت ختم نہیں ہوئی
۳۹۰	شیخ عبداللہ النعمان الماشی کا بیان	۳۸۷	حضرت تھانوی کا عقیدہ ختم نبوت
۳۹۱	۹۔ حضرت عمر کا قتلوں سے مامون ہونا	۳۸۷	حضرت عمر کو شیعہ باطل بھی پسند نہیں
۳۹۲	حضرت عمر کی حیات میں قتلے دیے رہے	۳۸۷	شرح مشکوٰۃ نواب قطب الدین کا بیان
۳۹۳	حضرت کعب احبار کا ایک اہم بیان	۳۸۸	۶۔ شیطان فطرت انسان آپ سے لرزاں
۳۹۴	حضرت حذیفہ سے حضرت عمر کا سوال	۳۸۸	حضور ﷺ نے امر واقعہ کی خبر دی ہے
۳۹۵	حضرت امام سروق جی کا بیان	۳۸۸	شیطان حضرت عمر پر دلو چلانے میں ناکام
۳۹۶	حضرت عمر کے بعد قتلے کھل جائیں گے	۳۸۸	سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کا ارشاد
۳۹۷	حضرت امام مجاہد جی کا بیان	۳۸۹	۷۔ حضرت عمر پر ہمیشہ دین چھلایا رہا
۳۹۸	۱۰۔ آپ کی حضور کا وزیر بننے کی سعادت	۳۸۹	حضور نے اپنے ایک خواب میں کیا دیکھا
۳۹۹	حضرت عمر حضور کے مخصوص صحابہ میں	۳۸۹	حضور ﷺ نے قیام کی تعبیر دین سے دی
۴۰۰	حضور ﷺ کا حضرت عمر فاروق پر اہم	۳۹۰	آپ کی قیام زمین پر کیوں کھینچی رہی
۴۰۱	دو فرشتوں اور دو نیوں سے مشابہت ورنہ	۳۹۰	حضرت امام نووی اور علامہ طبری کا بیان
۴۰۲	حضرت شاہ ولی اللہ اور ملا علی قاری کا بیان	۳۹۱	علامہ نواب قطب الدین دہلوی کی شرح
۴۰۳	شیخین کو حضور کے قرب کی دولت ملی تھی	۱۹۱	محدث ابن العرفی المالکی کا بیان
۴۰۴	حضور ﷺ نے شیخین کو آنکھ اور کان فرمایا	۳۹۱	حضرت عمر دین کے بہت بلند مقام پر تھے
۴۰۵	حضور کی مجلس میں شیخین کہاں بیٹھے رہے	۳۹۱	حضرت امام ابو جریہ محدث کا بیان

۳۰۸	حضرت شیخ عبدالقادر محدث کا بیان	۳۰۰	حضرت ابن ابی اونی کا آنکھوں دیکھا نقشہ
۳۰۸	طارق بن شاپب تہانی کی شہادت	۳۰۰	آپ کے اعمال صالحہ حضور کی نگاہ میں
۳۰۸	حضرت عمر کی بات سے انہوں کا سکون پانا	۳۰۰	حضرت ابو بکر کی شان حضور ﷺ کی نظر میں
۳۰۸	نواب قطب الدین محدث دہلوی کا ارشاد	۳۰۲	۱۲۔ حضرت عمر حضور ﷺ کی نظر محبت میں
۳۰۹	حضرت عبداللہ بن مسعود کی شہادت	۳۰۲	حضرات شیخین کی محبت ایمان میں سے
۳۰۹	شیعہ عالم علامہ طبری کا اعتراف	۳۰۲	حضرت امام مسروق تہانی کا بیان
۳۰۹	۱۷۔ آپ اپنے غصہ میں اللہ کا جلال تھے	۳۰۲	صحابہ کو برا کہنے والوں پر لعنت رہی
۳۱۰	حضرت علی سے مروی ایک حدیث نبوی	۳۰۳	علامہ امیر الدین علی بن بلبان کا بیان
۳۱۰	حضرت عمر کی خوشی رحمت کا باعث ہے	۳۰۳	علامہ موسیٰ جار اللہ کا بیان
۳۱۰	۱۸۔ حضور کے قریب دفن ہونے کی پیشگوئی	۳۰۳	امت کو شیخین سے محبت رکھنے کی ہدایت
۳۱۱	شیخین ہمیشہ حضور ﷺ کے ساتھ رہے	۳۰۳	خلفائے راشدین کی محبت فرض ہے
۳۱۲	۱۹۔ شیخین حضور کے ساتھ انھیں گے	۳۰۳	صحابی رسول حضرت انس بن مالک کا ارشاد
۳۱۲	حضور نے انھیں کے اشارہ سے بھی سمجھایا	۳۰۴	عقمت شیخین کے منکر کی بدھ ق
۳۱۲	علامہ امیر الدین علی بن بلبان کا ارشاد	۳۰۴	حضرت امام محمد بن سیرین کا ارشاد
۳۱۲	۲۰۔ حضرت عمر میدان آثرت میں	۳۰۴	۱۳۔ حضرت عمر فاروق اسلام کی کنجی تھے
۳۱۳	اسلام کا حضرت عمر کو جزاک اللہ کہنا	۳۰۴	حضرت عمر کو دیکھ کر حضور ﷺ کا تبسم فرمانا
۳۱۳	اسلام کی بات سن کر حضرت عمر کا رونا	۳۰۴	حضرت عمر پر اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت
۳۱۳	حضرت عمر کے ساتھ حق کا مصافحہ و معافہ	۳۰۵	۱۴۔ حضور ﷺ کا حضرت عمر کو بھائی کہنا
۳۱۳	حافظ ابن حجر شافعی کا بیان	۳۰۵	حضور نے اپنے خاص تعلق کی خبر دی ہے
۳۱۳	حضرت امام حسن بھری تہانی کا ارشاد	۳۰۵	حضرت عمر کے لئے ایک محبوب ترین لمحہ
۳۱۵	۲۱۔ حضرت عمر کے جنتی ہونے کی شہادت	۳۰۶	۱۵۔ اللہ کے معاملہ میں آپ کا سخت ہونا
۳۱۵	اللہ نے سب صحابہ سے جنت کا وعدہ فرمایا	۳۰۷	آپ میں اشداء علی الکفار کی شان جلوہ گر
۳۱۶	حضرت عمر کے لئے جنت واجب ہو گئی	۳۰۷	حضرت علی مرتضیٰ کی شہادت
۳۱۶	صحابہ کا حضرت عمر کو مبارک باد دینا	۳۰۷	حضرت امام حسن بھری کی شہادت
۳۱۷	۲۲۔ جنت میں اذہر عمر لوگوں کے سردار	۳۰۷	۱۶۔ حضرت عمر کی زبان پر سکینت کا اترنا
۳۱۷	شیخین سب امتوں کے اولیاء سے افضل	۳۰۸	حضرت عمر فاروق صاحب الامام صحابی تھے
۳۱۸			

۲۳۶	۳۔ حضرت علی مرتضیٰ کا بیان	۲۱۸	۲۱۔ علی قاری محدث کا بیان
۲۳۷	۴۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کا بیان	۲۱۸	۲۲۔ حضرت عمر مقام عین میں ہوں گے
۲۳۸	۵۔ حضرت معاذ بن جبل کا بیان	۲۱۸	حضرت ابو بکر اور حضرت عمر بہت اچھے ہیں
۲۳۸	۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کا بیان	۲۱۹	۲۳۔ حضرت عمر کا جنت میں محل بن گیا تھا
۲۴۱	۷۔ حضرت حذیفہ بن یمان کا بیان	۲۱۹	حضور ﷺ نے جنت میں یہ محل دیکھا تھا
۲۴۱	۸۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ کا بیان	۲۲۰	حضرت عمر اسے حضور کا صدقہ بتاتے تھے
۲۴۱	۹۔ حضرت سعید بن زید کا بیان	۲۲۲	۲۵۔ آپکو جنت میں حضور کی رفاقت کا شرف
۲۴۳	۱۰۔ حضرت سعد بن ابی وقاص کا بیان	۲۲۲	حضرت عمر ثالث خلافت میں سے ہیں
۲۴۳	۱۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کا بیان	۲۲۲	حضرت عمر حضور ﷺ کے محبوب ہیں
۲۴۴	۱۲۔ حضرت خالد بن ولید کا بیان	۲۲۴	۲۶۔ حضرت عمر اہل جنت کا چراغ ہیں
۲۴۵	۱۳۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان کا بیان	۲۲۵	حضرت علی مرتضیٰ کا اس پر شہادت دینا
۲۴۵	۱۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس کا بیان	۲۲۵	حضرت علی نے یہ شہادت تحریر کر دی
۲۴۶	۱۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر کا بیان	۲۲۵	علامہ جابر اللہ زنجیری کا بیان
۲۴۷	۱۶۔ حضرت عبداللہ بن سلام کا بیان	۲۲۵	سب صحابہ حضرت عمر سے محبت رکھتے تھے
۲۴۷	۱۷۔ حضرت ابو طلحہ کا بیان	۲۲۶	حضرات شیخین تمام امت سے افضل ہیں
۲۴۸	۱۸۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کا بیان	۲۲۶	امام نووی اور امام جلال الدین سیوطی کا بیان
۲۵۱	حضرت عمر فاروق حضرت علی کی نظر میں	۲۲۶	صحابہ کرام پر اس پر اتفاق تھا
۲۵۱	حضرت عمر کی بات ماننے میں ہدایت ہے	۲۲۶	حضرت مجدد الف ثانی کا ارشاد
۲۵۱	حضرت عمر کے اقوال کی اہمیت	۲۲۷	حضرت شاہ ولی اللہ محدث کا اپنا ایک مشاہدہ
۲۵۲	حضرت عمر کی دعا کبھی رد نہیں کی جاتی	۲۲۹	حضرات شیخین باریت کو اٹھانے والے ہیں
۲۵۲	آپ کے طریقہ کی موافقت کرنے کی تمنا	۲۳۰	حضرت مجدد الف ثانی کا قیمتی ارشاد
۲۵۳	ابو بکر کے بعد آپ پوری امت میں افضل	۲۳۲	حضرات شیخین کی افضلیت قطعی ہے
۲۵۴	حکیم الامت شاہ ولی اللہ دہلوی کا بیان	۲۳۳	حضرت علی مرتضیٰ کا ارشاد گرامی
۲۵۴	حضرت عمر نے بہت اچھی حکومت کی	۲۳۴	حضرت عمر اٹھارہ بڑے صحابہ کی نظر میں
۲۵۵	حضرت عمر کے لئے حضرت علی کی دعا	۲۳۴	۱۔ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کا ارشاد گرامی
۲۵۵	حضرت عمر کے نامہ اعمال پر رشک کرنا	۲۳۴	۲۔ حضرت عثمان غنی کا بیان

۳۶۳	عمار الدین حافظ ابن کثیر کا بیان	۳۵۵	آپ کا عمل اپنے زمانہ میں سب سے افضل
۳۶۳	حضرت علی حضرت عمر کے اعتماد پر پورا اترے	۳۵۶	حضرت عمر کو نیک لوگوں کے ساتھ یاد کرنا
۳۶۶	حضرت عمر نے حضرت علی کو قاضی بنایا	۳۵۶	حضرت عمر کو پر عظمت القاب سے یاد کرنا
۳۶۶	حافظ ابن کثیر دمشق کا بیان	۳۵۷	حضرت عمر سے مؤمن ہی محبت رکھتے ہیں
۳۶۶	حضرت علی کو برسر منبر بہترین قاضی فرمایا	۳۵۷	شیخین کو برا کہنے والے سے برات کا اعلان
۳۶۶	حضرت علی دور فاروقی کے مفتیوں میں	۳۵۸	شیخین ہدایت کے امام اور رہبر تھے
۳۶۶	حضرت امام محمد باقر کی شہادت	۳۵۸	شیخین کی اقتدا کرنے والے اللہ کی جماعت
۳۶۷	سید اکبر عبداللہ شیعہ کا اقرار	۳۵۸	شیخین کو دنیا سے کوئی غرض نہ تھی
۳۶۷	حضرت عمر فاروق کی سفارت کا شرف	۳۵۹	شیخین بعد کے سب سلاطین کے لئے حجت
۳۶۷	حضرت عمر فاروق کے خطوط لے کر جانا	۳۵۹	حضرت عمر سنتوں کا اتباع کرتے رہے
۳۶۷	حضرت عمر کو خلیفہ برحق اور عادل سمجھنا	۳۵۹	حضرت عمر کو اچھے لفظوں میں یاد کرتے رہو
۳۶۷	حضرت علی حضرت عمر کے مشیر کے طور پر	۳۵۹	حضرت عمر میرے دوست اور ہراز تھے
۳۶۹	عراق کی زمینیں تقسیم نہ کرنے کا مشورہ	۳۶۰	حضرت عمر اور حضرت علی کے اچھے تعلقات
۳۶۹	بیت المقدس پر فوج کشی کا مشورہ	۳۶۱	حضرت علی کو داماد رسول بنانے کی سعادت ملی
۳۷۰	کعبۃ اللہ کے زیورات کا مسئلہ	۳۶۱	حضرت ابو بکر اور حضرت سعد شریک مشورہ
۳۷۱	لواطت کی سزا مقرر کرنے میں باہمی مشورہ	۳۶۱	شیعہ عالم ملا باقر مجلسی کا اعتراف
۳۷۲	شراب نوشی کی سزا میں مشورہ	۳۶۲	اس رشتہ سے شیخین بہت خوش تھے
۳۷۲	حضرت عمر فاروق کے فیصلے کو سنت کہنا	۳۶۲	شیعہ عالم علامہ عیسیٰ اردبیلی کا بیان
۳۷۲	امام احمد امام مسلم امام عبدالرزاق کی شہادتیں	۳۶۲	حضور نے سب صحابہ کو اس نکاح کا گواہ بنایا
۳۷۳	خلفائے راشدین کا طریقہ بھی سنت ہے	۳۶۲	حضرت عمر حضرت علی کی منقبت میں
۳۷۳	حضرت امام احمد بن حنبل کا بیان	۳۶۳	حضرت عمر کا حضرت علی کو محبوب سمجھنا
۳۷۳	شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ حنبلی کا بیان	۳۶۳	شیعہ عالم شیخ صدوق کا اعتراف
۳۷۳	حافظ ابن حجر عسقلانی کا بیان	۳۶۳	حضرت علی کے بغیر زندگی کا لطف نہیں
۳۷۳	شیخ عبدالحق اور ملا علی قاری کا بیان	۳۶۳	حضرت علی کا حضرت عمر کی نیات کرنا
۳۷۳	طریقہ راشدین پر عمل اطاعت رسول ہے	۳۶۴	حضرت عمر کا حضرت علی پر اعتماد کرنا
۳۷۳	شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ کا بیان	۳۶۴	مؤرخ طبری اور ابن جوزی کا بیان

۳۸۳	حضرت ام کلثوم سے آپ کے ۱۰ بچے	۳۷۵	چوری کی سزا میں حضرت علی کا مشورہ
۳۸۸	مرزا محمد تقی شیبی کا بیان	۳۷۵	اسلامی تاریخ کے سن آغاز پر مشورہ
۳۸۵	علامہ عز الدین ابن اثیر جزری کا بیان	۳۷۶	حضرت علی کا خاندان آپ کے معاونین میں
۳۸۵	شیعہ عالم علامہ بدیشی کا اعتراف	۳۷۶	محرک نمائند کے وقت حضرت علی کا مشورہ
۳۸۵	مالدار چٹے کا ایک ساتھ ہزارہ پڑھایا	۳۷۷	مؤرخ سید امیر علی کا بیان
۳۸۵	امام حسن کے کہنے پر حضرت ابن عمر کا نماز پڑھانا	۳۷۷	حضرت علی حضرت عمر کے دوست تھے
۳۸۶	اہل سنت کے ہاں اس نکاح کا تذکرہ	۳۷۷	حضرت علی نے آپ کی ہمیشہ خیر چاہی ہے
۳۸۷	حضرت علامہ خالد محمود صاحب کا بیان	۳۷۷	امام الائمہ حضرت امام ابوحنیفہ کا بیان
۳۸۷	شیعہ علماء اس نکاح کے کیوں منکر ہوئے	۳۷۸	ملا احمد بن یعقوب کلیدنی کا اعتراف
۳۸۹	مولانا عبدالمومن فاروقی مرحوم کا بیان	۳۷۸	فاروقی و مرتضیٰ میں بے تکلفی
۳۹۰	نکاح ام کلثوم حقدمین علماء شیعہ کے ہاں	۳۷۹	جو عمر کو پسند نہیں وہ علی کو بھی پسند نہیں
۳۹۲	دس شیعہ علماء اس نکاح کی تصدیق میں	۳۷۹	جہاں عمر نے قیام کیا وہیں علی کا قیام
۳۹۳	دور حاضر کے شیعہ علماء کی دس تاویلات	۳۸۰	اولیں قرنی کی زیارت کے لئے آکٹھے جانا
۳۹۵	امام جعفر سے منسوب ایک حیا سوز روایت	۳۸۱	حضرت عمر کا حضرت علی کو قطعہ زمین دینا
۳۹۷	اسلمے راشدین حضرت علی کے گھرانے میں	۳۸۲	قول جلی در نکاح بنت علیؑ
۳۹۷	سیرت علیؑ حضرت فاروقؓ کے مشابہ تھی	۳۸۲	حضرت عمر فاروقؓ حضرت علیؑ کے داماد تھے
۳۹۷	حضرت امام زین العابدینؑ کی شہادت	۳۸۲	حضورؑ کے ساتھ رشتہ داری کی فضیلت
۳۹۷	حضرت علیؑ نے حضرت عمرؓ کا عمل نہیں بدلا	۳۸۲	حضرت عمرؓ کی حضرت علیؑ سے درخواست
۳۹۷	حضرت امام حسن بن علیؑ کی وقیع شہادت	۳۸۲	حضرت عمرؓ کو حضورؑ سے نسبی رشتہ حاصل تھا
۳۹۸	حضرت علامہ خالد محمود صاحب کا بیان	۳۸۳	حضرت علیؑ کا حسن و حسین سے مشورہ
۳۹۹	حضرت عمر ائمہ اہلبیت کی نگاہ میں	۳۸۳	حضرت حسن کا حضرت علیؑ کو جواب
۳۹۹	ائمہ کرام حضرت علیؑ کے نقش قدم پر	۳۸۳	حضرت عمر کے امام حسن بھی عقیدہ مند
۳۹۹	حضرت علیؑ نے کبھی تقیہ نہیں کیا	۳۸۳	حضرت علیؑ کا اس رشتہ کو منظور کرنا
۳۹۹	حضرت عمرؓ سے دشمنی ائمہ سے دشمنی ہے	۳۸۳	حضرت ام کلثومؑ کا ہر چار ہزار درہم تھا
۵۰۰	امام زین العابدینؑ حضرت عمر کے عقیدہ مند	۳۸۳	حضرت عمرؓ اس رشتہ سے بہت خوش تھے
۵۰۰	حضرت عمرؓ قرب نبیؐ سے فیضیاب	۳۸۳	مہاجرین صحابہ کا آپ کو مبارک باد دینا

۵۰۹	حضرات حسین اس دنیا کی بہترین خوشبو ہیں	۵۰۰	جوار مصطفیٰ میں ہونے سے استدلال کرنا
۵۱۱	حضرت عمر فاروق کی ازواج	۵۰۰	شیخین کو برا سمجھنے والا اہل اسلام میں نہیں
۵۱۱	۱۔ حضرت عائکہ بنت زید کا تذکرہ	۵۰۱	شیخین کو برا کہنے والے کو نکال باہر کرنا
۵۱۲	۲۔ حضرت جیلہ بنت ثامت کا تذکرہ	۵۰۱	امام محمد الباقر حضرت عمر کی محبت میں
۵۱۳	۳۔ حضرت زسلا بنت مظعون کا تذکرہ	۵۰۱	عظمت شیخین سے جاہل سنت ہی سے جاہل
۵۱۳	۴۔ حضرت ام کلثوم بنت علی کا تذکرہ	۵۰۲	خاندان نبوت میں حضرت عمر محترم رہے
۵۱۶	حضرت عمر کی اولاد کا تذکرہ	۵۰۲	شیخین کے لئے دعائے رحمت کرنا
۵۱۶	حضرت عمر کے چوں کے نام	۵۰۲	شیخین کی برائی کرنے والے سے برات کرنا
۵۱۶	ام المؤمنین حضرت حصہ کا ذکر خیر	۵۰۲	امام ابو حنیفہ کا امام باقر سے استفادہ
۵۱۷	حضرت حصہ قدیم الاسلام صحابیہ ہیں	۵۰۲	شیخین کے بارے میں امام باقر کا عقیدہ
۵۱۷	حضرت حصہ حضرت خنیس کے عقد میں	۵۰۳	شیخین نے خاندان نبوت کا حق نہیں چھینا
۵۱۷	حضور کی خدمت میں حضرت عمر کی عرض	۵۰۳	حضرت امام زید بن علی بن حسین کا عقیدہ
۵۱۷	حضرت حصہ کو بہترین شوہر ملنے کی بشارت	۵۰۵	شیخین کے متعلق کلمہ خیر کے سوا کچھ نہ کہو
۵۱۸	امام سعید بن مسیب تابعی کا بیان	۵۰۵	امام جعفر صادق کا شیخین کے متعلق عقیدہ
۵۱۸	حضرت حصہ کو ام المؤمنین بننے کا شرف	۵۰۵	شیخین کے دشمن سے یزاری کا اعلان
۵۱۸	صحیح بخاری میں ایک باب	۵۰۵	شیخین کو برا کہنے والا شفاعت نبوی سے محروم
۵۱۹	حضور ﷺ کی ازواج جہنم سے دور ہوں گی	۵۰۶	امام جعفر نے حضرت ابو بکر کو اپنا جد امجد کہا
۵۱۹	حضرت حصہ کی حضور سے محبت	۵۰۶	شیخین حق پر تھے اور حق پر ہی دنیا سے گئے
۵۱۹	حضرت حصہ خدا ترس خاتون تھیں	۵۰۶	امام جعفر شیخین پر سلام پڑھتے تھے
۵۲۰	حضرت حصہ جنت میں بھی حضور کے ساتھ	۵۰۷	ائمہ حق گو تھے دور نے نہ تھے
۵۲۰	حضور ﷺ کو حضرت جبریل کی بشارت	۵۰۸	گہرانہ فاروق میں خاندان نبوت کا احترام
۵۲۰	حضرت حصہ سے ساٹھ حدیثیں مروی ہیں	۵۰۸	حضرت علی حضرت عبداللہ بن عمر کی نظر میں
۵۲۰	حضرت امام شمس الدین ذہبی کا بیان	۵۰۸	حضرت علی سے بغض رکھنے والے کو بددعا دی
۵۲۰	قرآن کے متفرق اجزا حضرت حصہ کے پاس	۵۰۸	حضرت علی کی عظمت بیان کرنا
۵۲۰	حضرت حصہ قرآن کی حافظہ تھیں	۵۰۹	امام حسین حضرت عبداللہ بن عمر کی نگاہ میں
۵۲۰	حضرت حصہ لکھتا پڑھتا جانتی تھیں	۵۰۹	ایک عراقی کو حضرت ابن عمر کا جواب

۵۲۶	حضرت ابن عمر نے بہت غلام آزاد کئے	۵۲۱	دو ازواج النبیؐ میں دوستانہ رقابت
۵۲۷	حضرت ابن عمر غریبوں کے فتنوار تھے	۵۲۱	حضرت حصہ بڑے باپ کی بڑی تہنیتی ہیں
۵۲۷	حضرت ابن عمر کا خوفِ آثرت اور خشیتِ الہی	۵۲۱	حضرت عائشہؓ کا حضرت حصہ کو خراجِ تحسین
۵۲۸	حضرت ابن عمر کی ایک خواہش کا ذکر	۵۲۲	ماہانہ ابو نعیم اور امام ذہبی کا بیان
۵۲۹	حضرت ابن عمر کا لوگوں کے دلوں میں احترام	۵۲۲	حضرت حصہ حالتِ روزہ میں فوت ہوئیں
۵۲۹	امام ابن مسیب اور ابو سلمہ کا خراجِ عقیدت	۵۲۲	تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ
۵۲۹	امام زین العابدینؑ کا آپ کے بارے میں عقیدہ	۵۲۳	حضرت عبداللہ قدیم الاسلام صحابی ہیں
۵۲۹	حضرت امام محمد ابن سیرین کا بیان	۵۲۳	مچن کے سبب بدر واحد میں شریک نہ ہو پائے
۵۲۹	آپ سے روایت کرنے والے صحابہ و تابعین	۵۲۳	پندرہ سال کی عمر میں خندق میں شرکت
۵۲۹	حضرت امام شمس الدین ذہبی کا بیان	۵۲۳	آپ کو بیعت رضوان کا شرف ملا
۵۳۰	آپ کے ایک صاحبزادہ کے متعلق واقعہ کی حقیقت	۵۲۳	آپ نے حضور ﷺ سے بہت زیادہ فیض پایا
۵۳۲	حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت	۵۲۳	۱۶۰۳ حدیثیں آپ سے مروی ہیں
۵۳۲	حضرت عمر کے شہید ہونے کی پیشگوئی	۵۲۳	آپ کا زندگی بھر مشغلہ علمِ حدیث و فقہ رہا
۵۳۲	حضرت عمر فاروقؓ کی اپنی دعا	۵۲۳	حدیث بہت احتیاط سے روایت کرتے رہے
۵۳۳	حضرت عمر کی مقامِ شہادت پانے کی آرزو	۵۲۳	آپ حضور ﷺ کی ہر ادا پر فریفتہ تھے
۵۳۳	حضرت ابو بکر کے روزِ ایک خواب کا ذکر	۵۲۵	آپ کو بدعت اور بدعتی سے سخت نفرت تھی
۵۳۵	حضرت عمر فاروقؓ کا اپنا دیکھا ایک خواب	۵۲۵	حضرت امام مجاہد کا آنکھوں دیکھا واقعہ
۵۳۵	حضرت علی مرتضیٰ کی اہلیہ کا تعبیر دینا	۵۲۵	آپ زہد و تقویٰ میں بے نظیر شخصیت تھے
۵۳۵	اللہ اسلام اور خلافت کو ضائع نہ کرے گا	۵۲۵	حضور ﷺ نے آپ کو رجل صالح فرمایا
۵۳۵	آپ کا خلیفہ بنانے اور نہ بنانے میں تردد	۵۲۵	حضرت ابن عمر حضرت جلد کی نظر میں
۵۳۶	حضور اور حضرت ابو بکر دونوں کے دو طریقے	۵۲۵	حضرت عبداللہ بن مسعود کا بیان
۵۳۶	حضرت عمر سے ایک پارسی غلام کی شکایت	۵۲۵	حضرت میمون بن مہران کا بیان
۵۳۷	آپ کی بات سے پارسی غلام کا غصہ میں آنا	۵۲۶	حضرت عبداللہ بن عمر کی عبادت کا نقشہ
۵۳۷	ابولولاء کا حضرت عمر کو دھمکی دینا	۵۲۶	حضرت ابن مسعود حضرت ابن عمر کی نظر میں
۵۳۸	نماز فجر میں حضرت عمر پر قاتلانہ حملہ	۵۲۶	عبداللہ بن مسعود سے حدیث کی تصدیق کرا
۵۳۸	اس حملہ میں چھ مسلمانوں کا شہید ہونا	۵۲۶	حضرت ابن عمر خیرات میں بہت آگے تھے

۵۳۸	چھ جنتی لوگوں کی مجلس شوریٰ بنا	۵۳۸	حضرت عمر کے قاتل کا خودکشی کر لینا
۵۳۹	خلافت ولادت کے تین بیادی اصول	۵۳۹	حضرت عمر فاروق کا قاتل مسلمان نہ تھا
۵۵۰	حضرت علی کو قتل دینے کی درخواست	۵۳۹	حلقے کی سازش میں کسی مسلمان کا ہاتھ نہ تھا
۵۵۰	حضرت عمر فاروق کی آخری دعا	۵۴۰	حضرت عمر کو اعلیٰ درجہ کی شہادت ملنا
۵۵۱	زمین و آسمان پر آپ کی رحلت کا اثر	۵۴۰	حضرت عمر کا تعریف کرنے والے کو جواب
۵۵۲	ہر آنکھ انگبار ہر دل منہموم	۵۴۱	حضور ﷺ کے احسانوں کا ذکر
۵۵۲	حضرت علی حضرت عمر کی تعریف میں	۵۴۱	حضرت ابن عباس حضرت عمر کی تعریف میں
۵۵۲	حضرت عمر کے لئے دعائے رحمت کرنا	۵۴۲	حضرت عمر کی خلافت بالاتفاق تھی
۵۵۳	حضرت عمر کے نامہ اعمال پر رشک کرنا	۵۴۲	سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کی شہادت
۵۵۳	حضرت علی حضرت عمر کی نماز جنازہ میں	۵۴۲	حضور اور حضرت ابوبکر دونوں آپ سے راضی
۵۵۵	روضہ اقدس کو دیکھ حضرت عائشہ کا بیان	۵۴۲	علامہ ابن ابی حدید شیعہ کی شہادت
۵۵۵	حضرت علی مرتضیٰ کا آپ کی قبر میں اترا	۵۴۲	حضرت عمر کے بدن کو کبھی آگ نہ چھوئے گی
۵۵۵	حضور ﷺ اور شیخین ایک ہی مٹی سے	۵۴۲	حضرت عبداللہ ابن عباس کی شہادت
۵۵۵	حضرت امام محمد بن سیرین کا بیان	۵۴۳	موت کے وقت آپ کا خوف خداوندی
۵۵۷	حضرت عمر کا ریاض الجنۃ میں آرام فرمانا	۵۴۳	حضرت حصہ اپنے والد کی خدمت میں
۵۵۷	آپ دو نبیوں کے درمیان سے انھیں گے	۵۴۳	حضرت عمر کی اللہ کے آگے عاجزی کا پیرایہ
۵۵۷	ام المؤمنین کے حجرہ میں تین منور چاند	۵۴۳	حضرت علی کو حضرت عمر کی زندگی عزیز تھی
۵۵۷	حضرت عائشہ حضرت عمر کے ادب میں	۵۴۵	حضرت کعب کی آپ کی خدمت میں حاضری
۵۵۸	حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی شرح حدیث	۵۴۵	حضرت عمر فاروق ولایت کے اعلیٰ مقام پر
۵۵۸	حضرت علامہ خالد محمود صاحب کا بیان	۵۴۵	اللہ کے حضور جلد حاضر ہونے کی تمنا
۵۵۹	حضرت عمر فاروق کے جسم کا محفوظ ہونا	۵۴۶	حضرت عمر کے جنتی ہونے کی گواہی
۵۶۰	حضرت ابوموسیٰ اشعری کا ایک خواب	۵۴۶	مرض الوفا میں ایک نوجوان کو نصیحت
۵۶۱	حضرت عمر کی بعد از وفات کرامت	۵۴۷	حضرت عائشہ کی خدمت میں درخواست
۵۶۱	آپ کی خلافت دس سال پانچ ماہ چار دن	۵۴۷	حجرہ مقدسہ میں دفن ہونے کی خواہش
۵۶۱	اسلام اور مسلمانوں پر قیامت کی گھڑی	۵۴۷	حضرت عمر فاروق کی اپنے بیٹے کو نصیحت
۵۶۱	حضور خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد گرامی	۵۴۸	حضرت عمر فاروق کا مسلمانوں کو وصیت کرنا

۵۶۵	ایران میں ابولولوء کے مزار کی عکرم	۵۶۲	حضرت عمر حساب و کتاب سے فارغ ہو گئے
۵۶۵	مرزا محمد تقی شیعہ کا بیان	۵۶۳	حضرت عباس کا خواب میں آپ کو دیکھنا
۵۶۶	مولانا محمد یوسف لدھیانوی کا بیان	۵۶۳	حضرت عبداللہ بن عمر کا خواب
۵۶۷	حضرت عمر کو اکسٹہ والے حضرت علی مرتضیٰ	۵۶۴	حضرت قابل افسوس بات
---	کے وفادار نہیں ہیں	۵۶۵	ایک قاتل کو بہرہ و کار درجہ دینے والے
			حضرت عمر کے قاتل کو بہرہ و کار درجہ دینے والے

حضرت الاستاذ علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب دامت برکاتہم کا
اہم پیغام..... اہل اسلام کے نام

صحابہ کرام کی عظمت و محبت اہل حق کا امتیازی نشان

قرآن کریم اور حضور خاتم النبیین ﷺ کی شہادتوں کے بعد بھی اگر کوئی شخص حضرات صحابہ کرام میں عیب نکالنے کی کوشش کرے تو اس بات سے قطع نظر کہ اس کا یہ طرز عمل قرآن کریم کی نصوص قطعیہ اور ارشادات نبوت کے انکار کے مترادف ہے یہ لازم آئے گا کہ حق تعالیٰ نے حضور ﷺ پر جو فرائض بحیثیت منصب نبوت کے عائد کئے تھے اور جن میں اعلیٰ ترین منصب تزکیہ نفوس کا بھی تھا گویا حضرت رسالت پناہ ﷺ اپنے فرض منصبی کی جاکھڑی سے قاصر رہے اور صحابہ کا تزکیہ نہ کر سکے اور یہ قرآن کریم کی صریح تکذیب ہے حق تعالیٰ تو ان کے تزکیہ کی تعریف فرمائے اور ہم انہیں مجروح کرنے میں مصروف رہیں اور جب نبی کریم ﷺ ان کے تزکیہ سے قاصر رہے تو گویا حق تعالیٰ نے آپ کا انتخاب صحیح نہیں فرمایا تھا معاذ اللہ، انا للہ وانا الیہ راجعون..... بات کہاں سے کہاں پہنچ جاتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کے انتخاب میں قصور نکلا تو اللہ کا علم غلط ہو انعوذ باللہ من الغواية والسفاهة چنانچہ اہل ہوا کی ایک جماعت کا یہی دعویٰ ہے کہ اللہ کو بداء ہوتا ہے یعنی اسے بہت سی چیزیں جو پہلے معلوم نہ تھیں بعد میں معلوم ہو گئیں اور اس کا پہلا علم غلط ہو جاتا ہے جن لوگوں کا اللہ کے بارے میں یہ تصور ہو غور کریں نبی اور صحابہ کا ان کے نزدیک کیا درجہ رہے گا الغرض صحابہ کرام پر تنقید کرنے ان کی غلطیوں کو اچھالنے اور انہیں مورد الزام ہانے کا قصہ ان ہی تک محدود نہیں رہتا بلکہ خدا اور رسول کتاب و سنت اور پورا دین اس کی لپیٹ میں آجاتا ہے اور دین کی ساری عمارت منہدم ہو جاتی ہے..... مقام صحابہ کی نزاکت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ امت کو اس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ ان کی عیب جوئی کرنے والوں کو نہ صرف ملعون و مردود سمجھیں بلکہ اس کا برا مظاہر کریں..... یہی وہ ہے کہ تمام فرق باطلہ کے مقابلہ میں اہل حق کا امتیازی نشان صحابہ کرام کی عظمت و محبت رہا ہے۔

گرامی نامہ

حضرت مولانا محمد قمر الزمان صاحب الہ آبادی مدظلہ

خلیفہ اجل و صی الامت حضرت مولانا شاہ و صی اللہ صاحب الہ آبادی

۲۳ جون ۲۰۰۹ء

۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبت کرم حضرت مولانا حافظ محمد اقبال رگونی زید مجد ہم

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

آپ کا ارسال فرمودہ تحفہ ثمینہ مسمی بہ ﴿ازالۃ الضیق بسیرۃ سیدنا ابوبکر الصدیق﴾ دستیاب ہوا سفر و حضر میں اس کا برابر مطالعہ کرتا رہا یقیناً آپ نے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ میں نادر معلومات اور وافر کارآمد مواد جمع فرمایا ہے جو یقیناً ہم اہل سنت والجماعت کے لئے از دیاد بصیرت و عقیدت کا سبب ہے ہی انشاء اللہ تعالیٰ ان پر بے جا طعن و تشنیع کرنے والی جماعت کی چشم بصارت و بصیرت کو واکرنے کے لئے یہ کتاب ضرور کارگر و معین ثابت ہوگی بلکہ ممکن ہے کہ جو لوگ اس مقدس ہستی سے قلبی ضیق اور تنگی میں مبتلا ہیں اور ان کی مخالفت و عداوت کے شکار ہیں اس کے ازالہ اور اس مرض سے شفاء کا ذریعہ بن جائے و ما ذلک علی اللہ بعزیز مزید میرے مسرت کی یہ بات ہے کہ اس معرکہ الآراء کتاب کے پڑھنے اور اس سے اپنی تالیف اقوال سلف میں حضرت سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند ملفوظات نقل کرنے کی بھی سعادت نصیب ہوئی ہے فللہ الحمد دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کار عظیم کے انجام دینے کا اجر و ثواب عطا فرمائے اور اپنوں اور غیروں کو اس سے انتفاع کی توفیق مرحمت فرمائے آمین یا رب العالمین

والسلام

محمد قمر الزمان الہ آبادی

والد گرامی کی ایک اور خواہش کی تکمیل

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

والد گرامی حضرت الحاج ابراہیم یوسف باوا صاحبؒ نے ایک مرتبہ گفتگو کے دوران بتایا کہ آپ اور والدہ محترمہ مدظلہا بہت سالوں پہلے جب عمرہ ادا کرنے کی غرض سے مدینہ منورہ گئے تو وہاں کے قیام کے دوران ایک (یادو) مرتبہ انہیں امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خواب میں زیارت ہوئی اور دیکھا کہ حضرت امیر المؤمنین بہت بارعب شخصیت ہیں اور بہت خوش نظر آتے ہیں جب آپ نیند سے بیدار ہوئے تو آپ کی طبیعت پر اس کا گہرا اثر رہا اور پھر آپ روضہ اقدس علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم پر تشریف لائے صلوٰۃ و سلام پیش کیا اور حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کو سلام پیش کرنے کے بعد بہت دیر تک ان کے لئے دعائے رحمت کرتے رہے اور اپنے لئے ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی اللہ سے توفیق طلب کرتے رہے

اس مبارک خواب کے بعد آپ کی خواہش ہوئی کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق کی زندگی سے متعلق اردو زبان میں ایک مختصر سی کتاب لکھیں جس میں حضرت عمرؓ کی سیرت آپ کی خلافت اور اسلامی عقائد میں آپ کا مقام و مرتبہ بیان کیا جائے اور پھر اسی کا برمی زبان میں ترجمہ کر کے برما کے ان مسلمانوں کو جو اردو زبان نہیں سمجھتے حضرت عمر فاروق کے فضائل و مناقب سے آگاہ کیا جائے تاکہ برما کے دور دراز کے علاقوں میں بھی عظمت صحابہ کے چراغ جلیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنیؒ کی تبلیغی نصاب کے برمی ترجمے اور اپنے دوسرے چھوٹے رسائل نیز فضائل دعا (دو جلد) کی تالیف میں شاید زیادہ مصروف رہے کہ وہ اپنی اس تمنا کو عملی جامہ نہ پہنا سکے اور برطانیہ آنے کے بعد آپ

الاسلام۔ الاصلاح۔ اور التبلیغ کی نشر و اشاعت میں ایسے کھو گئے کہ نہ دن کا پتہ چلتا تھا اور نہ رات کا۔ آپ نے اپنے تمام اسفار بھی اسی لئے ترک کر دیئے تھے کہ اس سے آپ کے لکھنے لکھانے کے معمولات پر اثر پڑتا تھا اور ظاہر ہے کہ وقت پر تین رسالوں کی اشاعت کوئی آسان کام نہ تھا۔ راقم کو جب یہ بات معلوم ہوئی کہ برادر مکرم حضرت مولانا حافظ محمد اقبال صاحب رحمہ اللہ نے خلیفہ بلا فصل سیدنا حضرت ابو بکر صدیق نامی کتاب کے بعد امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ کی سیرت و سوانح پر کام شروع کیا ہے جس میں نہ صرف یہ کہ حضرت عمر فاروق کے حالات زندگی کا مفصل ذکر ہے بلکہ اس کتاب میں آپ کے متعلق اہل سنت والجماعت کے عقائد اور مخالفین کے مکروہ اعتراضات کے بھی مسکت جوابات دیئے گئے ہیں تو بہت خوشی ہوئی کہ اس سے والد گرامی مرحوم کی وہ تمنا محترم برادر عزیز نے پوری کر دی جس کی آپ خواہش رکھے ہوئے تھے۔ راقم کے علم میں یہ بات بھی پہنچی ہے کہ برادر مکرم کی کتاب سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کا بری زبان میں ترجمہ کا کام شروع ہو چکا ہے اور انشاء اللہ عنقریب کتاب کا ترجمہ مکمل ہو جائے گا۔ ہر ماہ کے دوستوں سے میری یہ بھی درخواست ہے کہ وہ پیش نظر کتاب کا بھی بری زبان میں ترجمہ کروا کر ہر ماہ کے مسلم نوجوانوں کو حضور ﷺ کے جلیل القدر صحابی خلیفہ راشد حضرت عمر فاروقؓ کی سیرت پاک سے متعارف کرائیں اور انہیں بتائیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے اسلام اور مسلمانوں کی کتنی شاندار خدمات انجام دی ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم برادر مکرم کی اس علمی اور دینی خدمت کو قبولیت سے نوازے اور مسلمانوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق دے آمین

فقط

محمد بلال مظاہری

امام و خطیب مسجد خضریٰ بری



نور القمر بسيرة امير المؤمنين سيدنا عمر

مقدمہ

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى..... اما بعد

جولائی ۲۰۰۵ء کو برمنگھم میں عظمت صحابہ کانفرنس کے موقع پر خطیب الاسلام حضرت مولانا قاری محمد عمران جہانگیری مرحوم سے ملاقات ہوئی مرحوم نے پوچھا کہ حافظ صاحب آپ کی نئی کتاب کونسی آئی ہے؟ راقم الحروف نے کہا کہ حضرت ابو جبر صدیق کی سیرت و سوانح پر ایک کتاب زیر طبع ہے انشاء اللہ پانچ چھ ماہ میں شائع ہو جائے گی حضرت مرحوم اس پر بہت خوش ہوئے اور جاتے جاتے کہا کہ آتے ہی ایک نسخہ مجھے بھیج دینا آپ اس کے بعد بھی فون پر اس کتاب کے بارے میں پوچھتے رہے کچھ مہینوں کے بعد جب کتاب مذکور مولانا مرحوم کے ہاتھ لگی تو بہت خوش ہوئے اور کہا کہ میں نے پوری کتاب پڑھ کر آپ کو فون کیا ہے اور آپ کو اس کتاب پر مبارک باد دے رہا ہوں مولانا عیسیٰ منصوری صاحب بھی میرے ساتھ ہیں وہ بھی آپ کے مداحوں میں سے ہیں اور اس کتاب پر مبارک باد پیش کرتے ہیں اور ساتھ ہی کہا کہ اب مجھے حضرت عمر فاروق کا انتظار رہے گا راقم الحروف نے عرض کیا کہ اس وقت راقم دوسری دو تین کتابوں کی تکمیل میں مصروف ہے اس لئے فی الوقت تو مشکل ہے آپ دعا کریں تو انشاء اللہ یہ کام بھی آسان ہو جائے گا اور عرض کیا میں نے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے مواعظ و ملفوظات سے حضرت عمر فاروق کے حالات اور آپ کے بعض قیمتی واقعات و صراط الصواب

فی ذکر عمرو بن الخطاب (۱) کے نام سے دس بارہ سال قبل شائع کردئے تھے جو کافی ہیں حضرت مرحوم نے کہا کہ حضرت تھانوی کے جو افادات آپ نے جمع کئے ہیں وہ قیمتی ضرور ہیں تاہم حضرت عمر فاروق کے تفصیلی حالات اور اس میں بالخصوص اہل سنت والجماعت کے عقائد کی وضاحت اور دفاع پر اس ملک میں کام کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ آپ نے جس طرح حضرت ابو بکر صدیق کے تفصیلی حالات لکھے اور اس میں اہل سنت والجماعت کے عقائد کی ترجمانی کی اسی طرح حضرت عمر فاروق کے حالات بھی لکھیں اور اس میں اہل سنت والجماعت کے عقائد کی خوب ترجمانی کی جائے اور ان کے بارے میں بڑے اور چھوٹے رافضی جس بھونڈے انداز میں پروپیگنڈہ کرتے ہیں ان کا جواب دیا جائے تاکہ مسلمانوں کے عقائد کی حفاظت ہو راقم نے کہا اچھا انشاء اللہ زندگی رہی تو آپ کے حکم کی تعمیل کی کوشش کروں گا

اس دوران راقم الحروف اپنی دوسری کتابوں کی تکمیل میں ایسا مصروف رہا کہ حضرت مولانا مرحوم کی بات ذہن سے نکل گئی جب کتاب ”انور الحدیث“ کی ترتیب جدید سے فارغ ہوا تو ارادہ کیا کہ سیدنا حضرت عمر فاروق کی سیرت و سوانح پر کام شروع کیا جائے ابھی اس کام کا آغاز ہی کیا تھا کہ حضرت مولانا محمد عمران جہانگیری لندن سے حضرت الاستاذ حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ سے آپ کی اہلیہ مرحومہ کی تعزیت کے لئے

(۱) حکیم الامت حضرت تھانوی کے مواعظ و ملفوظات میں دین کے مختلف موضوعات پر جو ہمہ گیری پائی جاتی ہے وہ کسی بھی اہل علم سے مخفی نہیں آپ کے مواعظ میں حضرات شیخین کے متعلق بہت قیمتی بیانات ملتے ہیں راقم الحروف نے حضرت ابو بکر صدیق کے متعلق آپ کے قیمتی ملفوظات الدر العقیق فی ذکر ابی بکر الصدیق کے نام سے ۱۴۱۳ھ میں شائع کئے تھے حضرت عمر فاروق پر آپ کے مختلف مواعظ میں موجود بیانات بھی صراط الصواب کے نام سے شائع ہو چکے ہیں پیش نظر کتاب میں ان قیمتی افاضات کو بھی مختلف مضامین میں سمویا گیا ہے

مانچسٹر آئے اور مسجد میں داخل ہوتے ہی دو مرتبہ السلام علیکم کہا اور وہیں اپنی جان دے دی
 اور مانچسٹر کے قبرستان میں آسودہ خاک ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

راقم الحروف کا جب بھی قبرستان جانا ہوتا مولانا مرحوم کی قبر پر بھی حاضری ہوتی اور ایصال
 ثواب اور دعا کر کے واپس ہوتا تو ایسے محسوس ہوتا کہ مولانا مرحوم یہ پوچھ رہے ہوں کہ
 حافظ صاحب حضرت عمر فاروق پر کتاب کا کیا ہوا؟ کب تک یہ کتاب تیار ہو جائے گی؟
 اور ہمیشہ بے ساختہ زبان پر انشاء اللہ کا لفظ آجاتا مگر ایک دن یہ نیت کرتے ہوئے واپس ہوا
 کہ حضرت مولانا مرحوم کی خواہش کے مطابق کام شروع کر دینا چاہیے چنانچہ اللہ کا نام لے
 کر پیش نظر کتاب پر جب کام شروع کیا تو نہ یہ ارادہ تھا اور نہ ہی امید تھی کہ یہ کام آٹھ سو
 سے زائد صفحات پر پھیل جائے گا اور کتاب کو دو جلدوں میں لے جانے کی نوبت آئے گی
 یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق جیسی بے نظیر اور عبقری
 شخصیت کی کرامت اور حضرت مولانا مرحوم کی حضرت عمر فاروق سے عقیدت و محبت کا
 وہ پر خلوص جذبہ تھا جس سے راقم الحروف کو اس کتاب کی تالیف میں مدد ملتی رہی جو اس
 وقت ایک ضخیم کتاب کی صورت میں آپ کے سامنے موجود ہے

راقم الحروف کی کوشش رہی ہے کہ سیدنا حضرت عمر فاروق کی حیات مبارکہ کے ہر اس
 پہلو کو مزید نکھارا جائے جس سے آپ کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ پوری
 وضاحت سے سامنے آئے اور مسلمانوں میں حضرت عمر فاروق سے محبت و عقیدت اور ان
 کی عزت و عظمت اور بڑھے اور ان میں مزید پختگی آئے اور جو لوگ یا گردہ آپ کے بارے
 میں گستاخانہ زبان استعمال کرتے ہیں اور آپ سمیت دوسرے صحابہ کرام پر جو تبرائی لب
 و لہجہ اختیار کرتے ہیں انہیں پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے آخری رسول حضرت محمد

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر فاروق کو کس نظر سے دیکھا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کا مبارک خاندان حضرت عمر فاروق کے کتنے قریب رہا اور انہوں نے آپ کو کس طرح زبردست خراج عقیدت پیش کیا اور آپ کو اپنی رشتہ داری میں شامل فرمایا ہے

راقم الحروف استاذنا المحترم مفکر اسلام حضرت علامہ خالد محمود صاحب دامت برکاتہم وعتہم فیوضہم کا دل کی گہرائی سے شکریہ ادا کرتا ہے کہ حضرت مدظلہ نے اپنی بے پناہ مصروفیات اور کثرت اسفار کے باوجود راقم الحروف کے تیار کردہ ان اوراق پر نظر ثانی فرمائی اور جگہ جگہ مفید مشوروں اور نصیحتوں سے نوازا حضرت کے مختصر جملے بسا اوقات بڑی بڑی کتابوں سے بے نیاز کر دیتے ہیں اور ان چند جملوں میں وہ بات کچھ اس طرح واضح ہو جاتی ہے جو بڑی کتابوں میں بھی نظر نہیں آتی اللہ رب العزت حضرت مدظلہ کی عمر و صحت میں برکت عطا فرمائے اور حضرت کا سایہ تادیر عافیت کے ساتھ ہمارے اوپر قائم رکھے اور آپ کے علوم و فیوض سے سب مسلمانوں کو نفع عطا فرمائے آمین ثم آمین

☆..... دو پیغمبروں کی دودعا میں

☆..... انبیاء کرام علیہم الصلوٰات والتسلیمات کی سیرت پر نظر کی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اس پوری جماعت میں صرف دو جلیل القدر پیغمبر ایسے ہوئے ہیں جنہوں نے اللہ سے اس کے دین کی اشاعت اور اس کی تقویت و نصرت کے لئے رب العزت سے ایک وزیر اور مددگار طلب کیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور اس سلسلے میں دعا کی

(۱) سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام (۲) خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف جانے کا حکم فرمایا تو آپ

نے اللہ کے حضور اس طرح دعاء فرمائی

رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدة من لساني
يفقهوا قولي واجعل لي وزيرا من اهلي هارون اخي اشدد به اذري
واشركه في امری (پ ۱۶ سورہ طہ آیت ۲۵ تا ۳۲)

(ترجمہ) اے رب کشادہ فرما میرا سینہ۔ اور میرے کام آسان فرما۔ اور میری
زبان سے گرہ کھول دے۔ کہ سمجھیں میری بات۔ اور دے مجھ کو ایک وزیر
مرے گھر کا۔ ہارون میرا بھائی۔ اس سے مضبوط کر میری کمر۔ اور شریک کر
اس کو مرے کام میں

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا اور آپ کو مشن کی
حمایت اور تقویت کے لئے آپ ہی کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام آپ کو عطا کئے اور
پھر ان کو نبوت سے بھی سرفراز کر دیا آپ ہر جگہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ساتھ رہے
اور چلے اور دین موسوی کی حمایت و نصرت میں آپ نے کوئی کمی اور کوتاہی نہ کی پوری لگن
اور خلوص کے ساتھ آپ دین موسوی کی حمایت میں کھڑے رہے

(۲) حضور ﷺ جب اللہ کی امانت لے کر آئے تو مشرکین مکہ نے آپ کے اس مشن کو
ناکام کرنے کے لئے کوئی حربہ باقی نہ رکھا حضور ﷺ کو اتنی اجازت بھی نہ دی کہ آپ اپنے
کچھ ساتھیوں کے ساتھ خانہ کعبہ میں ایک اللہ کی عبادت کر سکیں اور اپنے پروردگار کا نام
بلند آواز سے پکاریں آپ اپنے بعض خادموں کے مکان پر تشریف فرما ہوتے اور وہیں اللہ
کی عبادت فرماتے اور اس کا پیغام پہنچاتے تھے تاہم آپ چاہتے تھے کہ اللہ کا پیغام کھلے عام
دیا جائے اور لوگوں کو بتوں کی پوجا سے نکال کر ایک اللہ کی عبادت پر لایا جائے اس خواہش

کی تکمیل کے لئے آپ کو ایک ایسے وزیر اور معین کی ضرورت تھی جو طاقت اور رعب و دبدبہ کے ساتھ پورے مکہ میں شہرت رکھتا ہو آپ کو معلوم تھا کہ مکہ مکرمہ میں دو شخص ایسے ہیں جو اس مشن میں آپ کے لئے مفید ثابت ہو سکتے ہیں ایک ابو جہل اور دوسرے عمر بن الخطاب ہیں..... آپ نے اللہ کے حضور دعا کی کہ ان دونوں میں سے کوئی بھی ایک آپ کو مل جائے تاہم آپ کی زیادہ تر نظر عمر بن الخطاب پر رہی اور وہی آپ کی نظروں اور توجہات کا مرکز بنے پھر آپ ﷺ نے اپنی تمام تر دعا کا رخ آپ کی جانب پھیر دیا اور فرمایا

اللهم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب خاصة (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۸۹)

روس کے معروف عالم اور مفکر علامہ موسیٰ جار اللہ مرحوم لکھتے ہیں

خود نبی ﷺ کی آنکھوں نے حضرت عمر کے اسلام لانے سے پہلے دین اور حکومت کی نصرت کی صلاحیتوں کو بھانپ لیا تھا اور بارگاہ الہی میں دعا فرمائی کہ اپنے نبی ﷺ اور اپنے دین کی نصرت کے لئے اپنے محبوب ترین بندے کا انتخاب فرما۔ وہ محبوب ترین بندہ عمر نکلا۔ اس اعزاز اور فضل میں ایک صحابی بھی ان کا سہیم نہیں (الوشیعة فی نقد عقائد الشیعة ص ۱۳۱)

دعا کو ہاتھ جو اٹھے عمر تھے قدموں میں دعا قبول ہو کس کی تری دعا کی طرح

حضرت الاستاذ علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ یہاں اسلام کی قوت سے مراد اس کی سیاسی قوت ہے ورنہ علمی قوت تو اسلام کو پہلے دن سے حاصل تھی

اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو پذیرائی بخشی اور ایک دن بھی نہ گزرا تھا کہ خطاب کے ہونا

بچے عمر اب صرف عمر نہ رہے حق و باطل کے درمیان خط امتیاز کھینچتے ہوئے حضرت عمر فاروق بنے اور پھر آپ کے اس طرح قوت بازو نے کہ دیکھتے ہی دیکھتے اسلام لوگوں کے

دلوں میں جڑ پکڑنے لگا اور اسلام کی دعوت گلی گلی دی جانے لگی

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون کے حق میں دعا فرمائی اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کے بھائی حضرت ہارون کو نبوت سے سرفراز فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے جلیل القدر رسول تھے لیکن خاتم النبیین نہ تھے حضرت عمر فاروق کو جب حضور ﷺ نے اللہ سے مانگا تو آپ کی تمنا آپ کو مل گئی مگر حضرت عمر کو نبوت اس لئے نہ ملی کہ حضور ﷺ پر نبوت کا دروازہ بند ہو چکا تھا آپ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں تاہم اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کو ایسے کمالات دئے تھے کہ اگر حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہوتا تو حضرت عمر ضرور نبی ہوتے اس بات کی شہادت خود رسول اللہ ﷺ نے بھی دے دی ہے آپ نے فرمایا

لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب (جامع ترمذی ج ۲ ص ۵۶۳)

پیشک حضرت عمر فاروق مقام نبوت پر نہ پاسکے کہ حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں تاہم اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق کے ہاتھوں وہ تمام وعدے پورے کرائے جو حضور ﷺ نے فرمائے تھے آپ ﷺ نے جن باتوں کی پیشگوئی فرمائی حضرت عمر کے ہاتھوں وہ سب پیشگوئیاں اپنی شان اعجاز کے ساتھ دنیا نے پوری ہوتے دیکھیں

اس تفصیل سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ انبیاء کرام کی تاریخ میں دو دعائیں ایسی ہیں جن کی کہیں اور مثال نہیں ملتی ان میں سے ایک دعا کے مورد حضرت ہارون علیہ السلام ہوئے اور دوسری دعا کے مورد حضرت عمر ہوئے اور یہ دعا افضل الرسل ﷺ نے فرمائی تھی اور حضور ﷺ کی اس دعا کے برکات اور اثرات کی ایک دنیا گواہ ہے حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شاید اتنی نصرت نہ کی ہو جتنی حضرت عمر نے

حضور ﷺ کی بحیثیت خلیفہ راشدہ کے کی ہے فجزاہ اللہ احسن الجزاء

☆..... امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق کون ہیں؟

آپ مکہ مکرمہ میں آل اسماعیل کی شاخ بنی عدی کے قابل فخر نوجوان ہیں لمبے چوڑے مضبوط جسم والے خوبصورت سخت مزاج مگر سمجھ دار اور خطاب کے بیٹے ہیں انہیں اپنے آبائی مذہب سے جنون کی حد تک محبت اور لگاؤ تھا جب اسلام کا سورج فاران کی چوٹیوں سے طلوع ہوا تو رؤسائے قریش اور سرداران مکہ نے جس قوت کے ساتھ اسلام کا راستہ روکنے کی کوشش کی حضرت عمرؓ بھی ان لوگوں سے اگر زیادہ نہیں تو کچھ کم بھی نہ تھے سرداران قریش مسلمانوں کو اذیت دیتے تو عمر بن خطاب اس یقین کے ساتھ ان کے ساتھ ہو جاتے کہ اسلام ان کے مذہب کا دشمن ہے اور اس کو ختم کرنا اور اس کے پیروکاروں پر ظلم کرنا ان کے بتوں اور دیگر معبودوں کی خوشنودی کا باعث ہو گا مگر اسے کیا معلوم تھا کہ تقدیر الہی ان کے لئے ایک دوسرا فیصلہ کر چکی ہے اور اس کائنات کی سب سے عظیم ہستی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے لئے بڑی عاجزانہ پکار میں اللہ سے طلب کیا تھا اب وہ وقت آہی گیا کہ اب عمر صرف خطاب کا بیٹا نہیں تھا حضرت خاتم النبیین ﷺ کا وزیر بن گیا تھا اور اس نے اللہ کے رسول کی غلامی کا طوق بڑے شوق سے اپنے گلے میں ڈال لیا ہے اور اس پر اسے فخر بھی ہے

☆..... حضرت عمر فاروق انبیاء و مرسلین اور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ کے خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بعد باقی پوری امت سے افضل و برتر اور اسلام کی سب سے بڑی عزت ہیں آپ تقریباً ۲۶ سال کی عمر میں حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور ان پر

مؤمنین کا ایک چلہ پورا ہوا آپ تاریخ اسلام کے چالیسویں مسلمان ہیں جس طرح قرآن کریم کی چالیسویں سورت المؤمن ہے آپ نے اپنے ایمان کامل اور اعلیٰ اخلاق و صفات کے سبب حضور ﷺ کا ایسا قرب پایا کہ ان سے اوپر صرف حضرت صدیق اکبر کو دیکھا گیا آپ حضور ﷺ کے ایسے دوست بنے کہ حضور ﷺ ان کا اور حضرت ابو بکر صدیق کا ہاتھ پکڑ کر دوستوں کی طرح آتے جاتے تھے آپ نے انہیں ہمیشہ اپنے ساتھ رہنے کی سعادت بخشی اپنے قریب دفن ہونے کی پیشگوئی کی اپنے ساتھ بروز محشر اٹھنا بتایا اور جنت میں آپ کو اپنا ساتھی قرار دیا مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی نے آپ کے بارے میں حضور ﷺ کی یہ حدیث نقل کی ہے

ما من مولود الا وفي سرتة من تربته التي خلق منها حتى يدفن فيها
وانا وابوبكر وعمر خلقنا من تربة واحدة وفيها ندفن
ہر چہ کے ناف میں اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے وہ بنایا گیا یہاں تک کہ
اس میں وہ دفن ہو جائے اور میں اور ابو بکر اور عمر ایک ہی مٹی سے بنے ہیں اور
اسی میں دفن ہوں گے

مولانا موصوف نے ساتھ ہی حکیم ترمذی کی نو اور الاصول سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں
ويأخذ التراب الذي يدفن في بقعة وتعجن به نطفته فذلك قوله
تعالیٰ منها خلقناکم وفيہا نعیدکم (فتاویٰ افریقہ ص ۸۵)

فرشتہ وہاں کی مٹی لیتا ہے جہاں اسے دفن ہونا ہوتا ہے اسے نطفہ میں ملا کر
گوندھتا ہے یہ ہے اللہ کا ارشاد کہ ہم نے تمہیں زمین ہی سے بنایا اور اسی میں پھر
تمہیں ہم لے جائیں گے

..... حضرت عمر فاروق نے قبول اسلام کے بعد اپنی زندگی اسلام اور پیغمبر اسلام کی خدمت گزاری میں گزار دی اور اسلام اور مسلمانوں کی جانی اور مالی خدمت کا وہ شرف پایا کہ تاریخ اسلام میں وہ اپنی مثال آپ رہے آپ حضور ﷺ کے ساتھی اور کامل الایمان بزرگ ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کی تائید میں کئی آیات اتاریں آنحضرت ﷺ نے آپ کو ہمیشہ عزت کے ساتھ یاد فرمایا اور اپنی امت کو آپ کے فضائل بتائے اور ان کا ادب و احترام کرنے اور ان سے محبت رکھنے کی ہدایت فرمائی

☆..... آپ کا اسم گرامی عمر ہے آپ کی کنیت ابو حفص اور لقب فاروق ہے جو حضور ﷺ نے آپ کو دیا اور آپ آسمانوں میں بھی اسی لقب سے زیادہ شہرت پائے ہوئے ہیں آپ کے مسلمان ہونے پر مشرکین کی قوت آدھی رہ گئی اور پھر ان میں سے کسی میں اتنا حوصلہ نہ تھا کہ وہ پہلے کی طرح مسلمانوں پر ظلم و ستم کرتا کہ میں مقابلہ کا میدان لگتا تو اکیلا عمر سب پر بھاری ہوتا اور یہ آپ تھے جن کے مسلمان ہونے پر خانہ کعبہ میں توحید کی صدا گونجی اور مشرکین کی قوت ٹوٹی آپ جب سے حضور ﷺ کے ساتھ جڑے آخری وقت تک آپ ان سے جدا نہ ہوئے اسلام کے لئے حضرت عمر ہمیشہ آگے نظر آئے اور حضور ﷺ کی امت کے لئے آپ نے بڑی سے بڑی قربانیوں سے کبھی دریغ نہیں کیا

☆..... حضور اکرم ﷺ کو حضرت عمرؓ سے بڑی محبت تھی آپ مرید رسول نہیں مراد رسول بھی تھے اور حضرت عمرؓ بھی آپ سے حد درجہ محبت کرتے تھے آپ کو حضور ﷺ کے خلاف ایک حرف سننا گوارا نہ تھا اور جہاں آپ کو پتہ چلتا آپ کی تلوار بے نیام ہو جاتی تھی آپ حق و باطل کے درمیان ایک خط فاصل تھے جس طرح صدیق بہت ہوئے مگر صدیق اکبر صرف حضرت ابو بکرؓ کے نام رہا امت میں فاروق اور بھی ہوئے مگر فاروق اعظم

کاتاج حضرت عمرؓ کے سر ہی سجا ہے

☆..... حضور ﷺ سفر آخرت پر چلے تو امت کی قیادت حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہاتھ آئی اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کا شرف سب سے پہلے جس نے پایادہ حضرت عمر فاروقؓ تھے اس نازک موقع پر آپ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کا بھرپور ساتھ دیا اور اس وقت اسلام کے خلاف جتنے محاذ کھولے گئے تھے آپ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی قیادت میں ان سب کا ڈٹ کر مقابلہ کیا یہاں تک کہ یہ سب فتنے ختم ہوئے آپ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہر مرحلہ پر مشیر رہے آپ ایمان اخلاص کے اس اونچے مقام پر تھے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آپ کو اپنا جانشین بنانے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کی اور صاف فرمایا کہ میں اللہ کو کہہ دوں گا کہ میں نے تمام لوگوں میں حضرت عمرؓ کو ہر لحاظ سے بہتر اور افضل پایا اس لئے میں ان کو جانشین بنایا ہے پھر جب آپ مسند خلافت پر آئے تو دنیا نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں اسلام کو بڑی عزت و عظمت عطا فرمائی آپ نے ہزار سے زیادہ علاقوں میں اسلام کے جھنڈے گاڑے اور اس زمین کو اللہ کی توحید و کبریائی اور حضرت محمد رسول اللہ کی نبوت و رسالت کے نام سے آشنا کیا آپ نے عراق شام مصر اور ایران کی بڑی بڑی سلطنتوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا اور کوئی طاقت ایسی باقی نہ رہی جو حضرت عمر فاروقؓ کے قدم روک سکے بیت المقدس کے عیسائیوں نے آپ کا حلیہ مبارک دیکھ کر پورا شہر آپ کے حوالہ کر دیا اور آپ فاتح بیت المقدس کہلائے

☆..... حضرت عمرؓ فاروقؓ کی روحانیت بہت صاف اور روشن تھی آپ زہد و تقویٰ کے پیکر تھے اور فکر آخرت اور خشیت الہی سے آپ کا قلب بھرا ہوا تھا آپ روحانیت کے اس اونچے مقام پر تھے کہ اللہ آپ کے لئے درمیان کے زمینی حجاب تک اٹھا دیتا تھا اور آپ ہزاروں

میل دور ساریہ کو آواز دیں تو وہ آواز سن کر اس رخ پر آجاتے اور دریائے نیل کے ہم ایک
 جہاں لکھیں تو وہ ایسی تیزی کے ساتھ چلے کہ اب تک خشک نہ ہو پائے اس سب بلند یوں کہ
 باوجود آپ حد درجہ متواضع تھے عہدیت اور بندگی آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی
 آپ خوف و خشیت والی آیات سنتے تو لرز کر رہ جاتے اور کئی دنوں تک بیمار رہتے ہزار ہا میل
 کے علاقوں پر سلطنت کرنے کے باوجود آپ کے بدن پر پیوند لگا کرتا ہوتا تھا اور لوگ آپ
 کو مسلمانوں کی دن رات خدمت کرتے اور ان کی مدد کرتے دیکھتے تھے

☆..... اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق کو عجیب و غریب کمالات سے نوازا تھا قرآن کریم
 اور حضور اکرم ﷺ نے اس کی گواہی دی ہے حضور ﷺ کے تمام صحابہ اس بات کا عقیدہ
 رکھتے تھے کہ آپ ﷺ کے صحابہ میں حضرت ابو بکر صدیق کے بعد حضرت عمر فاروق
 سب سے افضل ہیں حضرت علی مرتضیٰ اور دیگر ائمہ اہل بیت نے بھی کھل کر اس عقیدہ
 کی تائید و حمایت کی ہے۔

☆..... اس امت میں سب سے اونچا مقام حضور ﷺ کے خلیفہ بلا فصل حضرت ابو بکر
 صدیق کا ہے آپ حضرت عمرؓ کو کس نگاہ سے دیکھتے تھے اسے ملاحظہ کیجئے آپ نے فرمایا
 ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۹۶)
 آفتاب نے عمر سے بہتر کسی شخص پر طلوع نہیں کیا

یہ صرف آپ کے پیشرو حضرت ابو بکر صدیق کی گواہی نہیں حضرت عثمان حضرت علی
 مرتضیٰ اور دیگر تمام اصحاب رسول اور تابعین بھی اسی عقیدے کا اظہار و اعلان کرتے رہے
 اور علمائے امت نے اسے اہل سنت و الجماعت کے عقائد میں جگہ دی ہے حضرت امام
 ابو حنیفہ کا بیان دیکھئے جو آپ نے اسلامی عقائد کے ذیل میں دیا ہے آپ لکھتے ہیں

افضل الناس بعد النبيين عليهم الصلاة والسلام ابوبكر الصديق

ثم عمر بن الخطاب (شرح الفقه الاكبر ص ۹۸)

حضرت امام ابو حنیفہ کے اس بیان سے کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا حضرت امام مالک
حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ سب نے اس عقیدہ کی تائید کی اور ائمہ
کرام اپنے اپنے دور میں اس عقیدے کی مزید وضاحت کرتے پائے گئے

اہل سنت والجماعت کے اس بیان سے متقدمین شیعہ کو بھی اختلاف کرنے کی جرات نہیں
ہوئی اور ان کا موقف بھی یہی رہا کہ وہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ پر کسی کو فضیلت نہیں
دیتے تھے علامہ حافظ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) نے جب شیعہ عالم علامہ مطہر حلی کو اس کے
ثبوت مہیا کئے تو علامہ حلی اس کا انکار نہ کر سکے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس عقیدہ کے
بارے میں پہلے دور میں کبھی کوئی اختلافی آواز نہیں سنی گئی تھی اور سب کے سب حضرت
ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کی علی الترتیب افضلیت اور تقدیم کے قائل تھے اس کی
تفصیل راقم کی کتاب ﴿سیدنا ابوبکر الصديق﴾ کے مقدمہ میں ملاحظہ فرمائیے

ہم یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ قرآن کریم اور حضور اکرم ﷺ نے حضرت عمر فاروق کے
کامل الایمان ہونے اور مختلف حوالوں سے ان کے جنتی ہونے کی شہادت دی ہے اور انہیں
حضرت ابو بکر صدیق کے بعد باقی ساری امت سے افضل بتایا ہے جو لوگ قرآن و حدیث کا
علم نہیں رکھتے انہوں نے حج و عمرہ کے موقع پر اتنا تو ضرور دیکھا ہو گا کہ حجرہ مبارکہ میں
حضرت ابو بکر صدیق حضور ﷺ کے بلا فصل ساتھی ہیں اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق
کا روضہ ہے یہ اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کی ایک ایسی تکوینی شہادت ہے جس کا مشاہدہ
وہ بھی کرتے ہیں جو اپنے دلوں میں ان بزرگوں کے بارے میں بوجھ لئے ہوئے ہیں حضرت

امام زین العابدینؑ اس سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی دنیاوی حیات مبارک میں بھی ان دونوں کو اسی طرح کا قرب حاصل تھا۔

مگر افسوس صد افسوس کہ ایک گروہ ایسا بھی ہے جو حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت امام زین العابدین کے ان عقائد و بیانات کو در خود اعتناء نہیں سمجھتا اور بڑی ڈھٹائی سے حضرت علی مرتضیٰ اور دوسرے ائمہ اہل بیت کے نام پر حضرت عمر فاروقؓ کے ایمان و اخلاق پر نہایت ہی لچر اور بے ہودہ اعتراضات کر کے اپنے ہی ایمان و اخلاق کو دوڑ پر لگاتا ہے یہ لوگ حضرت عمر فاروق کو قرآن و حدیث کی نگاہ سے دیکھنے کے بجائے ان مؤرخین اور طاعنین کی نظر سے دیکھتے ہیں جن کا کام حقائق کو مسخ کرنا اور مسلمانوں میں تفرقہ بازی پیدا کرنا ہے یہ گروہ اپنے مذموم مقاصد کے لئے غلط اور جھوٹے واقعات اور بیانات سے حضرت عمر فاروق کو بدنام کرتے ہیں اور جب تک ان کی زبان اور ان کا قلم حضرت عمر فاروق کو ایمان سے قلمی دامن نہ کہہ لے وہاں تک ان کو چین نہیں ملتا جو شیعہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کی گستاخی اور اہانت اور قرآن و حدیث کے معنی و مطلب کو بگاڑنے میں جتنا کمال رکھتا ہے وہی ان کا سب سے بڑا ذکر اور ملا ہے اور تلخ حقیقت یہ ہے کہ اس گروہ میں یہ شقاوت اور سیاہ بختی اور حضرت عمر فاروق کے بارے میں انتہا درجہ کی قلبی غلاظت و عداوت اگر کسی کے حصہ میں سب سے زیادہ آئی ہے تو وہ ان کے حجۃ الاسلام ملا باقر مجلسی (۱۱۱۱ھ) ہیں اور موجودہ دور کے شیعہ ذاکر جو ان بزرگوں کی گستاخی میں پیش پیش رہتے ہیں وہ سب کے سب اسی ملا مجلسی کے خوشہ چیں ہیں ملا باقر مجلسی کی شاید ہی کوئی کتاب حضرت عمر فاروقؓ کی گستاخی سے خالی نظر آئے اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق کے ایمان کی گواہی دی اور آپ کو مؤمنین میں سے کہا مگر یہی مجلسی حضرت عمر فاروق کے ایمان کا کھلا انکار کرتا

ہے وہ خور لکھتا ہے

ہیج عاقل را مجال آن هست کہ شک کند در کفر عمر و کفر گیسے کہ

عمر را مسلمان داند (جلاء العیون ج ۱ ص ۶۳ حیات القلوب ج ۲ ص ۸۴۲)

کوئی عاقل عمر کے کفر میں شک نہیں کرے گا اور نہ اس شخص کے کافر ہونے

میں شک رہے جو عمر کو مسلمان مانے

یہی ملا مجلسی لکھتا ہے

هر دو کافر بودند و هر که ایشان را دوست دارد کافر است (حق

الیقین ص ۵۲۲)

ابو بکر اور عمر دونوں کافر ہیں اور جو شخص بھی ان دونوں کو دوست رکھے وہ بھی

کافر ہے

یہی ملا مجلسی لکھتا ہے

در جہنم وادی هست و در آن وادی آتشی هست کہ نمی سوزد بآن

آتش و ملازم آن نمی باشد مگر شقی ترین مردم کہ عمر است (حق

الیقین ص ۵۰۹)

جہنم میں ایک وادی آگ سے بھری ہوئی ہے جس میں بدترین آدمی کے سوا

اور کوئی نہ جائے گا اور وہ شخص عمر ہے

استغفر اللہ..... العیاذ باللہ العظیم..... نقل کفر کفر نباشد۔ ملا مجلسی کی ساری کتابیں اسی کفر

کی تکرار سے بھری پڑی ہیں حیرت کی بات ہے کہ ایران کے انقلابی سربراہ آیت اللہ خمینی

اپنی کتابوں میں سب سے زیادہ اسی مجلسی کی تعریف کرتا ہے اور اس کی کتابوں سے فائدہ

اٹھانے کی تعلیم و ترغیب دیتا ہے اور یہ اسی کا اثر ہے کہ خود آیت اللہ خمینی کا قلم بھی حضرت

ابو بکر اور حضرت عمر فاروق کی اہانت سے باز نہ رہ سکا اور اسی گستاخانہ روش پر چل پڑا موصوف کی کتاب کشف الاسرار میں جگہ جگہ اس کے شواہد ملتے ہیں

اب آپ ہی بتائیں کہ جو گروہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کے بارے میں اس قسم کے گستاخانہ عقائد رکھیں اور مسلمانوں کے صف اول کے بزرگوں کے بارے میں اس قسم کی زبان دراز کریں تو اس سے علماء امت اور فقہاء ملت کا کیا یہ موقف درست اور زیادہ پختہ اور مضبوط نہیں معلوم ہوتا کہ اہل سنت اور رافضی کے اختلافات فروعی نہیں اصولی اور قطعی ہیں اور ان دونوں کے راستے ایک نہیں الگ الگ ہیں آپ ہی بتائیں حضرت عمر فاروق کے خلاف یہ گستاخانہ زبان اور بیان کیا فروعی اختلاف کے زمرے میں آسکتا ہے؟ مسلمانوں کے نزدیک حضرت عمر فاروق کا ایمان اور آپ کا مؤمن کامل اور جنتی ہونا قطعی ہے جبکہ روافض کے ہاں حضرت عمر کو اس کے بالکل برعکس سمجھنا قطعی ہے سو جب یہ دونوں عقیدے دو الگ انتہاؤں پر ہیں تو ان اختلافات کو فروعی اختلاف سمجھنا کس طرح درست ہو سکتا ہے اگر یہ جہالت اور کم علمی نہیں تو پھر بد نیتی ضرور ہے

ایک طرف اللہ کا قرآن اور اس کے رسول خاتم کا فرمان ہے جو ہمیں بتاتا ہے کہ حضرت عمر فاروق کو اللہ کے ہاں بڑا اونچا مقام و مرتبہ حاصل ہے اور اسلام میں ان کا رتبہ اور درجہ عظیم ہے حضور ﷺ اکرم ﷺ نے کتنے پہلوؤں سے حضرت عمر فاروق کے کمالات اور ان کی خوبیوں کو بیان کیا ہے اور دوسری طرف یہ ایک گروہ ہے جس کی صبح اور شام سیدنا حضرت عمر فاروق پر زبان درازی سے شروع اور ختم ہوتی ہے اور منہ بگاڑ بگاڑ کر حضرت عمر فاروق پر سب دشتم اور تبرا کرتے انہیں ذرا حیاء نہیں آتی یقین نہ آئے تو برطانیہ سے نشر ہونے والے ایشیائی ٹی وی کے ان اردو پروگرام اور ٹاک شو کو سنئے جن میں تبرائی ذاکر اور

ملا حضرت عمر فاروق کی ذات والا صفات پر کس بری طرح برستے اور دل کا غیظ نکالتے رہتے ہیں جو گروہ حضرت عمرؓ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتا ہے بجائے اس کے کہ ہم اس پر کچھ تفصیلی تبصرہ کریں حضرت علی مرتضیٰ اور دوسرے اکابر اہل بیت کے ارشادات اس گستاخانہ عقیدے کی تردید کے لئے کافی ہیں اور اسی سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ حضرت علی مرتضیٰ اور آپ کی اولاد و امجاد نے اپنا فیصلہ کس جماعت کے حق میں دیا ہے اور انہوں نے کس گروہ سے کھلے عام برات کر دی ہے آپ نے ایک مرتبہ یہ بیان جاری کیا

اخوی رسول اللہ و وزیرہ و صاحبہ و سیدی قریش و أبوی
المسلمین فانا بریء ممن یدکرهما بسوء وعلیہ معاقب (تاریخ عمر
ص ۵۰ لابن جوزی)

حضرت ابو بکر اور حضرت عمر حضور ﷺ کے بھائی آپ کے وزیر آپ کے
گھرے دوست قریش کے بزرگ اور مسلمانوں کے مائی باپ ہیں میں ان لوگوں
سے برات کا اعلان کرتا ہوں جو ان دونوں بزرگوں کو برائی سے یاد کرتا ہے اور
ایسے لوگ قابل سزا ہیں۔

حضرت امام حسین کے صاحبزادے حضرت امام زین العابدین کا بیان دیکھئے ایک مرتبہ کچھ
لوگ آپ کے پاس آئے اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے بارے میں غلط باتیں کرنے
لگے تو آپ نے ان سے کہا

ہمارے پاس سے اٹھ جاؤ اللہ تمہیں برکت نہ دے اور تمہارے گھر رحمت نہ
کرے تم اسلام کے ساتھ مذاق کرتے ہو تم اہل اسلام میں سے نہیں ہو اٹھ
جاؤ (البدایہ ج ۹ ص ۱۰۷)

حضرت امام جعفر صادق کے والد حضرت امام باقر نے اہل کوفہ کے نام یہ پیغام بھیج دیا تھا

ابلع الى الكوفة انى بوى ممن تبرأ من أبى بكر وعمر رضى الله

عنهما وأرضاها (حلیۃ الاولیاء ج ۳ ص ۲۱۶)

میری طرف سے کوفہ والوں کو یہ بات پہنچا دو کہ جو شخص حضرت ابو بکر اور

حضرت عمر سے بیزاری کی بات کرتا ہے میں خود اس سے بیزار ہوں اللہ تعالیٰ

ان دونوں سے راضی ہوں اور ان کو خوش رکھیں

آپ اس کتاب میں ایک مستقل عنوان کے تحت حضرت علی مرتضیٰ اور دوسرے ائمہ اہل

بیت کے متعدد بیانات پڑھیں گے جن سے آپ کو یہ اندازہ ہو گا کہ ائمہ اہل بیت کرام

حضرت ابو بکر اور حضرت عمر فاروق سے کس قدر محبت رکھتے تھے اور ان کے دلوں میں ان

کا کتنا ادب و احترام تھا اسی سے آپ کو یہ بھی پتہ چل جائے گا کہ ان کے درمیان نفرت

وعدوات اور بغض و کینہ اور تبرا کی داستانیں سوائے جھوٹ کے اور کچھ نہیں ہیں اور اس کا

اصل مقصد امت مسلمہ میں نفرت اور فرقہ بندی کی فضا پیدا کرنا ہے

ہاں ہم اس بات پر افسوس کا ظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ برصغیر میں انگریز کی آمد کے معا

بعد ایک گروہ نے شیعیت کے نام سے نہیں قرآن و حدیث کے نام پر صحابہ کرام کے

خلاف یہ بات اٹھائی کہ وہ حضور ﷺ کی حدیث کے خلاف چلے ہیں بلکہ خاص حضرت عمر

فاروق کے بارے میں تو ان لوگوں کا قلم اور بڑی بے دردی سے چلا ہے آنحضرت ﷺ

نے فرمایا کہ ابو بکر اور عمر کی اقتداء کرنا اور ان کی سنت کو مضبوطی سے پکڑنا افسوس کہ یہ

گروہ بھی حضرت عمر فاروق کے حکم اور طریقہ کو بدعت اور گمراہی کہنے سے بھی باز نہیں آیا

حالانکہ لوگوں میں یہ شیعہ کے نام سے معروف نہیں ہیں اس جماعت کے ایک پیشوا نواب

صدیق حسن خان صاحب یس رکعات تراویح پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں
 اما قوله نعم البدعة هذه فليس في البدعة ما يمدح بل كل بدعة ضلالة وليس
 المراد بسنة الخلفاء الراشدين الا طريقتهم الموافقة بطريقته من جهاد
 الاعداء وتقوية شعائر الدين ونحوها ومعلوم من قواعد الشريعة انه ليس
 لخليفة راشد ان يشرع طريقة غير ما كان عليه النبي ﷺ ثم ان عمر نفسه
 الخليفة الراشد سمي ماراه من تجميع صلاته ليل رمضان بدعة ولم يقل انها
 سنة (الانتقاد الرجح ص ۶۳ ماخوذ از فتح المبين ص ۴۳۸)

اس پر مولانا منصور علی مراد آبادی اپنی کتاب الفتح المبين (۱۳۱۳ھ) میں لکھتے ہیں
 اس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ نواب صاحب آف بھوپال نے جماعت
 تراویح کو مخالف حکم آنحضرت ﷺ سمجھ کر اس پر اطلاق سنت کا ناجائز خیال
 کیا ہے حالانکہ قول و فعل صحابہ کرام بھی سنت ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ
 نے ارشاد فرمایا (الفتح المبين ص ۴۳۸)

س جماعت کے ایک اور پیشوا مولوی محمد جونا گڑھی کو یہ لکھتے ہوئے ذرا شرم محسوس نہ
 ہوئی کہ حضرت عمر کو باریک مسائل کا علم ہونا تو درکنار انہیں تو موٹے موٹے مسئلے بھی
 علوم نہ تھے وہ لکھتا ہے

سنو بہت صاف صاف اور موٹے موٹے مسائل ایسے ہیں کہ حضرت عمر
 فاروق نے ان میں غلطی کی (طریق محمدی ص ۴۰)

گے چل کر یہی صاحب لکھتے ہیں

ان موٹے موٹے مسائل میں جو روزمرہ کے ہیں دلائل شرعیہ آپ سے (یعنی
 حضرت عمر سے) مخفی رہے (ایضاً ص ۴۲)

اسی جماعت کے ایک اور ممتاز عالم مولوی رئیس احمد ندوی آف ہارس نے تو نہایت سببہاں سے یہ فتویٰ بھی جاری کر دیا کہ حضرت عمر اپنے سیاسی منظر نامے کے لئے تو قرآن کریم میں ترمیم کرنے سے بھی باز نہ آئے تھے رئیس صاحب لکھتے ہیں

موصوف عمر کی خواہش و تمنا بھی یہی تھی کہ حکم قرآنی کے مطابق ایک مجلس کی تین طلاقیں کو ایک ہی قرار دیں مگر لوگوں کی غلط روی روکنے کی مصلحت کے پیش نظر موصوف نے باعتراف خویش اس قرآنی حکم میں ترمیم کر دی (تنویر الافاق ص ۴۹۸)

کیا کوئی سوچ سکتا ہے کہ حضرت عمر قرآن میں ترمیم کی جرات کر سکتے ہیں؟ موصوف اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ حضرت عمر فاروق کو نصوص کی مخالفت کا مرتکب بھی قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں

ان دونوں صحابہ (حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود) کو نصوص کی خلاف ورزی کا مرتکب قرار دیا جاسکتا ہے (ایضاً ص ۸۸)

مزید سنئے

ہم دیکھتے ہیں کہ اپنی ذاتی مصلحت بیننی کی بنیاد پر بعض خلفائے راشدین بعض احکام شرعیہ کے خلاف خیال خویش اصلاح و مصلحت کی غرض سے دوسرے احکام صادر کر چکے تھے ان احکام کے سلسلہ میں ان خلفاء کی باتوں کو عام امت نے رد کر دیا ہم آگے چل کر کئی مثالیں پیش کرنے والے ہیں جن میں احکام شرعیہ و نصوص کے خلاف خلفائے راشدین کے طرز عمل کو پوری امت نے اجتماعی طور پر غلط قرار دے کر نصوص و احکام شرعیہ پر عمل کیا ہے

(تئویر الافاق ص ۱۰۷)

اس کتاب میں جگہ جگہ حضرت عمر فاروق کو نصوص کی خلاف ورزی کا مرتکب ذاتی مصلحتوں کی خاطر قرآن و حدیث کو خاطر میں نہ لانے والا تک بتایا گیا ہے اس گروہ کے دوسرے علماء بھی حضرت عمر فاروق پر سخت زبان بولنے سے ذرا بھی نہیں شرماتے کبھی مصلحت اور کبھی سیاست اور کم علمی کے عنوان پر حضرت عمر فاروق کو قرآن میں ترمیم کرنے والا اور نصوص کو رد کرنے والا اور احکام شرعیہ کی پرواہ نہ کرنے والا تک کہہ دیا جاتا ہے اور اس جماعت کے کسی شیخ اور سلفی اثری اور حفظہ اللہ کو اتنی توفیق نہیں ہوئی کہ وہ اس طوفان بد تمیزی کے خلاف آواز اٹھائیں اور بتائیں کہ حضرت عمر فاروق پر اس قسم کا الزام دھرنے والے رافضی تو ہو سکتے ہیں کسی اہل سنت کا یہ کام نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ علمائے اہل سنت کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے حضرت عمر فاروق کے خلاف چلنے والی تحریک کو ہر دور میں بے نقاب کیا اور خلفائے راشدین کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنے کا تعاقب کیا اسلامی تاریخ کا کوئی دور ایسا نہیں جس میں خلفائے راشدین کی عظمت اور صحابہ کرام کی فضیلت نہ بیان کی گئی ہو امت کا کوئی مفسر اور محدث متکلم اور فقیہ مؤرخ اور صوفی ایسا نہیں جس کی زبان ان بزرگوں کے ذکر خیر سے ترنہ رہی ہو اور ان کا قلم خلفائے راشدین کی عظمت و منقبت اور ان کے عادلانہ دفاع میں نہ چلا ہو قرآن کی کوئی بھی تفسیر اٹھالیجے آپ کو کہیں نہ کہیں حضرت عمر فاروق کی منقبت اور ان کی عظمت کا بیان ضرور ملے گا حدیث کی کوئی کتاب مناقب عمرؓ سے خالی نہیں فقہ کی کوئی کتاب اٹھائیے تو آپ کو جگہ جگہ حضرت عمر فاروق کی فقہیات اور قرآن و سنت پر ان کی گہری نظر آپ کو دکھائی دے گی ہمارے مخدوم مولانا ثمیر الدین قاسمی مدظلہ کی شرح قدوری اور شرح

ہدایہ میں جگہ جگہ عمر فاروق کے فقہی اقوال سے استفادہ کیا گیا ہے احسان اور تصوف میں بھی وہ آپ کو بہت بلند مقام پر کھڑے نظر آئیں گے کون نہیں جانتا کہ حدیث کی سب سے اونچی اور اہم کتاب صحیح بخاری ہے امام بخاریؒ اپنی صحیح میں سب سے پہلی حدیث حضرت عمر فاروق کی روایت سے لائے ہیں اس میں اشارہ ہے کہ امت میں سارا دین حضرت عمر کے سائے میں ہی چلا آیا ہے یہاں تک کہ حضرت ابو بکر صدیق کو بھی خلیفہ تجویز کرنے والے آپ ہی تھے جس پر پھر ساری امت نے صاد کیا آپ کی یہ پہلی روایت بھی دل کی گہرائیوں سے شریعت پر عمل کرنے کی تلقین کر رہی ہے اب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے کسی عمل میں ظاہر اور نیت کا کوئی فرق ہو وہ حدیث شریف کیا ہے جو صرف آپ کی روایت سے ہی منقول ہوئی وہ انما الاعمال بالنیات ہے یہ نیت کی درستگی اور اخلاص اور اسلامی عقائد و اعمال کی روح اور جان ہے اور یہی اسلام کا باب الاحسان ہے اس حدیث کے راوی کون ہیں؟ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق۔ یہ حدیث گو سندا غریب ہے مگر امام بخاری نے اسے اپنی صحیح میں سب سے پہلی جگہ دی ہے محمد بن ابراہیم تیمی..... علقمہ بن وقاص..... اور حضرت عمرؓ سے روایت کرنے میں بس ایک ایک ہی ہیں

حدیثنا الحمیدی قال حدثنا سفیان قال حدثنا یحییٰ بن سعید الانصاری قال
 اخبرنی محمد بن ابراہیم التیمی انہ سمع علقمہ بن وقاص اللیثی یقول
 سمعت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ علی المنبر یقول سمعت رسول
 اللہ ﷺ یقول انما الاعمال بالنیات..... (الحدیث) (صحیح بخاری)

☆..... علماء عظام حضرت عمر فاروق کی عقیدت میں

اکابر علماء نے حضرت عمرؓ کی سیرت و سوانح پر مستقل کتابیں تحریر فرمائیں ہیں اور آپ کی

زندگی کے مختلف گوشوں کو اپنی بحث و تحقیق کا موضوع بنایا ہے امام طبرانی (۳۶۰ھ) نے فضائل الاربعة الراشدین دو جزء میں لکھی حافظ ابو الفرج عبد الرحمن بن علی الجوزی (۵۹۷ھ) نے اپنی کتابوں میں حضرت عمرؓ کے واقعات جگہ جگہ نقل کئے آپ نے پھر ان پر ایک مستقل کتاب تاریخ عمر بن الخطابؓ کے نام سے سپرد قلم کی ہے امام سلیمان بن موسیٰ حمیری کلاعی (۶۳۴ھ) نے الاکتفاء فی مغازی المصطفیٰ والثلاثة الخلفاء چار جلدوں میں تحریر فرمائی علامہ ابو جعفر احمد محبت الطبری (۶۹۳ھ) کی ریاض النضرة کی دوسری جلد صرف حضرت عمرؓ کی سیرت پر ہے پھر امام فن رجال علامہ شمس الدین ذہبی (۷۴۸ھ) نے سیر اعلام النبلاء تذکرۃ الحفاظ اور دوسری کتابوں میں حضرت عمر فاروق کے بہت تذکرے تحریر فرمائے ہیں اور پھر آپ نے ایک مستقل کتاب ﴿ نعم السمر فی سیرۃ عمرؓ ﴾ کے نام سے بھی لکھی جس کا ذکر آپ نے تذکرۃ الحفاظ میں کیا ہے اسی دور میں شیخ تقی الدین علی بن عبد الکافی سبکی شافعی (۷۵۶ھ) نے ﴿ الایمان الجلی فی ابی بکر و عمر و عثمان و علی ﴾ لکھی حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) نے تفسیر ابن کثیر اور البدایہ میں حضرت عمر فاروق کے حالات اور آپ کا عقیدت مندانہ تذکرہ فرمایا ہے البدایہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے حضرت عمر فاروق کے فضائل و مناقب پر ایک مستقل کتاب بھی لکھی ہے آپ لکھتے ہیں

بسطنا ذلك فی ترجمة عمر بن الخطاب و سیرته التي افردناها فی مجلد و مسنده
والاثار المروية مرتبا علی الابواب فی مجلد آخر ولله الحمد (البدایہ ج ۷ ص ۱۷)
امام جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) نے تاریخ الخلفاء میں آپ کے حالات تفصیل سے لکھے
اس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ امام سیوطی نے حضرت عمر فاروق کے مناقب اور

موافقات پر ایک مستقل کتاب ﴿قطف الثمر فی موافقات عمر﴾ کے نام سے بھی
 تحریر فرمائی تھی حاجی خلیفہ چلبی نے کشف الظنون میں اس کا ذکر کیا ہے حکیم الامت
 حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ) نے ﴿ازالة الخفاء عن خلافة
 الخلفاء﴾ میں حضرت عمر فاروق کے فضائل و کمالات کو اس دہی انداز میں نقل کیا ہے
 کہ ہفت اقلیم اس کی نظیر نہیں لاسکتے پھر آپ نے ﴿قرة العینین فی تفضیل الشیخین
 ﴾ لکھ کر حضرت عمر فاروق سے اپنی بھرپور محبت و عقیدت کا اظہار فرمایا ہے آپ کے
 صاحبزادے مسند السنہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۱۲۳۹ھ) نے تحفہ اثنا عشریہ
 میں روافض کے ان تمام اعتراضات کے عالمانہ اور تسلی بخش جوابات دئے جو انہوں نے
 حضرت عمر فاروق پر کبھی وارد کئے حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنویؒ کی ساری
 زندگی اسی دفاع صحابہ اور خلفائے راشدین کی عظمت کا پرچم لہرانے میں گزری اور فاروقؓ
 ہونے کے ناتے آپ نے حضرت عمر فاروق کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنے کا جواب دیا
 جناب علامہ شبلی نعمانی مرحوم نے الفاروق لکھ کر آپ کے علمی اور سیاسی کارناموں سے
 برصغیر کے اردو اہل طبقے کو متعارف کرایا عرب کے معروف فاضل محمد حسین ہیکل نے
 عمر فاروق لکھی اور عرب دنیا میں آپ کی سیرت اور آپ کی خلافت اور اس کے اثرات کو
 تفصیل سے پڑھنے کا موقع میسر کیا مفکر اسلام حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ
 نے آٹھ سو کے قریب صفحات پر خلفائے راشدین کے نام سے دو جلدیں شائع فرمائیں
 جن میں مختلف اکابرین کے قیمتی مضامین بھی ایک جگہ جمع کردئے تاہم حضرت مدظلہ کے
 اپنے مضامین بھی اس قدر قیمتی اور اہم ہیں کہ اس دور میں ان کی مثال نہیں ملتی یہی رائے
 آپ دوسرے اہل علم سے سنیں گے لہذا ہم اللہ فی الدارین احسن الجزاء را قم الحروف

کی کوشش ہے کہ حضرت الاستاذ مدظلہ کے خلفائے راشدین پر لکھے گئے اس علمی ذخیرہ کو ایک مستقل کتاب کی صورت میں علیحدہ شائع کیا جائے۔

☆..... ایک التماس اور گزارش

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور آپ کے صاحبزادے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے بر صغیر میں صحابہ کرام خصوصاً حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی عظمت و منقبت اور ان کے دفاع میں قائدانہ اور تاریخی کردار ادا کیا ہے بر صغیر کے سب مسلمان کو چاہیے کہ وہ انہی کے لہرائے ہوئے پرچم تلے رہیں اور انہی کے بنائے خطوط پر کام کریں اور صحابہ کے بارے میں ان بزرگوں نے جو موقف اپنایا ہے اسی موقف پر استقامت کے ساتھ کھڑے رہیں اور اس اعتقاد پر رہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خلفائے راشدین اور دوسرے سب صحابہ کرام سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے ان کے ایمان اور جنتی ہونے کی گواہی دی ہے اور حضور ﷺ کے صحابہ کو آنے والی آپ کی امت کے لئے معیار اور نمونہ قرار دیا ہے۔ ائمہ اہل بیت اور امت کے تمام اکابر اسی عقیدے پر رہے ہیں

اللہ رب العزت اس کتاب کو اپنے حضور شرف قبولیت دے اور اسے حضرت والد محترم الحاج ابراہیم یوسف باوارحمہ اللہ تعالیٰ اور مولانا قاری محمد عمران جہانگیریؒ کے لئے آخرت میں بلندی درجات کا سبب بنائے اور پھر ہم سب کے لئے ذخیرہ اور نجات کا ذریعہ بنائے آمین ثم آمین

ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد

خاتم النبیین و علی آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

محمد اقبال رنگونی عفا اللہ عنہ (۱۰ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ)

خلیفہ دوم سیدنا حضرت عمر فاروقؓ

از قلم..... شاعر ختم نبوت جناب سید امین گیلانی صاحب مرحوم

اے فاتح فارس و روم عمرؓ اے فاتح مصر و شام عمرؓ
 روشن ہیں تمہارے کام عمرؓ روشن ہے تمہارا نام عمرؓ
 تم جب بھی نبی کے ساتھی تھے تم اب بھی نبی کے ساتھی ہو
 اللہ کا یہ انعام عمر اللہ کا یہ اکرام عمرؓ
 عثمانؓ و علیؓ ہی صرف نہیں انصار و مہاجر سب نے کہا
 صدیقؓ کے بعد اس امت کا ہے مولیٰ اور امام عمرؓ
 تم پر تھا خدا کا خاص کرم توڑا ہر باطل کا دم خم
 بھیجا جو لڑائی کو لشکر لوٹا نہ کبھی ناکام عمرؓ
 عزت پہ تری کٹ مرنے کو حرمت پہ تری مر مٹنے کو
 لاکھوں ہیں ترے عشاق عمرؓ لاکھوں ہیں ترے خدام عمرؓ
 حاسد کو حسد سے کیا حاصل جلنے کے سوا کڑھنے کے سوا
 خود اپنے ہی ہاتھوں پٹ پٹ کر رہتا ہے وہ بے آرام عمرؓ
 مانے جو عمرؓ کی عظمت کو مؤمن ہے وہی اے گیلانی
 ہے شان و شکوہ دین عمرؓ ہے کروفر اسلام عمرؓ

فتح الكتاب بذكر سيدنا عمر بن الخطاب

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى..... اما بعد

☆..... سیدنا حضرت عمر فاروق کا نام و نسب

آپ کا اسم گرامی عمر تھا آپ کے والد کا نام خطاب تھا جبکہ والدہ کا نام حنتمہ بنت ہاشم تھا
آپ کا پورا سلسلہ نسب عدنان تک یہ ہے

عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن
رزاح بن عدی بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن
کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مصر بن نزار بن معد بن عدنان
(معرفۃ الصحابة ج ۱ ص ۶۲ - متبرک حاکم ج ۳ ص ۸۷)

جناب عدی کے ایک بھائی کا نام مرثدہ تھا جو حضور اکرم ﷺ کے اجداد میں سے تھے اس لحاظ
سے حضرت عمر کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں حضور ﷺ سے جا ملتا ہے

☆..... حضرت عمر فاروقؓ کا خاندان

حضرت عمرؓ کا خاندان دور جاہلیت میں ممتاز خاندان تھا جناب عدی عرب کے ان معززین

میں سے تھے جو عربوں کے باہمی منازعات میں ثالث کا کردار ادا کرتے تھے اور جب کبھی قریش کو کسی قبیلہ کے ساتھ کوئی ملکی سطح کا مسئلہ پیش آتا تو وہ بطور سفیر کے یہ خدمت سرانجام دیا کرتے تھے اور یہ منصب اس خاندان میں ان کے بعد ان کی نسل میں چلتا رہا حضرت عمرؓ کے والد جناب خطاب بھی ان میں سے ایک تھے اور وہ بھی قریش کے ممتاز آدمیوں میں سے تھے

آپ کے دادا انیل بن عبدالعزی نے بھی اپنے اسلاف کے اس طریقے کو قائم رکھا اور ان تمام خدمات کو نہایت قابلیت سے سرانجام دیتے رہے بڑے عالی مرتبت لوگوں کے مقدمات ان کے پاس فیصلہ کرنے کے لئے آتے تھے حضور ﷺ کے جدا مجد خواجہ عبدالمطلب اور حرب بن امیہ میں جب ریاست کے دعویٰ پر نزاع ہوا تو دونوں نے جناب انیل ہی کو حکم مانا تھا۔ (الفاروق)

☆..... حضرت عمر فاروقؓ کے والد

حضرت عمر فاروقؓ کے والد خطاب اپنی قوم میں ممتاز حیثیت کے مالک تھے اور قوم میں ان کا احترام پایا جاتا تھا وہ شجاع اور بہادر بھی تھے اور مختلف لڑائیوں میں اپنی شجاعت کا مظاہرہ کر چکے تھے خطاب اپنے آبائی مذہب پر سختی سے قائم تھے اور اس کے خلاف ایک لفظ سننے کے لئے تیار نہ تھے خطاب اپنے بھتیجے جناب زید کے دین ابراہیمی پر جیسے رہنے کو ناپسند کرتے تھے اور انہیں ان معبودوں کی عبادت کے لئے کہتے جو عربوں نے بنا رکھے تھے حضور ﷺ کے اعلان نبوت کے وقت خطاب زندہ تھے یا نہیں اس کا پتہ نہیں چلتا تاہم حضرت عمر فاروقؓ کے بیان سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ جناب خطاب اسلام نہ لائے تھے۔ ایک مرتبہ

حضرت عمر فاروق نے حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس سے کہا

فرالله لاسلامك يوم اسلمت كان احب الى من اسلام الخطاب لو
اسلم ومالي الا اني قد عرفت ان اسلامك كان احب الى رسول الله
ﷺ من اسلام الخطاب (ازالۃ الخفاء ج ۴ ص ۲۹)

مخدا تمہارا اسلام لانا میرے لئے اپنے والد خطاب کے اسلام لانے سے بھی
زیادہ محبوب تھا اگر وہ اسلام لاتا اور میرے لئے اس کا کوئی سبب نہ تھا سوائے
اس کے کہ میں نے جان لیا تھا کہ تمہارا اسلام لانا حضور ﷺ کو زیادہ پسندیدہ
ہے خطاب کے اسلام لانے سے

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر فاروق کے والد کو اسلام کا زمانہ نہیں ملا تھا حضور ﷺ
کے دعویٰ نبوت کے بعد اگر جناب خطاب ہوتے تو جس طرح اسلام کے معاون و حامی اور
اسلام کے شدید ترین دشمنوں کا ذکر ملتا ہے آپ کا ذکر بھی کہیں نہ کہیں پایا جاتا (واللہ اعلم)
☆..... بعض شیعہ ذاکرین کی شرمناک جرح کہ حضرت عمر صحیح النسب نہ تھے؟

الجواب..... جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر کا نسب درست نہ تھا اور آپ خطاب کی
لولاد نہ تھے وہ نہیں سوچتے کہ حضور ﷺ نے بار بار انہیں ابن خطاب کہہ کر پکارا ہے اور اللہ
کے حضور جب حضرت عمرؓ کے لئے دعا فرمائی تو اس میں بھی آپ کو ابن خطاب کہہ کر ذکر
کیا اور حضرت علیؓ مرقضی بھی انہیں اس نام سے بارہا ذکر کرتے رہے مسند السنہ حضرت شاہ
عبد العزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں

اوروں کو چھوڑیے خود امیر المؤمنین نے نیز دیگر سینکڑوں مرتبہ ان کو ابن
الخطاب کہہ کر مخاطب کیا ہے امہات المؤمنین میں حضرت حفصہ حضرت عمر کی

صاحبزادی ہیں دوسری طرف امیر المؤمنین حضرت علی کی صاحبزادی
حضرت ام کلثوم آپ کی زوجہ محترمہ ہیں گویا آپ نبی محترم کے خسر ہیں اور علی
مکرم کے داماد اور حب علی کے بدخت و عوید اس سے بالکل نہ شرمائے کہ
حضرت علیؑ پر یہ الزام لگائیں کہ انہوں نے ولد الزنا کو کیوں داماد بنا لیا ہے
استغفر اللہ (تحفہ اثنا عشریہ ص ۷۱۰)

☆..... حضرت عمر فاروقؓ کی والدہ

آپ کی والدہ حتمہ ہاشم بن مغیرہ کی صاحبزادی تھیں اور یہ حضرت خالد بن ولید کی بیچازادہ
بہن تھیں یہ خاندان بھی شروع سے بڑا معزز تھا آپ کے پرانا نام مغیرہ اس درجہ کے آؤں
تھے کہ قریش جب کبھی کسی قبیلہ کے ساتھ مقابلہ کے لئے جاتے تو فوج کا اہتمام ان کے
سپر دھوتا تھا اور وہ اس کی باگ ڈور سنبھالا کرتے تھے (العقد الفرید باب فضائل العرب) واما
حتمہ بنت ہاشم بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم (مستدرک ج ۳ ص ۸۷)
حضرت عمرؓ کے نانا عرب کے مشہور شاہ سواروں میں سے تھے اور ان کا لقب ذوالرحمن تھا
اصحاب بدر ص ۶۸ از قاضی سلیمان منصور پوریؒ)

☆..... حضرت عمر فاروقؓ کے بھائی بہن

حضرت عمر فاروقؓ کے ایک بھائی حضرت زید نے حضرت عمر فاروقؓ سے بھی پہلے قبول
اسلام کا شرف پایا تھا اسلمہ قبلہ (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۸۸) پھر حضرت زید

نے خود حضرت عمر فاروق کے ہمراہ ہجرت کرنے کی سعادت پائی تھی اور مختلف جنگوں میں آپ مسلمانوں کے ساتھ شریک رہے ہیں

وشهد زید بدرا وأحدا والخندق والمشاهد كلها مع رسول الله ﷺ
وروى عنه حديثا (ایضا)

آپ نے حضرت ابو بکر صدیق کے دور خلافت میں ۱۲ ہجری میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے تھے حضرت زید کو شہادت بڑی محبوب تھی شیخ ابو نصر سراج طوسی (۳۷۸ھ) لکھتے ہیں

جنگ احد کے موقع پر جب حضرت عمر نے اپنے بھائی زید سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں اپنی زرہ اتار کر تمہیں دے دوں تاکہ تمہاری حفاظت ہو جائے حضرت زید نے اس کے جواب میں فرمایا کہ مرتبہ شہادت جس قدر آپ کو عزیز ہے مجھے بھی اتنا ہی محبوب ہے (اللمع فی التصوف ص ۲۰۱۔ طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۸۹)

حضرت عمرؓ آپ کے بارے میں کہتے تھے کہ وہ مجھ سے پہلے اسلام لائے اور مجھ سے پہلے ہی مرتبہ شہادت پر فائز بھی ہو گئے اُسلم قبلی واستشهد قبلی (سیر اعلام النبلاء ج ۱ ص ۲۹۸)

حضرت امام شمس الدین ذہبیؒ (۷۴۸ھ) آپ کا تعارف اس طرح کراتے ہیں

السيد الشهيد المجاهد التقى ابو عبد الرحمن القرشي العدوي اخو امير المؤمنين عمر وكان اسن من عمره واسلم قبله شهد بدرا والمشاهد كلها وكان قد آخى النبي ﷺ بينه وبين معن بن عدی العجلانی (سیر اعلام النبلاء ص ۲۹۸)

ان کے دوسرے بھائی جناب ضرار بن خطاب نے بھی اسلام قبول کیا تھا اور وہ شعر کا اچھا ذوق رکھتے تھے اور مسلمانوں کی طرف سے مخالفین کو جواب بھی دیا کرتے تھے آپؐ بہت سے اشعار ابن ہشام نے نقل کئے ہیں بطور نمونہ کچھ ملاحظہ کیجئے

شهدنا بان الله لا رب غيره وان رسول الله بالحق ظاهره
(ترجمہ) ہم نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی پالنے والا نہیں اور یہ کہ اللہ پیغامبر سچائی سے غلبہ پانے والا ہے

وقد عريت بيض خفاف كانها مقابيس يزهيها لعينيك شاهر
اور سفید چمکتی ہوئی ہلکی تلواریں برہنہ کر لی گئیں گویا شعلے ہیں کہ تلوار کھینچنے والا تیرا آنکھوں کے سامنے انہیں حرکت دے رہا ہے

بهن ابدنا جمعهم فتبددوا وكان يلاقى الحين من هو فاجر
انہیں تلواروں کے ذریعہ سے ہم نے ان کی جماعت برباد کر دی اور وہ پریشان ہو گئے اور جو نافرمان تھادہ موت سے مل رہا تھا

فكب ابو جهل صريعا لوجهه وعتبة قد غادرته وهو عاثر
آخر ابو جہل نے منہ کے بل پٹخنی کھائی اور عتبہ کو انہوں نے ایسی حالت میں چھوڑا کہ وہ ٹھوکر کھا چکا تھا

والشبهة والتمنى غادرن في الوعي ومامنهم الا بذى العرش كافر
اور شبہ کو اور یتیمی کو انہوں نے چیخ پکار میں چھوڑ دیا اور یہ دونوں کے دونوں عرش والے کے منکر تھے

فامسوا وقود النار في مستقرها وكل كفور في جهنم صائر

غرض آگ کی قرار گاہ میں وہ آگ کا ایندھن بن گئے اور ہر منکر جہنم ہی میں منتقل ہونے والا ہے۔

تلظى عليهم وهى قد شب حميها بزبر الحديد والحجارة ساجر
اس حالت میں اس کی گرمی شباب پر ہے اور وہ ان پر شعلہ زنی کر رہی ہے جو اوہے اور
پتھروں کی تختیوں سے بھری ہوئی ہے یا سلگنے والی ہے

وكان رسول الله قد قال اقبلوا فولوا وقالوا انما انت ساحر
اور رسول اللہ ﷺ ان سے فرما چکے تھے کہ میری جانب آگے بڑھو تو انہوں نے منہ
پھیر لیا اور کہا کہ تو تو صرف ایک ساحر ہے

لا امر اراد الله ان يهلكوا به وليس لامر حمه الله زاجر
ان کی مذکورہ حالت اس سبب سے تھی کہ اللہ نے چاہا تھا کہ وہ اسی میں ہلاک ہوں اور جس
بات کا فیصلہ اللہ نے فرمادیا اسے روکنے والا بھی کوئی نہیں ہے (سیرت النبی لابن ہشام ج ۱
ص ۸۴۲)

☆..... حضرت عمر فاروقؓ کی بہن حضرت فاطمہؓ

حضرت عمر فاروقؓ کی بہن کا نام فاطمہؓ تھا اور آپ کے بہنوئی حضرت سعید بن زیدؓ عشرہ
مبشرہ میں سے ہیں ان دونوں نے حضرت عمر فاروقؓ سے بہت پہلے اسلام قبول کیا تھا ان
کے پاس قرآن کے لکھے ہوئے اجزاء موجود تھے جن کی وہ تلاوت کرتے تھے اور حضرت
خباب بن الارت انہیں قرآن سکھاتے تھے حضرت عمر کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے
میرے بہنوئی کے یہاں دو مسلمانوں کے کھانے کا انتظام کیا تھا ایک خباب بن ارت اور

ایک دوسرا شخص تھا جناب خباب میرے بہنوئی کے گھر آتے جاتے تھے ان کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۳۰۱)

یہ آپ کی بہن اور بہنوئی تھے جو حضرت عمر فاروق کے تشدد کے باوجود اسلام پر پختہ قدمی سے ڈٹے رہے اور آخر کار حضرت عمرؓ کے دل میں اسلام کی عظمت پیدا کرنے کا بھی سبب بنے علامہ محمد مخدوم ہاشمی سندھی (۱۱۷۴ھ) اپنی کتاب ﴿بذل القوة فی حوادل سنی النبوة﴾ میں لکھتے ہیں

اسی سال حضرت فاطمہ بنت خطاب حضرت عمر کی ہمیشہ اسلام لائیں حضرت خدیجہ اور ان کی صاحبزادیوں کے بعد یہ پہلی خاتون ہیں جنہیں اسلام کا شرف حاصل ہوا گویا بالغ عورتوں میں یہ دوسری خاتون ہیں جو اسلامی برادری میں شامل ہوئیں (بذل القوة ص ۱۸ اردو ترجمہ)

☆..... حضرت عمرؓ کے چچا زاد بھائی حضرت زید کا ذکر خیر

حضرت عمرؓ کے چچا زاد بھائی جناب زیدؓ زمانہ جاہلیت میں ان چند لوگوں میں سے تھے جو حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے ہی بت پرستی سے نہ صرف یہ کہ دور تھے بلکہ کھل کر شرک کی مذمت کرتے تھے انہوں نے بتوں کے نام کا ذبیحہ کھانا بھی ترک کر دیا تھا اور وہ جاہلیت کی رسوم پر بھی سخت تنقید کرتے تھے وہ کہا کرتے تھے کہ کیا اللہ آسمان سے بارش اس لئے اتارتا ہے اور زمین سے سبزہ اس لئے اگاتا ہے اور جانور اس لئے پیدا کرتا ہے کہ تم انہیں ان چراگا ہوں میں چراؤ اور غیر اللہ کے نام پر انہیں ذبح کرو بخدا مجھے اپنے سوا اور کوئی نظر نہیں آتا جو ابراہیم کے دین پر ہو

ان کے اس طرز عمل کی وجہ سے سب لوگ ان کے دشمن بن گئے تھے حضرت عمرؓ کے والد خطاب بھی اپنے اس بھتیجے زیدؓ کے خلاف تھے اور ان کو تنگ کرنے میں سب سے زیادہ پیش پیش رہے یہاں تک کہ جناب زیدؓ مجبور ہو کر مکہ مکرمہ سے نکل کر حراء چلے گئے اور کبھی کبھی چھپ چھپا کر بیت اللہ کی زیارت کو آجایا کرتے تھے آپ کے یہ اشعار بتاتے ہیں کہ آپ کس طرح بت پرستی سے نفرت کرتے تھے اور ایک خدا کی توحید کا دم بھرتے رہے

فلا العزیٰ اذین ولا ابنتیہا ولا ضمیر بنی طسم اذیر

أربا واحدا ام الف رب اذین اذا تقسمت الامور

ترکت اللات والعزیٰ جمیعاً كذلك يفعل الرجل البصیر

میں نے عزیٰ پر ایمان رکھتا ہوں اور نہ ہی اس کی بیٹیوں پر اور نہ ہی بنی طسم کے بتوں کو مانتا ہوں جب خدائی کے کام تقسیم ہو گئے تو میں ایک پروردگار پر ایمان لاؤں یا یا ہزاروں معبودوں کو مانوں سو میں نے لات و عزیٰ کو چھوڑ دیا ہے اور ہر سمجھ دار آدمی ایسا ہی کرے گا عبد الملک بن ہشام (۲۱۳ھ) لکھتے ہیں کہ

حضرت عمرؓ کے والد خطاب نے زیدؓ کو بہت تکلیف دی یہاں تک کہ مکہ کی سطح مرتفع کی جانب شہر بدر کر دیا وہ مکہ کے مقابل حراء میں اتر پڑے خطاب نے ان کے پیچھے قریش کے لڑکوں اور جاہلوں کو لگا دیا اور اس سے کہہ دیا کہ زیدؓ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دو پس وہ مکہ میں چوری چھپے کبھی داخل ہو جاتے جب نوجوانوں اور جاہلوں میں سے کسی کو اس کا پتہ چل جاتا تو وہ خطاب کو اس کی خبر پہنچا دیتے اور پھر سب مل کر زیدؓ کو مکہ سے نکال باہر کرتے اور انہیں ایذا نہیں دیتے کہ کہیں وہ ان کا دین نہ بگاڑ دیں اور ان میں سے کوئی علیحدہ ہو کر زیدؓ کا پیرو

نہ ہو جائے زید نے کعبہ کی عظمت و حرمت بیان کرتے ہوئے اپنی قوم کے ان لوگوں کے خلاف جنہوں نے کعبہ کی حرمت کا کوئی خیال نہ کیا کما تھا ﴿ لا ہم انی محرم لاحلہ وان بیتی اوسط المحلہ عند الصفا لیس بذی مضلہ ﴾ یا اللہ میں حرم کو حرم سمجھنے والا ہوں اس کی حرمت توڑنے والا نہیں میرا گھر محلے کے درمیان صفا کے پاس قریب ہے کسی گمراہ کن مقام میں نہیں (سیرت النبی ج ۱ ص ۵۲۶ لابن ہشام)

حضرت عمر بھی اپنے باپ خطاب کی حمایت میں کھڑے تھے اور کہتے تھے کہ خطاب نے جو کیا ٹھیک ہی کیا ہے اب دیکھو وہ اپنے معبود کی تلاش میں یہود و نصاریٰ کے پاس مارا مارا پھرتا ہے مگر کہیں سے بھی اس کو کچھ نہیں ملا اسے زعم تھا کہ وہ اپنے جدا مجد ابراہیم کے دین پر ہے اور اگر خطاب اسے کبھی میرے حوالہ کرتا تو میں اس کی ٹھیک ٹھاک خبر لیتا اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر اپنے آبائی مذہب پر کس سختی کے ساتھ قائم تھے اور جو شخص بھی اس مذہب سے بغاوت کرتا حضرت عمر اور دوسرے لوگ اس کے ساتھ کس طرح پیش آتے تھے

☆..... حضرت عمر فاروقؓ کی ولادت باسعادت

حضرت عمر فاروق ہجرت نبوی سے تقریباً چالیس سال قبل پیدا ہوئے جب حضور ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو اس وقت آپ کی عمر تقریباً ۲۶-۲۷ سال کے قریب تھی عمرو بن عاص کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کی پیدائش پر ان کے گھر سے خوشی اور مسرت کا شور اٹھا تھا اور لوگوں کے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ خطاب کے گھر بیٹا ہوا ہے (تاریخ

د مشق لابن عساكر ص) آپ كا نام عمر عدى بن حاتم نے ركها تھا (مروج الذهب ج ۲ ص ۲۴۱)

☆..... حضرت عمر فاروق قبل از دور اسلام

حضرت عمر فاروق كا چھن مكہ مكرمہ كى داديوں اور گليوں ميں عام بچوں كى طرح گزرا البتہ عالم شباب ميں آپ بھى دوسرے نوجوانوں كى طرح ان كاموں اور مشغلوں ميں مصروف ہو گئے جو ان دنوں عرب ميں رائج اور معروف تھے آپ ان لوگوں ميں سے ايك تھے جنہيں اس وقت بھى لكھنا پڑھنا آتا تھا كيونكہ آپ نے اس كى تعليم حاصل كى تھى آپ علم الانساب كے بھى ماہر تھے اور انہوں نے يہ فن اپنے والد سے سيكھا تھا اور آپ جب اس باب ميں گفتگو فرماتے تو والد كا حوالہ ديا كرتے تھے نيز آپ كو گھڑ سواري اور پہلوانى ميں بھى كمال حاصل تھا اور خطابت كے ميدان ميں بھى آپ نے جو ہر دکھائے كسى مجمع ميں آپ كى تقرير ہوتى تو سب كے سب آپ كى طرف متوجہ ہو جاتے تھے آپ اپنے بھائى ضرار بن خطاب كى طرح شعر و شاعرى كا بھى ذوق ركھتے تھے تاہم اسلام لانے كے بعد آپ نے اپنے آپ كو صرف خدمت اسلام كے لئے وقف كر ليا تھا۔

حضرت عمر فاروق نے تعليم اور دوسرے علم و ہنر سيكھنے كے بعد تجارت كى طرف توجہ دى رب ميں عام لوگوں كا ذريعہ معاش زيادہ يہى تھا اور آپ بھى سامان تجارت لے كر دور دراز كے علاقوں اور ملكوں ميں جاتے رہے آپ ان سفروں كے دوران بہت سى معلومات بھى صل كرتے رہے اور بڑے تجربات سے گزرتے رہے مؤرخ مسعودى (۳۴۶ھ) نے ورج الذهب ميں لكھا ہے كہ حضرت عمر نے زمانہ جاہليت ميں شام و عراق كے كئى بار سفر

کئے تھے اور ان اسفار میں انہیں وہاں کے امراء اور حاکموں سے ملنے اور گفتگو کرنے کا موقع ملتا رہا (دیکھئے ج ۲ ص ۲۶۶)

حضرت عمر فاروقؓ کے والد نے انہیں عرب کے عام رواج کی طرح اونٹوں کو چرانے کی خدمت بھی سپرد کر رکھی تھی جناب خطاب اس معاملہ میں ان پر گہری نظر رکھے ہوئے تھے آپ کا سارا دن اس شغل میں گزرتا تھا مکہ مکرمہ کے قریب آپ کسی علاقے میں اونٹوں کو چرانے کے لئے لے جاتے اور دن بھر وہیں رہتے اور شام گئے واپس آتے حضرت عمر فاروق اپنے دور خلافت میں ایک مرتبہ اس علاقے سے گزرے تو آپ کو ماضی کا وہ دور یاد آگیا اور اس میدان پر نگاہ عبرت ڈالتے ہوئے فرمایا کہ ایک وہ دور تھا کہ عمر ایک معمولی کپڑا پہنے یہاں اونٹ چراتا تھا اور جب تھک کر بیٹھ جاتا تو اس کا والد اسے مارتا تھا اور آج خدا نے یہ دن بھی دکھایا ہے کہ اللہ کے سوا عمر پر اور کوئی دوسرا حاکم نہیں ہے (طبقات ابن سعد ۳ ص ۲۰۲)

حضرت عمر فاروق کو اپنے جد اعلیٰ کی طرح معاملہ فہمی اور انتظامی مسائل پر بڑی دسترس حاصل تھی اور بار بار کے تجربات سے آپ میں ایک پختگی آگئی تھی قریش کے ہاں آپ کا یہ وصف مسلم تھا اسی لئے قریش نے انہیں سفارت کا منصب بھی دیا تھا اور جب کبھی قبائل میں کوئی مسئلہ پیدا ہوتا تو آپ بطور سفیر کے وہاں جاتے اور ان معاملہ حل کرتے تھے (فتوح البلدان للبلاذری ص ۷۷)

حافظ ابن عبد البر مالکی (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں

قال الزبير وكان عمر بن الخطاب رضى الله عنه من اشراف قریش
والیه كانت السفارة فی الجاهلیة (الاستیعاب ج ۲ ص ۴۵۹)

حضرت زبیرؓ ہاشمی ہیں اور حضرت عمرؓ کو نہ صرف ابن الخطاب کہہ کر بلکہ آپ کو اشرف قریش میں سے ذکر کر رہے ہیں

حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ (۹۱۱ھ) لکھتے ہیں

حضرت عمر قریش کے شرفاء میں سے تھے عہد جاہلیت سے آپ کے خاندانی افراد کو سفیر بنا کر روانہ کیا جاتا تھا قریش اپنے حسب و نسب اور فخر و غلبہ کے اظہار کے مواقع پر آپ ہی کے خاندانی بزرگوں کو روانہ کیا کرتے تھے (تاریخ الخلفاء ص ۱۱۲)

وكان رضى الله عنه من رؤساء قریش و اشرافهم واليه كانت السفارة فى الجاهلية (ریاض ص ۲۷۵)

حضرت عمر بڑے بہادر اور نڈر تھے اور ان کے مزاج میں شروع سے جوش و غضب اور حدت و سختی کا عنصر غالب تھا آپ میں قومی حمیت و غیرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور جب کبھی قومی غیرت کا مسئلہ پیدا ہوتا تو آپ سے نہ رہا جاتا آپ اس سے لڑنے اور مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے تھے جنگ احد میں بھی آپ سے رئیس کفار کی للکار نہ سنی جاسکی اور آپ اس کے سامنے آگئے ابن ہشام لکھتے ہیں

حضرت عمر ایسے آدمی تھے کہ کسی کی کچھ نہ مانتے تھے اور ان کی پیٹھ پیچھے بھی کوئی ان کا قصد نہ کر سکتا تھا (سیرت النبی لابن ہشام ج ۱ ص ۳۷۶)

☆..... حضرت عمر فاروقؓ کا حلیہ مبارک

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ آپ کا رنگ سرخ و سفید تھا اور آپ کے بدن میں سرخی

نمایاں تھی آپ دراز قد تھے اور لوگوں میں ہوں تو ایسے معلوم ہوتا تھا کہ آپ سوار ہیں
طوالا مشرفا علی الناس کانه دابة (مستدرک ج ۳ ص ۸۷)

ہمیشہ خود پہننے کی وجہ سے آپ کے سر کے کچھ بال گر گئے تھے اور بڑھاپے کے آثار نمایاں
تھے آپ کے گالوں پر سرخی نمایاں تھی (تاریخ الخلفاء ص ۱۳۳) آپ کے جوڑے مضبوط اور
چوڑے چوڑے تھے آنکھوں کی سفیدی بہت سفید اور سیاہی بہت سیاہ تھی جس پر سرخی
غالب تھی دانت سفید اور خوبصورت تھے آپ داڑھی کو زرد رنگ کرتے تھے اور مہندی کے
ساتھ سر پر کنگھی کرتے تھے (البدایہ ج ۷ ص ۱۳۸)

☆..... حضرت عمر فاروقؓ کی دور جاہلیت میں اسلام دشمنی

حضور ﷺ جب اللہ کا دین لے کر آئے اور توحید کی صدا فاران کی چوٹیوں سے ابھری تو
آپ اس وقت ۲۷ سال کے تھے آپ کے گھرانے میں جناب زید کی وجہ سے توحید کی آواز
نمانوس نہیں رہی تھی جناب زید کے بیٹے حضرت سعید اسلام لائے حضرت سعید کا نکاح
حضرت عمر کی بہن فاطمہ سے ہوا تھا اس تعلق سے فاطمہ بھی مسلمان ہو گئیں اسی خاندان
میں ایک اور شخص نعیم بن عبد اللہ نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا جب حضرت عمر کو پتہ چلا
اور ان کے اسلام کی خبر ان کے کانوں میں پہنچی تو وہ سخت برہم ہوئے یہاں تک کہ قبیلہ
میں جو لوگ مسلمان ہو گئے تھے آپ ان کے دشمن بن گئے (سیرۃ النبی ج ۱ ص ۲۲۷)
آپ کو ان دنوں حضور ﷺ سے سخت دشمنی تھی خود کہتے ہیں کہ مجھے ان دنوں سب سے
زیادہ دشمنی اگر کسی سے تھی تو وہ حضور ﷺ کی ذات تھی پھر اللہ تعالیٰ کا آپ پر خصوصی
فضل ہوا اور آپ کو اسلام کی دولت ملی

كنت من أشد الناس عداوة الى رسول الله ﷺ (دلائل النبوة ج ۲ ص ۲۱۳ حلیہ ج ۱ ص ۷۶) وكان عمر شديداً على رسول الله وعلى المؤمنين فقال النبي ﷺ اللهم ايد دينك باین الخطاب (مصنف لعبد الرزاق ج ۵ ص ۳۲۵) كان عمر شديداً عليه وعلى المسلمين ثم الطف الله تعالى به فاسلم (تهذيب الاسماء واللغات ج ۲ ص ۳ - كنز العمال ج ۱۱ ص ۷۴۷)

آپ سے یہ بات برداشت نہ ہوتی تھی کہ کوئی شخص ان کے آبائی مذہب اور ان کے بت اور معبودوں کے خلاف زبان کھولے جب اور جہاں انہیں معلوم ہوتا کہ کوئی مسلمان ہو گیا ہے وہ اس پر ٹوٹ پڑتے اور اسے مارتے مارتے خود تھک جاتے تھے ان کے اپنے خاندان کی ایک باندی حضرت بسینہ کے بارے میں جب معلوم ہوا کہ وہ دامن اسلام میں آچکی ہے تو حضرت عمرؓ نے ان پر تشدد کیا کہ یہ کسی طرح اس خوف سے اسلام سے باز آجائے آپ مارتے مارتے تھک جاتے تو دم لینے کے لئے رک جاتے اور پھر مارنے لگ جاتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ یہ نہ سمجھو کہ میں نے تجھ پر رحم کھا کر مارنا روک دیا ہے بلکہ میں اس وجہ سے رکا ہوں کہ میں تھک گیا ہوں آپ اس کے جواب میں فرماتیں اگر تم اسلام نہ لاؤ گے تو تم سے خدا کا انتقام لے گا۔ اسی طرح آپ کے گھرانے کی ایک اور کنیز حضرت زینرہؓ بھی آپ کے تشدد کا نشانہ بنتی تھی اور آپ سے اگر کسی دن بچ جاتی تو پھر ابو جہل کے ظلم کا شکار ہو جاتیں ابو جہل نے اس خاتون کو اس قدر مارا کہ اس کی آنکھیں جاتی رہیں (سیرت النبی ج ۱ ص ۲۳۴) مگر وہ اس ظلم اور تشدد کے باوجود اسے اسلام سے نہ ہٹا سکے اور نہ ہی کسی دوسرے کو صف اسلام سے نکال سکے : یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

عامر بن ربیعہ کے گھر والے کہتے ہیں کہ ہم سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی تیاری کر چکے تھے اور عامر ہماری بعض ضروریات کو فراہم کرنے لئے باہر گئے ہوئے تھے کہ اچانک عمر بن خطاب میرے پاس آکر کھڑے ہو گئے وہ حالت شرک ہی میں تھے ام عبد اللہ کہتی ہیں کہ عمر کی طرف سے ہم پر ایذائیں اور سختیاں کی جاتیں اور ہم مصیبتوں میں مبتلا ہوا کرتے تھے۔ عمر بن خطاب نے کہا اے ام عبد اللہ تو اب کوچ کر رہی ہے؟ میں نے کہا ہاں بیشک تم نے ہمیں بہت تکلیفیں دیں اور ہمیں نکلنے پر اب مجبور کر دیا ہے واللہ ہم اللہ کی زمین سے نکل جائیں گے تاکہ اللہ ہمیں ان آفتوں سے چالے (سیرت النبی لابن ہشام ج ۱ ص ۳۳۷) حضرت عمر نے کہا جاؤ خدا تمہارا حافظ ہو ام عبد اللہ کہتی ہیں کہ جب میں نے اپنے شوہر سے اس کا ذکر کیا اور کہا کہ میں نے عمر کو آج کچھ نرم پایا ہے اور مسلمانوں کے بارے میں شاید یہ کچھ نرم ہوئے ہیں تو انہوں نے کہا کہ خطاب کا گدھا تو مسلمان ہو سکتا ہے مگر عمر جیسا شخص کبھی اسلام نہیں لا سکتا۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ابتدائے اسلام میں جن لوگوں کے ہاتھوں مسلمانوں کو تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں ان میں سے ایک حضرت عمرؓ بھی تھے انہیں جس کے بارے میں پتہ چلتا کہ وہ اسلام لے آیا ہے تو وہ ان پر تشدد کرنے سے نہیں چوکتے تھے..... تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ آپ اپنے کام میں مشغول تھے اور ادھر حضور ﷺ حضرت عمر کے لئے اللہ کے حضور آواز دے چکے تھے۔

☆..... حضرت عمر فاروقؓ کے حق میں دعائے نبوی

آنحضرت ﷺ جب غار حرا سے خدا کی امانت لے کر آئے اور پھر کوہ صفا پر لوگوں کو بتایا کہ

میں خدا کا رسول ہوں مجھ پر ایمان لاؤ میری اتباع کرو تو اس وقت کچھ لوگوں نے آپ کی اس دعوت کو قبول فرمالیا اور آپ پر صدق دل سے ایمان لے آئے آپ دارالرقم میں اپنے ان چند ساتھیوں کے ساتھ خدا کی عبادت کرتے تھے اور خدا کی یاد سے انکا گھر اور انکا دل روشن اور منور رہتا تھا تاہم آنحضرت ﷺ کی خواہش تھی کہ خدا کی یاد کے یہ نقشے صرف اس گھر تک محدود نہ رہیں بلکہ خانہ کعبہ بھی توحید کے نغمے سے گونج اٹھے اور مکہ مکرمہ کے ہر طرف ایک خدا کی کبریائی کا اعلان ہو آپ اچھی طرح جانتے تھے کہ مکہ مکرمہ میں دو آدمی ایسے ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک اسلام قبول کر لے کہ آپ کی یہ خواہش عملی جامہ پہن لے گی یہ دو آدمی عمر بن خطاب اور ابو جہل بن ہشام تھے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس طرح دعا فرمائی

اللهم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب او بابی جہل بن ہشام

(مشکوٰۃ ص ۷۵۷ مستدرک ج ۳ ص ۸۹)

اے اللہ اسلام کو ابو جہل بن ہشام یا عمر بن خطاب سے عزت عطا فرما

حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ حضور ﷺ علیہ وسلم نے اس طرح بھی دعا کی

اللهم اید الاسلام باحب الرجلین (طبقات ج ۳ ص ۲۰۲ در السحابہ ص ۱۵۶)

اے اللہ آپ کو ان دونوں میں سے جو پسند ہو اس سے اسلام کی مدد فرما

تاہم آپ کی زیادہ نظر حضرت عمر فاروق پر تھی وکان أحبهما الیہ عمر بن الخطاب

جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۹۔ الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۹ ص ۱۷۱

لکن عسا کہ کہتے ہیں کہ بعد ازاں آپ کو بذریعہ وحی مطلع کر دیا گیا کہ ابو جہل اسلام نہ لائے گا

تو اس وقت آپ نے حضرت عمر فاروق کی ہدایت کیلئے خصوصی دعا کی (سیرۃ المصطفیٰ ج ۱)

ع ۲۵۸) حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں آنحضرت ﷺ نے دعا فرمائی

اللهم أعز الاسلام بعمر بن الخطاب خاصة (متدرک ح ۳ ص ۸۹)

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اللہ سے پھر حضرت عمرؓ کا خطاب کو مانگ لیا تھا اللهم أعز الاسلام بعمر (متدرک)

حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ دعا فرمائی

اللهم أيد الدين بعمر بن الخطاب (متدرک ح ۳ ص ۸۹)

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضور ﷺ کی دعا اس طرح نقل فرمائی ہے

اللهم اشدد الاسلام بعمر بن الخطاب (کنز العمال ج ۱۲ ص ۵۴۵ در السحابة ص ۱۶۳)

آنحضرت ﷺ کی یہ دعا اور تمنا حضرت عمر بن خطابؓ کے لئے قبول ہو گئی اور اللہ نے آپ کے ذریعہ سے اسلام کی عزت اور قوت کا فیصلہ فرمایا اور دین کی تائید و حمایت آپ کے ہاتھوں مقدر کی پھر آپ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور اسلام قبول کیا آپ کے قبول اسلام پر اسلام کو عزت و شوکت ملی اور کفر کی طاقت نڈھال ہو گئی موحدین کا یو لا بالا ہوا اور بت پرستوں کا منہ کالا ہوا آپ چالیسویں مسلمان تھے جس طرح کہ قرآن کی چالیسویں سورت المؤمن ہے اور اس وقت آپ ۳۳ سال کے تھے

فجعل الله دعوة رسول الله لعمر رضى الله فبنى عليه ملك الاسلام

وهدم به الاوثان (متدرک ص ۸۹)

علامہ محمد مخدوم ہاشمی (۱۱۷۴ھ) لکھتے ہیں

آپ ﷺ نے بدھ کے روز دعا فرمائی اور جمعرات کو حضرت عمرؓ نے اسلام کی حلقہ مجوشی اختیار کر لی (بذل القوة ص ۳۲)

تمام الامت حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے مراد تھے

مذہب غیب اور اخوای نخواستہ باسلام آورد گر نیاید توشی موی کشانش آورد
مراد بود نہ مرید مخلص بود نہ مخلص شتان بین المرتبین دریں راہ نیاید تا آنکہ از
درد یوارندایش نکردند و بر خوان نعمت نرسید تا آنکہ مکرر بہر زبانش نخواند و کثرت
اسباب مقتضیئہ اسلام او از یں جہت بودہ است (ازالۃ الخفاء ج ۳ ص ۱۵۴)
مذہب غیب ان کو کھینچ کر اسلام کی طرف لائی بقول بعضے اگر خوشی سے نہ آئے
مذہب غیب اس کے بال کھینچتے ہوئے اسے ادھر لائے گی آپ مراد رسول تھے
نہ کہ مرید۔ آپ مخلص (لام کے زبر کے ساتھ) تھے نہ کہ مخلص۔ دونوں
مرتبوں میں بڑا فرق ہے آپ اس راہ پر نہ آئے جب تک ان کو درد یوار سے نہ
پکارا گیا اور خوان نعمت پر نہ پہنچے جب تک بار بار ہر زبان سے ان کو نہ بلایا گیا
ایسے اسباب کی ان کے لئے کثرت واقع ہوئی جو ان کو اسلام کی جانب لانے
والے تھے

دار امیر الدین علی بن بلبان (۷۳۹ھ) لکھتے ہیں

ادع المسلمین باسلام عمر کان ذلک بدعاء المصطفیٰ ﷺ (الاحسان ج ۹ ص ۱۷)

دنیا کے معروف عالم علامہ موسیٰ جار اللہ مرحوم لکھتے ہیں

غفور علیہ السلام کی آنکھوں نے عمر کے اسلام لانے سے پہلے دین اور حکومت کی
نصرت کی صلاحیتوں کو بھانپ لیا تھا اور بارگاہ الہی میں دعا فرمائی کہ اپنے نبی اور
اپنے دین کی نصرت کے لئے اپنے محبوب ترین بندے کا انتخاب فرما وہ محبوب

ترین ہمدہ عمر نکلا اس اعزاز اور فضل میں ایک صحابی بھی ان کا سہیم نہیں اور انہوں نے جس بات کی قسم کھائی اللہ نے اسے پوری کر دی (الوشیعہ ص ۱۳۱)

☆..... حضرت عمرؓ کے حق میں کی گئی دعا شیعہ کتب میں

شیعہ علماء کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے بارے میں حضور ﷺ کی جس دعا کا ذکر ہے وہ اہل سنت کی اختراع ہے یہ خانہ زاد حدیث ہے آپ نے کبھی ایسی کوئی دعا نہیں کی تھی کیونکہ جناب عمرؓ کوئی ایسی شخصیت ہی نہ تھے کہ ان کا اس طرح کہیں ذکر آئے ایک شیعہ مجتہد کا درج ذیل بیان دیکھئے

فاروق عزتے در عرب نہ داشتہ پس ایس احادیث را علمائے سنیاں از پیش خود بر تافتہ اند حاشا کہ جناب پیغمبر ایس دعا کہ مخالف عقل و نقل ست بر زبان مبارک آوردہ نہ باشد (ماخوذ از آیات بینات)

☆..... الجواب

آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر فاروق کے لئے جو دعا فرمائی یہ صرف اہل سنت کی کتابوں میں نہیں اس کا ذکر شیعہ کتابوں میں بھی موجود ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ یہ دعا حضرت امام محمد باقر نے سیدنا علی مرتضیٰ سے روایت کی ہے ملا باقر مجلسی حار الانوار کی کتاب السماء والعالم میں لکھتا ہے

عن الباقر عليه السلام ان رسول الله ﷺ قال اللهم اعز الاسلام بعمر

بن الخطاب او بابی جہل بن ہشام (دیکھئے حار الانوار ج ص)

معروف شیعہ عالم ملا مقبول احمد دہلوی لکھتا ہے

تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے یہ دعا مانگی تھی اللھم أعز الاسلام بعمر بن الخطاب أو بابی جھل بن هشام (ترجمہ مقبول ص ۵۹۶)

افسوس کہ شیعہ عالم ملا مقبول یہاں بھی اپنے خبث باطن کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکا اس نے حضرت عمر فاروقؓ کے بغض میں کس طرح قرآن کی تحریف کی ہے اسے دیکھنے وہ لکھتا ہے کہ حضور ﷺ کی اس دعا کے جواب میں یہ آیت نازل فرمائی

وما كنت متخذ المضلین عضدا اور میں گمراہ کرنے والوں کو قوت بازو نہیں بناتا جناب رسول خدا کی یہ دعا مخالفین (یعنی اہل سنت والجماعت) کے لئے سرمایہ ناز ہے کہ گویا رسول خدا اپنے اس سرے کی شوکت کو اسلام کی عزت سمجھتے تھے کیونکہ علیؓ تو طفولیت ہی سے داخل اسلام تھے پس ان کی شوکت تو گویا کوئی چیز ہی نہ تھی اور اس سرے کی شرکت ایسی بڑی چیز تھی کہ جناب رسول خدا نے خود خدا سے دعا کی مگر جواب میں جو آیت نازل ہوئی اسے پڑھ کر کسی مؤمن کے دل میں تو آن واحد کے لئے بھی شبہ باقی نہ رہے گا کہ خدا تعالیٰ نے تو اس سرے کا نام گمراہ کرنے والی فہرست میں داخل فرمادیا اور جناب رسول نے اپنی دعا میں اسے ہم مرتبہ ابو جہل فرمایا (ایضاً)

ہم اس وقت شیعوں کے خبث باطن اور ان کی بد زبانی پر بحث نہیں کر رہے ہیں بتانا صرف یہ ہے کہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حضور ﷺ کی یہ دعا صرف اہل سنت کے ہاں پائی جاتی ہے ان کا کہنا صحیح نہیں خود شیعہ علماء تسلیم کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ دعا فرمائی تھی اور خود ملا مقبول کو بھی یہ مانے بغیر چارہ نہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت عمر کو اللہ سے مانگا تھا

جن کو محبوب خدا نے غلبہ دین اور سطوت اسلام کے لئے دربار ربوبیت سے
طلب کیا (ترجمہ مقبول ص ۵۹۶)

جہاں تک جواب میں قرآن کی اس آیت کے نازل ہونے کا تعلق ہے آپ خود ہی غور کریں
کہ جو اللہ حضور ﷺ کی دعا کے جواب میں یہ کہہ رہا ہے کہ آپ جس کے لئے دعا مانگ
رہے ہیں وہ تو گمراہوں میں سے ہے حیرت کی بات ہے کہ پھر بھی اس نے حضور ﷺ کی
دعا قبول کی اور اسے حضور ﷺ کا ساتھی بنایا اپنے دین کو اسی کے ذریعہ شوکت و عزت و
مخالفوں کا مکہ میں زور توڑا اور خانہ کعبہ میں علی الاعلان اس کی توحید کے نغمے گونجے۔
کوئی عقل مند شخص شیعہ مجتہد کے اس بیان کو ایک لمحہ کے لئے بھی قبول کر سکتا ہے؟ کچھ
نہیں آتا کہ یہ لوگ حضرت عمر کے بغض و عناد میں اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کی لہانت سے
بھی باز نہیں آتے۔ سو جو لوگ حضور ﷺ کی اس دعا کا انکار کرتے ہیں ان کا انکار کرا
درست نہیں ہے سابق شیعہ عالم علامہ سید محمد مہدی علی خان اس سلسلے میں لکھتے ہیں
یہ انکار صرف دھوکہ دینا اور عوام کو اپنے مذہب کی برائی سے واقف ہونے
سے بچانا ہے ورنہ بہت سے محدثین اور علمائے شیعہ نے اس کی صحت پر اقرار
کیا ہے چنانچہ فضل بن شاذان اور شیخ طبرسی اور شیخ طوسی اور علم الہدیٰ اور شیخ
مفید کے اقرار سے اس کی صحت ثابت ہوتی ہے چنانچہ ہم ان سے قطع نظر
کر کے ملا مجلسی کی تصدیق کو سند امیان کرتے ہیں ملا باقر مجلسی نے حار الانوار کی
چودھویں جلد میں اس کو روایت کیا ہے (یہ حدیث ہم اوپر نقل کر آئے ہیں)
اب ہم ان مجتہدوں کی نسبت جنہوں نے اس دعا کا انکار کیا ہے اور عوام کو
دھوکہ دیا کیا کہیں بجز اسکے کہ ان کے پیروؤں کے سامنے ان کے انکار اور ملا

باقی مجلسی کے اقرار کو سامنے رکھ دیں اور کہیں کہ اب خود ہی انصاف کرو اور اس کے ہر ہر لفظ کو دیکھو..... (آیات و روایات ج ۱ ص ۱۲۱)

حضرت عمر فاروقؓ کے قبول اسلام کا واقعہ

قریش کے بڑے لوگوں میں سے ابو جہل ابولہب عتبہ اور جو انہوں میں حضرت عمرؓ اسلام اور حضور ﷺ کی دشمنی میں زیادہ تر سرگرم رہے اور ان کی کوشش رہی کہ عرب کے لوگ اس نئے دین میں داخل ہونے سے بچیں وہ اپنی قوت اور سیاست کے بل بوتے پر لوگوں کو اسلام سے روکتے رہے حضور ﷺ نے بھی بطور خاص ان دونوں کا نام لے کر دعا فرمائی اور ان میں بھی آپ کی نگاہ مبارک زیادہ تر حضرت عمرؓ پر رہی اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو حضرت عمرؓ کے حق میں شرف قبولیت بخشا اور پھر انہیں حضور ﷺ کے قدموں میں بکرتھا دیا سیرت نگاروں کے بیان کے مطابق جب حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے والوں کو کسی طرح بھی اسلام سے دور نہ کر پائے بلکہ دیکھتے دیکھتے چالیس سے زیادہ مرد و زن حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے تو پوری قوم میں اضطراب پھیل گیا اور انہیں فکر پیدا ہوئی کہ اگر اس دین کا راستہ نہ روکا گیا تو یہ دین پورے جزیرہ کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا اور ہر دہسہ قریش اسلام کی مخالفت میں پیش پیش تھے اور مسلمانوں پر ظلم و ستم اپنی انتہا کو چھو رہا تھا اور ابو جہل نے اعلان کر دیا کہ جو شخص محمد (ﷺ) کو راستے سے ہٹا دے گا اسے بڑے انعام سے نوازا جائے گا

من قتل محمداً فله على مائة ناقة حمراء وسوداء و ألف أوقية من فضة
(کنز العمال ج ۱۲ ص ۵۵۲)

جناب مولانا معین الدین الکاشفی الرمدی (۹۰۷ھ) لکھتے ہیں

ابو جہل نے کہا اے معشر قریش محمد ﷺ تمہارے دین میں طعن کرتا ہے
 تمہارے معبودوں کو برا کہتا ہے تمہارے آباء و اجداد کا ٹھکانا دوزخ قرار دیتا ہے
 اور یہ سب کچھ تمہارے معبودوں اور آباء و اجداد کے ساتھ کرتا ہے یہ بات
 غیرت و مردمی سے بعید ہے کہ ہم اپنے کان بہرے کر لیں اور ہر بار اسے
 چھوڑ دیں تم میں سے جو شخص بھی اسے قتل کرے گا سرخ رنگ کے سواونٹ
 اور ایک ہزار اوقیہ چاندی اسے دوں گا قریش میں سے عمر اٹھے اور کہا جو کچھ تم
 کہہ رہے ہو کیا اسے پورا کرو گے یا یونہی ہوائی بات ہے ابو جہل نے کہا یقیناً
 وصول ہوگی اور یہ بھی نقد ہوگا ادھار نہیں ہوگا چنانچہ عمر نے ابو جہل کا ہاتھ
 پکڑا اور کعبہ میں آئے اور ہبل مت کو اس بات پر گواہ بنایا (معارج النبوت
 ج ۲ ص ۲۹۲)

ادھر حضرت عمرؓ نے بھی چاہا کہ دعائی اسلام کو ہی راستہ سے ہٹا دیا جائے تاکہ اسلام پیش
 قدمی نہ کر سکے (معاذ اللہ) اور اگر میں اپنے اس منصوبہ میں کامیاب ہو جاؤں تو رؤسائے
 قریش میں سے بھی مخالفت میں کوئی بڑی آواز نہ اٹھے گی چنانچہ اپنے انہوں نے اس منصوبہ
 کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تلواریں اٹھائی اور حضور ﷺ کی طرف روانہ ہوئے کہ آپ
 جہاں بھی ملیں آپ کو راستہ سے ہٹا دیا جائے۔ حضرت عمر فاروق اس سے پہلے کچھ عجیب
 و غریب واقعات کے ذریعہ کلمہ توحید کی غیبی آوازیں سن چکے تھے

حضرت عمر کہتے ہیں کہ میں ایک دن کہیں جا رہا تھا کہ راستہ میں ایک مجھڑا نظر پڑا جسے لوگ
 ذبح کرنے کا ارادہ کر رہے تھے میں بھی دیکھنے کے لئے کھڑا ہو گیا یکایک کیا دیکھتا ہوں کہ

کوئی پکارنے والا پتھر کے پیٹ میں سے پکار کر یہ کہہ رہا ہے

یا آل ذریح امر نجیح رجل یصبح بلسان فصیح یدعوا الی شہادۃ ان
لا الہ الا اللہ

اے آل ذریح ایک نجات دینے والی بات سنو ایک مرد خوش بیان کہہ رہا ہے
اور لا الہ الا اللہ کی طرف بلارہا ہے

حضرت عمر فرماتے ہیں کہ یہ آواز سنتے ہی معا میرے دل میں خیال آیا کہ مجھ کو ہی یہ آواز
دی جا رہی ہے اور میں ہی اس آواز کا مخاطب ہوں (سیرۃ المصطفیٰ ج ۱ ص ۲۵۹)

حضرت عمر کہتے ہیں کہ میں وہیں کھڑا رہا تاکہ دیکھوں آگے کیا ہوتا ہے چنانچہ پھر اس میں
سے یہی آواز آئی تو میں اٹھ گیا اس کے بعد کچھ وقت نہ گزرا تھا کہ لوگوں میں چرچا ہوا کہ یہ
اللہ کا نبی ہے (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۴۵)

عبدالملک ابن ہشام (۲۱۳ھ) کا بیان ہے کہ یہ واقعہ ظہور اسلام سے ایک ماہ یا کچھ دنوں
پہلے کا ہے (سیرۃ النبی لابن ہشام ج ۱ ص ۲۴۳)
علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی (۱۱۷۴ھ) لکھتے ہیں

حضرت عمر جب وہاں سے آگے بڑھے تو دیکھا کہ بکریوں کا ایک ریوڑ چر رہا ہے اور قریب
سے کسی نے ہاتف کے اشعار کی پرکیف آواز سنائی دے رہی ہے

یا ایہا الناس ذرو الاجسام تبادروا سبقا الی الاسلام

اے لوگوں مجسموں اور مورتیوں کو چھوڑ دو اور فوراً اسلام کی جانب آگے بڑھو

شامی نے اپنی سیرت میں اس سلسلے چھ اشعار بھی نقل کئے ہیں بہر حال حضرت عمر اس آواز
سے بھی حیران ہوئے اور اسلام کی طرف دل میں اور رغبت پیدا ہوئی

جب آپ وہاں سے اور آگے گئے تو شمار کے پاس سے ان کا گذر ہوا یہ ایک بہت تماجر کی پرستش ہوتی تھی حضرت عمرؓ نے بت سے پانچ شعر سنے جن میں اسلام کی ترغیب اور آنحضرت ﷺ کے قتل سے باز رہنے کی تاکید تھی شامی نے یہ پانچوں اشعار بھی نقل کئے ہیں حضرت عمرؓ یہ سن کر سراپا حیرت بن کر رہ گئے اور اسلام کی محبت اور دل میں بڑھی (بذل القوة ص ۳۱)

حضرت عمر فاروقؓ گو ان واقعات سے حیرت میں تھے مگر یہاں مسئلہ قریش اور ان کے بتوں کی عزت و غیرت کا تھا اور حضرت عمرؓ اسی عزت کو بچانے کے لئے حضور ﷺ کو معاذ اللہ راستہ سے ہٹانے کے لئے آپ کی طرف چل پڑے ملا معین واعظ کا شفی لکھتے ہیں عمرؓ نے لات وعزی کی قسم کھا کر کہا کہ میں اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک محمدؐ کا سر کاٹ کر نہ لاؤں ادھر اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات نے فرمایا کہ تجھے اس وقت تک بیٹھنے نہ دوں گا جب تک تمہارے سر کو صدیقین اور مقربین کے پاؤں میں نہ ڈال دوں گا اے عمرؓ تو نے محمد ﷺ کے قتل کے ارادہ سے تلوار اٹھائی ہے اسی تلوار کو تیرے شوق کا طوق بنادوں گا اور تیرے کام جاں کو عشق محمد ﷺ کی لذت سے آشنا کر دوں گا اور تیرے ہاتھوں ہزار سے زیادہ شہروں کو زیور اسلام سے آراستہ کر دوں گا اور بارہ ہزار فرلانگ کے قریب رومی علاقہ کو تیرے زیر فرمان کر دوں گا (معارج النبوت ج ۲ ص ۲۹۲)

راوی میں حضرت عمرؓ کی ملاقات نعیم بن عبد اللہ سے ہوئی انہوں نے حضرت عمرؓ کے جوش و جذبہ اور غیظ و غضب دیکھتے ہوئے پوچھا کہ آپ اس قدر غصہ میں کیوں ہیں کیا بات پیش آئی ہے؟ آپ نے کہا کہ میں محمد ﷺ کو راستہ سے ہٹانے کے لئے نکلا ہوں نعیم بن عبد اللہ

وہ مجھے بھی! کھاؤ اور سناؤ ان کی بہن نے کہا کہ بھائی آپ تو اپنے شرک کی نجاست میں بہتا ہیں اور اس کتاب کو تو پاک شخص کے سوا کوئی دوسرا اچھو نہیں سکتا

انک لست من أهلها انک لا تغتسل من الجنابة ولا تطهر وهذا لا یمسہ
الا المطہرون (ریاض ص ۲۷۷)

حضرت عمرؓ نے اٹھ کر غسل کیا پاک صاف ہوئے تب بہن نے قرآن کے وہ اجزاء آپ کے ہاتھوں میں دئے حضرت عمرؓ چونکہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے جب ان کی نظر اس پر پڑی تو وہاں قرآن کریم کی سورہ طہ کے ابتدائی الفاظ تھے ﴿انسی أنا الله لا اله الا أنا فاعبدنی﴾ ایک روایت میں ہے کہ سورہ حدید کی ابتدائی آیات تھیں

﴿سبح لله ما فی السموات وما فی الارض وهو العزيز الحکیم﴾
قرآن کی ان آیات نے ان کے دل پر گہرا اثر کیا اور کہا یہ کلام کس قدر اچھا اور کس قدر عظمت والا ہے ۔

شعل نور نے اس دل کو یکسر موم کر ڈالا ہوئی تسکین بہہ نکلا قدیمی کفر کا چھالا
حضرت خباب بن الارتؓ نے جب یہ بات سنی تو آپ بھی ان کے سامنے آگئے اور کہا اے عمرؓ اللہ کی قسم مجھے امید ہو چلی ہے کہ اللہ نے اپنے نبیؐ کی دعا قبول کر لی ہے کیونکہ کل ہی میں آپ ﷺ کو تمہارے اسلام کے لئے دعا کرتے سنا ہے
ابن حدید معتزلی شیعہ لکھتا ہے کہ حضرت خبابؓ حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور کہا اے عمرؓ خوشخبری ہو مجھے امید ہے کہ حضور ﷺ نے آج رات تیرے لئے دعا کی اور تو آپ کی دعا کی قبولیت بن کر نکلے گا آپ مسلسل دعا فرماتے رہے کہ اے اللہ عمر بن خطاب کے ذریعہ اسلام کو عزت نصیب فرما (شرح نہج البلاغۃ ج ۱ ص ۵۹)

چنانچہ حضرت عمرؓ نے حضرت خباب سے کہا کہ آپ مجھے حضور ﷺ کی خدمت میں لے چلیں تاکہ میں آپ کے حضور اسلام کے علاقہ میں داخل ہو جاؤں چنانچہ پھر آپ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ حضور ﷺ کی زبان مبارک سے خانہ کعبہ میں قرآن کی تلاوت سنی تو آپ اس سے بہت متاثر ہوئے اور اسلام کی عظمت اسی وقت ان کے دل میں جاگزیں ہو گئی تھی حضرت عمر فاروق کہتے ہیں کہ

میں اسلام سے بہت دور دور بھاگنے والا تھا اور جاہلیت کے زمانے میں شراب پیتا تھا اور اس کا شوق رکھتا تھا اس کے لئے باقاعدہ ایک مجلس لگتی تھی جس میں ہم سب شریک ہوتے تھے ایک رات جب میں اس مجلس میں گیا تو وہاں کوئی بھی نہ تھا تو میں نے سوچا کہ میں کسی دوسری جگہ جا کر شراب خرید لوں جب میں وہاں گیا تو وہ بھی کوئی موجود نہ تھا میرے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ بیست اللہ چلا جاؤں اور اس کے سات چکر لگاؤں (یعنی طواف کر لوں) جب میں حرم میں آیا کہ کعبہ کا طواف کروں تو میں نے حضور ﷺ کو نماز پڑھتے پایا آپ کا نماز پڑھنے کا مقام رکن اسود اور رکن یمانی کے درمیان تھا میرے لئے یہ اچھا موقع تھا کہ میں آج حضور ﷺ سے وہ بات سنوں جو آپ کہتے ہیں میں نے دل میں کہا اگر میں آپ کے قریب چلا گیا تو وہ خوف زدہ ہو جائیں گے اسلئے میں حجر (حطیم) کی جانب سے آیا اور کعبہ کے غلاف کے اندر ہو گیا اور آہستہ آہستہ قریب ہونے لگا حضور ﷺ نماز میں تلاوت فرما رہے تھے یہاں تک کہ میں آپ کے مقابل آگیا لیکن میرے اور آپ کے درمیان غلاف کعبہ کے سوا اور

کوئی چیز نہ تھی میں وہیں کھڑا قرآن سن رہا تھا اور میرے دل میں رقت پیدا ہو رہی تھی میں رو پڑا اسلام نے مجھ پر اثر کرنا شروع کر دیا میں نے اپنے دل میں کہا کہ واللہ یہ تو شاعر ہیں جیسا کہ قریش کہتے ہیں تو آپ نے یہ آیت پڑھی

انہ لقول رسول کریم وما هو بقول شاعر قليلا ما يؤمنون

(ترجمہ) یہ کہا ہے ایک پیغام لانے والے سردار کا اور نہیں ہے یہ کہا کسی شاعر کا تم تھوڑا یقین کرتے ہو

میں نے کہا کہ یہ ضرور کاہن معلوم ہوتا ہے کہ میرے دل کی بات جان گیا ہے ابھی اسی سوچ میں تھا کہ آپ نے یہ آیت پڑھی

ولا بقول كاھن قليلا ما تذكرون تنزيل من رب العالمين

(ترجمہ) اور نہ ہی یہ کاہنوں کا کہا ہے تم بہت کم دھیان دیتے ہو یہ تو اتارا ہوا ہے جہان کے رب کا

چنانچہ اسلام نے میرے دل میں پوری طرح جگہ بنالی (ریاض ص ۲۷۵) میں وہیں کھڑا رہا یہاں تک کہ آپ ﷺ نماز ادا فرما چکے اور لوٹ گئے چنانچہ آپ جس راستے سے ہوتے ہوئے گھر جاتے تھے میں اس راستے پر آپ کے پیچھے ہو لیا یہاں تک کہ آپ حضرت عباس اور ابن ازہر کے گھروں کے درمیان پہنچے تو آپ نے میری آہٹ سن لی اور مجھے پہچان لیا آپ نے خیال کیا کہ میں آپ کو صرف تکلیف دینے کی نیت سے یہاں پہنچا ہوں اور پیچھا کر رہا ہوں چنانچہ مجھے آپ نے ڈانٹا اور فرمایا کہ اے خطاب کے بیٹے تجھے اس وقت کوئی چیز یہاں لے آئی ہے ماجاء بك يا ابن الخطاب هذه الساعة میں

نے عرض کیا میں اللہ رسول پر ایمان لانے کے لئے آیا ہوں آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور میرے لئے ثابت قدمی کی دعا کی (ابن ہشام ج ۱ ص ۳۸۲)

حضرت عمر کے قبول اسلام کی سلسلے میں ان مختلف واقعات کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے ہوئے شاہ معین الدین ندوی مرحوم لکھتے ہیں

پہلی عام روایت بھی اگر صحیح مان لی جائے تو شاید واقعہ کی ترتیب یہ ہوگی کہ ندائے غیب پر حضرت عمر نے لبیک نہیں کہا اور اس کا کوئی تعلق حضور ﷺ کی بشارت سے وہ نہ پیدا کر سکے کہ اس میں ان کی رسالت اور نبوت کا کوئی ذکر نہ تھا تاہم چونکہ توحید کا ذکر تھا اس لئے ادھر میلان ہوا ہوگا لیکن چونکہ ان کو قرآن سننے کا موقعہ نہیں ملا اس لئے اس توحید کی دعوت کی حقیقت نہ معلوم ہو سکی اس کے بعد جب انہوں نے حضور ﷺ کو کعبہ میں سورہ حاقہ جس میں قیامت اور حشر نشر کا نہایت مؤثر بیان ہے نماز میں پڑھتے ہوئے سنی تو ان کے دل پر ایک خاص اثر ہوا جیسا کہ ان کے اس فقرے سے ظاہر ہوتا ہے وقع الاسلام فی قلبی کل موقع یعنی اسلام میرے دل میں پوری طرح بیٹھ گیا تاہم چونکہ وہ طبعا مستقل مزاج اور پختہ کار تھے اسلئے انہوں نے اسلام کا اعلان نہیں کیا بلکہ اس اثر کو وہ روکنے کی کوشش میں لگے رہے لیکن اسکے بعد جب ان کی بہن کا واقعہ پیش آیا اور قرآن کی آیات پر نظر پڑی جس میں توحید کی نہایت مؤثر دعوت ہے تو دل پر قابو نہ رہا اور بے اختیار کلمہ توحید پکار اٹھے اور در اقدس پر حاضری کی درخواست کی اور اگر وہ پہلی روایت تسلیم نہ کی جائے تو واقعہ کی سادہ صورت یہ ہو سکتی ہے کہ

اس ندائے غیب نے ان کے دل پر توحید کا خیال پیدا کیا لیکن چونکہ تین سال تک دعوت محدود اور مخفی رہی اس لئے ان کو اس کا پورا حال نہ معلوم ہو سکا اور مخالفت کی شدت کے باعث کبھی خود بارگاہ نبوی میں جانے اور قرآن سننے کا موقع نہ ملا پھر جب رفتہ رفتہ اسلام کی حقیقت کی مختلف آوازیں ان کی کان میں پڑیں تو ان کی شدت کم ہوتی گئی اور آخر کار وہ دن بھی آگیا کہ حضور ﷺ کی زبان سے ان کو سورت حاقہ سننے کا موقع ملا اور پھر بلیک کہتے ہوئے اسلام کی آستانہ پر حاضر ہو گئے (سیرت خلفائے راشدین ص ۱۰۰)

ہم اس وقت اس بحث میں نہیں الجھتے کہ حضرت عمر فاروق کے قبول اسلام میں کونسا واقعہ کس قدر مؤثر ہوا اور یہ سب کچھ کس طرح پیش آیا ہے ہم یہاں صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کسی لالچ یا خوف کی وجہ سے اسلام میں نہیں آئے حضور ﷺ کی دعا سے ان پر اسلام کی حقانیت و صداقت روز روشن کی طرح کھل گئی تو آپ نے اسلام قبول کرنے میں پھر کوئی تامل و تردد نہیں کیا آپ پورے اخلاص اور دل کی سچائی کے ساتھ دامن اسلام میں آ گئے اور حضور ﷺ کی غلامی کا شرف پایا

☆..... حضرت عمر فاروق آستانہ نبوت پر

حضرت عمر فاروق کے دل میں جب اسلام کی صداقت و حقیقت اور حضور ﷺ کی نبوت و عظمت پوری طرح بیٹھ گئی تو آپ نے در نبوت پر حاضری دینے میں ذرا بھی دیر نہ کی آپ نے کہا کہ مجھے بتاؤ آپ ﷺ کہاں تشریف فرما ہیں دلوئی علی مکان رسول اللہ (ریاض ص ۲۷۸) آنحضرت ﷺ ان دنوں حضرت ارقم کے مکان میں تشریف رکھتے تھے جہاں

کے ساتھ آپ کے کچھ جانثار بھی موجود ہوتے تھے ان میں آپ کے محبوب چچا پید
حضرت حمزہ بن عبدالمطلب بھی تھے حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ حمزہ مجھ سے صرف
۱۲ سال (کنز العمال ج ۱۲ ص ۵۵۷) حضرت عمرؓ تلوار لٹکانے وہیں
ہو کر دستک دی آپ کے جانثار اس نئی صورت حال سے پوری
خوش نہ تھے اور انہیں حضور ﷺ کی فکر ہوئی حضرت حمزہ نے فرمایا کہ گھبرانے کی
نیس اگر عمرؓ اچھے ارادہ سے آیا ہے تو بہتر ہے آنے دیا جائے اور اگر اس کا ارادہ
سیاق کی تلوار سے اس کا سر قلم کر دیں گے

بزرگ کھولا گیا اور حضرت عمرؓ اندر داخل ہوئے تو حضور اکرم رحمت عالم ﷺ خود
آئے اور حضرت عمرؓ فاروق کا دامن زور سے پکڑ لیا اور اللہ کے آگے ہاتھ پھیلائے

بسم هذا عمر بن الخطاب اللهم أعز الدين بعمر بن الخطاب (طبقات
ابن سعد ریاض ص ۲۷۶)

اے اللہ یہ عمر بن خطاب ہے (جو یہاں آگیا ہے) اے اللہ اس کے ذریعہ سے
دین کو عزت نصیب فرما
ﷺ نے فرمایا

اے عمرؓ گمراہی و فساد سے باز آ جاؤ تا کہ ولید بن مغیرہ کی رسوائیوں کی طرح اللہ
فدائے تم کو ذلیل و خوار نہ کرے (تاریخ الخلفاء ص ۱۱۳)

عمرؓ کو کیا پتہ تھا کہ حضور ﷺ نے انہیں کس طرح خدا سے طلب کیا ہے اور ان
کو اسلام کے لئے آپ نے کس خشوع سے رب کے آگے ہاتھ پھیلائے ہیں ادھر

قبولیت دعا کا وقت سامنے ہے ادھر نبوت کا دست مبارک عمر کا دامن پکڑے ہوئے ہے
نبوت کی نگاہیں حضرت عمرؓ کے چہرے پر مرکوز ہیں حضرت عمرؓ نے نہایت احترام کے لیے
میں عرض کیا..... ایمان لانے کے لئے آیا ہوں اور کہا اشهد ان لا اله الا الله واشهد
انك رسول الله میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں (ریاض ص ۲۷۸)

جناب ابو الاثر حفیظ جالندھری مرحوم لکھتے ہیں :-

عمر داخل ہوئے اندر تو اٹھے حضرت والا ہوا صویریز سر شاخ طویلی پر قد والا
کہا چادر کا دامن کھینچ کر کیوں اے عمر کیا ہے چلا تھا آج کس نیت سے کس نیت سے آیا ہے
عمر کے جسم پر اک کپکپی سی ہو گئی طاری وہیں سر جھک گیا آنکھوں سے آنسو ہو گئے جاری
ادب سے عرض کی حاضر ہوا ہوں سر جھکانے کو خدا پر اور رسول پاک پر ایمان لانے کو
سابق شیعہ عالم سید محمد مہدی علی خان نے اس واقعہ کا اس طرح نقشہ کھینچا ہے

ادھر حضرت عمر کا چلنا تھا ادھر خدا نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کو ہماری
طرف کھینچو اور جس کے سر لانے کو جاتا ہے اس کے قدموں میں اس کو گراؤ
ہماری قدرت کا تماشا دیکھو کہ شتی ہو کر جا رہا ہے اور سعید ہو کر لوٹے گا کافرین
کر جا رہا ہے اور مومن پاک ہو کر لوٹے گا ہماری دشمنی کے ارادے پر مستعد
ہو کر اٹھا ہے اور ہماری محبت کے دام میں ابھی پھنستا ہے وہ تو اپنی خوشی سے
ہمارے دوست کو قتل کرنے کو چلا ہے اور ہم اس کو اب کافروں کے قتل پر
مقرر کرتے ہیں اب تم سطح زمین پر جاؤ اور اس کی خبر لو اور اس کا ہاتھ پکڑ کر
ہمارے دین میں لے آؤ ادھر حضرت عمر تلوار کو گلے میں حائل کر کے نہایت
غصے میں پیغمبر صاحب کی طرف چلے ادھر فرشتگان ملا اعلیٰ نے خوشی کا غلغلہ

بلند کیا اور زبان حال سے یہ شعر پڑھا۔

آمد آں یارے کہ من می خواستم راست شکارے کہ من می خواستم
رفته رفته میرود آں سوئے دام ہم بہ ہنجارے کہ من می خواستم
(آیات بینات ص ۱۱۹)

حضور ﷺ نے جب حضرت عمرؓ کی زبان سے کلمہ اسلام سنا تو آپ نے اللہ اکبر کہہ کر اللہ کی بڑائی اور اس کی عظمت پکاری آپ کو دیکھ کر وہاں موجود آپ کے تمام خدام نے بھی اس زور سے خدا کی تکبیر پکاری کہ آس پاس کی تمام پہاڑیاں اللہ اکبر کے نعرہ سے گونج اٹھیں۔ یہ کہنا تھا کہ ہر جانب صدائے مر حبا گونجی فضاء میں نعرہ اللہ اکبر کی صدا گونجی
فکبر رسول اللہ تکبیر عرف اہل البیت من اصحاب رسول اللہ ﷺ ان عمر
قد اسلم (ریاض ص ۲۷۹) فکبر المسلمون تکبیرہ حتی سمعت من مکة (ریاض
النضرة ج ۱ ص ۲۷۸ کنز العمال ج ۱۲ ص ۵۴۹)

علامہ ابن جوزیؒ (۵۹۷ھ) حضرت عبداللہ بن عباس سے نقل کرتے ہیں

فکبر اہل الدار تکبیرہ سمعہا اہل المسجد (ریاض ص ۲۷۲ صفحہ الصفوح ج ۱ ص ۱۰۳)
شیخ مصنف محمد بن خاوند شاہ لکھتا ہے

جون عمر عرض کلمہ طیبہ کرد حضرت تکبیر گفت و یاران از شوق
وبشاشت باواز بلند تکبیر گفتند چنانچہ غلغلہ تکبیر ایشان بمحافل
قریش رسید (روضۃ الصفاء ج ۲ ص ۲۸۴)۔

جب حضرت عمرؓ نے کلمہ طیبہ پڑھا تو آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور صحابہ نے
انتہائی خوشی اور بشاشت میں اتنے زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا کہ قریش کی محفلوں
تک اس کی آواز سنائی دی

حضرت عمرؓ نے کلمہ شہادت پڑھا اور حضور ﷺ کی غلامی کا شرف پالیا آنحضرت نے دہریہ
حضرت عمر فاروق کے سینہ پر تین مرتبہ ہاتھ مارا اور یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ عمر کے سینہ
سے کینہ اور ہر قسم کی روحانی کدورت کو نکال باہر فرما اور اس کی جگہ ایمان کی نعمت اتار دے
اللهم اخرج مافی صدره من غل وابدله ايمانا (متدرک حاکم ص ۹۱)

حملہ حیدری کا شیعہ مصنف لکھتا ہے ۔

گر نقش بہ بر سر در انبیاء نشد بجائے کہ بودش سزا

بجھتند اصحاب ہم تہنیت و زالاں بیشتر یافت دین تقویت

یعنی حضور ﷺ حضرت عمرؓ سے بغل گیر ہوئے اور ان کو عزت سے بٹھایا تمام اصحاب نے
مبارک باد کہی اور حضرت عمر کے اسلام سے دین کو تقویت حاصل ہوئی

آپ ۳۹ مردوں اور گیارہ خواتین کے بعد دولت اسلام سے مشرف ہوئے ہیں (تاریخ
الخلفاء ص ۱۱۲) آپ چالیسویں مرتبہ فصارو اربعین رجلا (ریاض ص ۲۸۵)
فکملتہم اربعین (فتح الباری ج ۷ ص ۵۹)

آپ کے قبول اسلام پر مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی آپ کا شمار سابقین الاولین میں ہے
آپ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں جو سب کے سب جنتی ہیں (تاریخ الخلفاء ص ۱۱۲) آپ کے
بیٹے حضرت عبداللہ نے بھی بچپن میں اسلام قبول کر لیا تھا (بذل القوة ص ۳۴)

حضرت مولانا محمد کرم الدین صاحب دبیر مرحوم (والد حضرت مولانا قاضی مظہر حسین
صاحب مرحوم) لکھتے ہیں

آپ کا اسلام لانا حضور ﷺ سرور کائنات کی استجاب دعا کا نتیجہ ہے اور ناممکن
ہے کہ جس سینہ میں نور اسلام حبیب کبریاء کی خاص توجہ و دعا سے داخل ہوا

ہو پھر اس میں فطرت کفر و نفاق داخل ہو سکے

(۲) حضرت عمر کا اسلام انا کسی دنیوی طمع سے نہیں بلکہ صداقت اسلام دیکھنے اور کلام الہی کی قوت اعجاز کی خاص تاثیر ہونے کے سبب ہوا تھا پھر کوئی وجہ نہیں کہ اتنی مدت صحبت رسول پاک کرنے اور تعلیم و تربیت پانے کے بعد پھر تاریکی ضلالت و کفر عود کریں گے

(۳) حضرت عمر کے اسلام کا خیر مقدم رسول پاک اور اصحاب رسول نے گرم جوشی سے کیا اور حضور ﷺ نے بغل گیر ہو کر جو برکات پہنچائیں اور اعزاز بخشا یہ حضرت عمر کا ہی خاص حصہ تھا (۴) یہ حضرت عمر کے جلال و جبروت کا نتیجہ تھا کہ آپ کے اسلام لاتے ہی شوکت اسلام دوبالا ہو گئی اور بجائے خفیہ عبادت کے خدا کے گھر کعبۃ اللہ میں پہنچ کر باجماعت نماز پڑھی گئی اور کفار ناہنجار کو حضرت عمر کی تیغ آبدار کے سامنے آنے کی جرات نہ ہو سکی شاعر نے کیا خوب کہا ہے -

جس روز آپ داخل دین مبین ہوئے کعبہ میں جمع بہر نماز اہل دین ہوئے
آہستہ سے اذان جو کسی کشمکش میں ہوئے فرمایا کیا شرف دین ہم نہیں ہوئے
نام خدا و نام نبی لو پکار کر اب تم کو کس کا ڈر ہے اذان دو پکار کر
(آفتاب ہدایت ص ۱۱۱)

☆..... قبول اسلام پر حضرت عمر فاروق کا قصیدہ

حضرت عمرؓ نے اپنے قبول اسلام کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اس طرح بیان فرمائی

الحمد لله ذی المعنی الذی وجبت	له علینا ایاد مالها غیر
وقد بدانا فکذبنا فقال لنا	صدق الحدیث نبی عنده الخیر
وقد ظلمت ابنة الخطاب ثم هدی	ربی عیشة قالوا قد صبا عمر
وقد ندمت علی ماکان من ذلل	بظلمها حین تتلی عندها السور
لما دعت ربها ذی العرش جاهدة	والدمع من عینها عجلان یتندر
ایقنت ان الذی تدعوه خالقها	فکان یسبقنی من عبرة درر
فقلت اشهد ان الله خالقنا	وان احمد فینا الیوم مشتهر
نبی صدق اتی بالحق من ثقة	فی الامانة مافی عوده حور

☆..... اللہ پاک کا بے حد شکر ہے وہ صاحب احسان ہے اور ہمارے ذمہ اس کے بہت سی زیادہ احسانات ہیں

☆..... پہلے پہل تو ہم جھٹلاتے رہے مگر ہم سے نبی کریم ﷺ نے جن کے پاس خیر ہی خیر ہے سچی بات ہی تو کہی تھی

☆..... اور میں نے اپنی بہن پر ظلم ڈھایا پھر میرے رب نے مجھے ہدایت دی جبکہ لوگوں نے کہا کہ عمر بے دین ہو گیا ہے

☆..... مجھے اس لغزش پر ندامت ہے کہ میں نے اپنی بہن پر ناحق ظلم کیا جبکہ اس کے پاس سورتوں کی تلاوت ہو رہی تھی

☆..... جب اس نے اپنے عرش والے رب کو خوب گڑگڑا کر پکارا اور آنحالیہ اس کی آنکھوں سے چھم چھم آنسو برس رہے تھے

تو میں نے یقین کیا کہ جسے وہ پکار رہی ہے وہی اس کا خالق ہے پس میری آنکھوں سے

بہت کے موتی بے اختیار نکلے
 پس میں نے کہا میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا خالق ہے اور یہ حضرت
 امی اللہ علیہ وسلم آج ہم میں (بوصف نبوت) مشہور ہیں
 آپ نبی برحق ہیں جو دین حق لے کر آئے ہیں آپ امانت میں کامل ہیں
 (بذل القوۃ ص ۳۳۔ عہد نبوت کے ماہ و سال ص ۳۳)

☆..... حضرت عمرؓ تاخیر اسلام کے باوجود سبقت لے گئے

بیک حضرت عمر فاروق اسلام کے بالکل ابتدائی مرحلے پر اسلام کے قریب اس طرح نہ
 آئے جس طرح حضرت ابو بکر صدیق حضور ﷺ کے ساتھ ہو گئے مگر اس میں بھی کوئی
 ٹک نہیں ہے کہ جس دن آپ حلقہ اسلام میں داخل ہوئے اس دن سے اپنی زندگی کی
 آڑی گھڑیوں تک آپ پھر اسلام ہی کے ہو گئے اور آپ نے اسلام کے لئے جو بے مثال
 خدمات سر انجام دیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس اونچے مقام پر پہنچا دیا ہے کہ اب ان سے اوپر
 صرف حضرت ابو بکر صدیق ہیں اور اس کی شہادت بار بار حضور ﷺ نے دی ہے حکیم
 الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۷۷۱ھ) کا بیان کردہ ایک نکتہ ملاحظہ فرمائیے
 آپ لکھتے ہیں

یہاں ایک نکتہ سمجھ لینا چاہیے کہ فاروق اعظم بعثت کے چھٹے سال میں جبکہ
 چالیس مرد اور پندرہ عورتیں اسلام لا چکی تھیں مسلمان ہوئے اہل علم کا اس
 عدد میں تھوڑا سا اختلاف ہے الغرض ان کا اسلام اگرچہ اول بعثت سے نصف
 قرن کے قریب (حساب قیام مکہ) متاخر ہو گیا اور وہ سبقتیں جو ان سے پہلے

والوں کو ملیں ان سے فوت ہو گئیں لیکن بتائید الہی حقوق خلافت کو پورے طور پر قائم رکھنے میں اور حضور اکرم ﷺ اور امت کے درمیان دین کی اشاعت میں واسطہ بننے میں سب سے سبقت لے گئے اول امر میں بہ نسبت صدیق اکبر کے بوجہ دیر میں اسلام لانے کے بہت سی باتوں میں کم رتبہ رہنے اور آخر حال میں ان کے برابر کے ساتھی اور شریک و سہم رہے (ازالۃ الخفاء عن خلافت الخلفاء ج ۳ ص ۱۵۸)

☆..... حضرت عمرؓ کے مؤمن ہونے کی الہی شہادت

حضرت عمر فاروق کہتے ہیں کہ جب میں نے اسلام قبول کر لیا تو اس دن کے بعد ہم نے ہمیشہ اللہ کی عبادت علانیہ کی اب چھپ کر عبادت کرنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا سو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری

فَنَزَلَ جِبْرِيلُ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (پ

۱۰۔ التوبة آیت نمبر ۶۴۔ فتح الباری ج ۷ ص ۵۹ کنز العمال ج ۱۲ ص ۶۰۴)

(ترجمہ) اے نبی کافی ہے تجھ کو اللہ اور جتنے تیرے ساتھ مؤمنین ہیں

حضرت امام محبت طبری لکھتے ہیں کہ

یہ پہلا موقع تھا جب قرآن کریم میں صحابہ کرام کو علی الاعلان مؤمنین کے نام سے یاد کیا گیا

وَكَانَ ذَلِكَ أَوَّلَ مَآئِزِلٍ مِنَ الْقُرْآنِ مِنْ تَسْمِيَةِ الصَّحَابَةِ مُؤْمِنِينَ (ریاض

ص ۲۸۲-۲۸۵)

قرآن کریم کی مذکورہ آیت میں حضرت عمر فاروق کے مؤمن ہونے پر الہی شہادت دی گئی

اور یہ ایسی شہادت ہے جس سے بڑی اور جس سے بڑھ کر اور کسی کی شہادت نہیں ہو سکتی
اب جو لوگ اللہ کی دی اس شہادت کو بھی تسلیم نہ کریں بلکہ اس کی مخالفت میں آوازیں
لگائیں آپ ہی بتائیں کیا وہ قرآن کریم کی اس آیت پر یقین رکھتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔
شیعہ عالم محمد بن خاوند شاہ لکھتا ہے

کفار متوجہ عمر شدند عمر بدفع ایشان مشغول شدہ جملہ را از حوالی
کعبہ دور ساخت و حضرت رسول بہ بیت اللہ درآمدہ با اصحاب کرام
بادائے صلوة قیام نمودند و آیہ کریمہ یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من
المؤمنین فرود آمدہ (روضۃ الصفاء ج ۲ ص ۲۸۵)

جب حضرت عمر حضور کے ساتھ کعبہ کی طرف آنے لگے تو کفار انہیں
حیرت سے دیکھنے لگے حضرت عمر نے ان سب کو کعبہ کے پاس سے بھگایا
حضور کعبہ میں آئے اور باجماعت نماز ادا کی اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی

☆..... حضرت عمر فاروق کے مؤمن ہونے کی نبوی شہادت

حضرت عمرؓ کے قبول اسلام سے مسلمانوں میں خوشی و مسرت کی لہر ڈور گئی آپ کا قبول
اسلام اشاعت اسلام کا بڑا سبب بھی بنا اور دور دور تک اسلام کی خبر پہنچی اور لوگوں کے دلوں
میں اسلام کی محبت اور مشرکوں کا خوف جاتا رہا مگر افسوس کہ کچھ بد نصیب لوگ ابھی تک
آپ کے ایمان میں شک کرتے ہیں حالانکہ آپ کے ایمان کے گواہی خود رسول اللہ ﷺ
نے دی اور آپ کے ایمان کو پہاڑ سے زیادہ مضبوط بتایا ہے اللہ تعالیٰ نے جب یہ آیت اتاری

ولو انا کتبنا علیہم ان اقتلوا انفسکم او اخرجوا من دیارکم ما فعلوہ الا

قلیل منہم (پ ۵ النساء ۶۱)

(ترجمہ) اور اگر ہم انہیں حکم دیتے کہ ہلاک کر دو اپنی جان یا چھوڑ کر چلے جاؤ اپنے گھروں سے تو ایسا نہ کرتے مگر ان میں سے تھوڑے (ضرور ایسا کرتے)

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ان قلیل لوگوں میں حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ اور ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت عبداللہ بن رواحہؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور دوسرے صحابہ بھی ہیں حضرت عمر فاروقؓ اس آیت کے نازل ہونے پر کہتے ہیں خدا کی قسم اگر ہمیں اس بات کا حکم دیا جاتا تو ہم کر گزرتے سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے جس نے ہمیں عافیت سے رکھا جب یہ بات حضور ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ میری امت میں کچھ حضرات ایسے ہیں کہ ایمان ان کے دلوں میں پہاڑ سے زیادہ راسخ اور مضبوط ہے ان من امتی لرجالا الایمان اثبت فی قلوبہم من الجبال الرواسی (روح

المعانی ج ۳ ص ۷۰)

بتائے اس سے بڑھ کر اور کس کی گواہی ہوگی کہ حضور ﷺ نے جب یہ فرمایا کہ میں ایمان لایا تو ساتھ ہی کہا ابو بکرؓ بھی ایمان لائے اور عمرؓ بھی ایمان لائے حالانکہ اس وقت حضور ﷺ کے پاس ان میں سے کوئی بھی نہ تھا سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

ایک آدمی اپنے ایک بیل پر سوار ہو کر جا رہا تھا (ایک روایت میں ہے کہ اس پر سامان کا بوجھ لدا ہوا تھا) بیل نے اس کی طرف دیکھ کے کہا میں اس کام کے لئے پیدا نہیں کیا گیا ہوں بلکہ میری تخلیق کاشتکاری کے لئے ہوئی ہے یہ دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ سبحان اللہ بیل بھی باتیں کرتا ہے (سبحان اللہ بقرة تکلم) اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ

آمنت به انا و ابوبکر و عمر میں اس پر ایمان لایا اور ابو بکر اور عمر بھی اس پر ایمان لائے
حضور ﷺ نے پھر فرمایا کہ

ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ بھیڑیے نے آکر اس کی ایک بکری پکڑ لی چرواہے نے پیچھا
کرتے ہوئے اس سے اپنی بکری چھڑالی تو بھیڑیے نے کہا کہ اس دن کیا ہو گا جبکہ میرے
سوا بکریوں کو چرانے والا کوئی نہ ہو گا لوگوں نے تعجب سے کہا ﷻ سبحان اللہ ذنب یتکلم
بھیڑیا بھی باتیں کرتا ہے اس پر حضور ﷺ نے پھر فرمایا

آمنت به انا و ابوبکر و عمر میں اس پر ایمان لایا اور ابو بکر اور عمر بھی اس پر ایمان لائے
ابو سلمہ کہتے ہیں کہ جس وقت حضور ﷺ نے یہ بات فرمائی ابو بکر اور عمر دونوں وہاں موجود
نہ تھے (صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۱۲ مسند احمد ج ۳ ص ۳۲۵ صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۷۴ مسند الامام
الطحاوی ج ۹ ص ۲۲۳)

راقم الحروف نے ”سیدنا حضرت ابو بکر صدیق“ میں اس روایت پر عرض کیا کہ
اس روایت سے واضح ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے ایمان کی
برسر عام گواہی دی ہے اور کون نہیں جانتا کہ ایمان ایک فعل قلب ہے اس کی خبر یا تو
صاحب وحی دیتا ہے یا پھر صاحب حال دیتا ہے حضور ﷺ نے جب ان دونوں کے ایمان کی
شہادت دی تو یہ ضرور اس ذات علیم وخبیر کے بتانے سے ہی دی ہے جو دلوں پر گزرنے
والے دوسو سو کو بھی جانتا ہے (یعلم خائنة الاعین و ماتخفی الصدور) اس سے ان دونوں
بزرگوں کے ایمان کی سچائی اور عند اللہ ان کی قبولیت بہت واضح ہو کر سامنے آ جاتی ہے
محدثین کرام نے اس روایت سے کیا نتیجہ اخذ فرمایا ہے اسے بھی دیکھئے حضرت علامہ حافظ
لن عبد البر مالکی (۳۶۳ھ) لکھتے ہیں

آمنت بهذا انا وابوبكر وعمر وماهما ثم علما منه بما كانا عليه من
اليقين والايمان (استيعاب ج ۲ ص ۷۲۷)

شارح مسلم حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (۶۷۶ھ) اس پر لکھتے ہیں

انما قال ذلك رسول الله ثقة بهما لعلمه بصدق ايمانهما وقوت يقينهما
وكمال معرفتهما لعظيم سلطان الله وكمال قدرته (نووی شرح صحیح مسلم
ج ۲ ص ۷۷۴)

حضرت امام جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ

ای لم یكونا فی المجلس شهد لهما بالايمان بذلك لعلمه بكمال
ايمانهما (تاریخ الخلفاء ص ۵۰)

اگرچہ یہ دونوں اس مجلس میں موجود نہ تھے تاہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں
کے مکمل ایمان کی وجہ سے ان کے مؤمن ہونے کی شہادت دی ہے
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات اس لئے فرمائی کہ آپ کو پتہ تھا کہ ان دونوں بزرگوں کا ایمان
عین الیقین کے درجہ کو جا پہنچا ہے حضرت ملا علی قاری (۱۰۱۳ھ) لکھتے ہیں

انما اراد بذلك تخصیصهما بالتصديق الذي بلغ عين اليقين وكشف
صاحبه بالحقيقة التي ليس وراءها للتعجب مجال (مرقات ج ۱۱ ص ۳۱۲)

سو آپ نے ہمیشہ ان دونوں بزرگوں کو اپنے ساتھ رکھا ہے یہ دونوں حضرات گرامی قدر
جس طرح آپ کے دائیں بائیں چلتے رہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہیں اپنے اور اپنے نام کے
ساتھ ہمیشہ جوڑے رکھا ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ

جنت انا وابوبكر وعمر ودخلت انا وابوبكر وعمر وخرجت انا
ابوبكر وعمر (صحیح مسلم ج ۲ ص ۷۷۴ متدرک ج ۳ ص ۷۱ سنن کبری ج ۵)

میں آیا اور ابو بکر اور عمر بھی آئے اور میں داخل ہوا اور ابو بکر و عمر بھی داخل ہوئے اور میں نکلا اور ابو بکر و عمر بھی نکلے

یہ کیا ہے..... یہ حضور ﷺ کا ان دونوں سے بالکل قریب ہونے کا ایک عجیب پیرایہ بیان ہے اور پوری امت کو بتانا ہے کہ کوئی شخص ان دونوں کو حضور اکرم ﷺ سے علیحدہ نہ جانے جس طرح انسانی جسم سے اس کے کان اور اس کی آنکھ علیحدہ نہیں جسم کے ساتھ ساتھ ہی ہیں اسی طرح یہ دونوں بزرگ بھی حضور ﷺ کے بالکل ساتھ جڑے ہوئے ہیں اگر خدا نخواستہ ان دونوں میں سے کسی ایک کے بھی ایمان میں کوئی شبہ ہوتا تو آپ ہی سوچیں کیا حضور ﷺ انہیں اپنے ساتھ اس پیرائے میں ذکر فرماتے؟

☆..... حضرت عمر فاروق کا کامل الایمان ہونا

حضور ﷺ نے حضرت عمرؓ کے ایمان کے لئے دعا فرمائی اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور حضرت عمرؓ آپ کو عطا فرمایا کیا کوئی ایک لمحہ کے لئے بھی یہ تصور کر سکتا ہے کہ حضرت عمرؓ ایمان و یقین کی دولت سے خالی رہے تھے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ حق یہ ہے کہ آپ کامل الایمان اور اعلیٰ ترین صحابی رسول تھے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں

ایک شیعہ نے ایک عالم سے کہا کہ آپ لوگ حضرت عمرؓ کی اشاعت اسلام پر فخر کرتے ہیں اور اس کو ان کے کامل مسلمان ہونے کی دلیل بتلاتے ہیں حالانکہ اس سے ان کا اسلام بھی ثابت نہیں ہوتا کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا

ہے ﴿ان الله يويد هذا الدين بالرجل الفاجر﴾ اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ اس سے اتنا تو ثابت ہوا کہ جس دین کی وہ مدد کرے گا وہ دین اسلام اور دین حق ہو گا اب اگر تم حضرت عمر کو اس کا مصداق مانتے ہو تو اس سے اتنا تو لازم آیا کہ انہوں نے دین کی مدد کی ہے اب یہ دیکھ لو کہ جس دین کی انہوں نے مدد کی ہے وہ شیعوں کا دین ہے یا سنیوں کا۔ تم ضرور یہی کہو گے کہ سنیوں کا تو اس سے سنیوں کے مذہب کا حق ہونا ثابت ہو گیا اور عمرؓ کا دین بھی یہی تھا لہذا ان کا مسلمان ہونا اور کامل الایمان ہونا ثابت ہو گیا یہ سن کر وہ شیعہ صاحب مہسوت ہو گئے (پسندیدہ واقعات ص ۱۴۴)

☆..... حضرت عمر فاروقؓ کے ایمان کی قبولیت

اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروقؓ کے ایمان کو اپنے حضور اس طرح شرف قبولیت عطا فرمایا کہ ان کے ایمان کو منافقین کے دعویٰ ایمان سے جدا قرار دے دیا اب ایک طرف حضرت عمرؓ کا ایمان ہے اور دوسری طرف منافقین کا دعویٰ ایمان..... اب یہ نہیں ہو سکتا کہ حضرت عمرؓ کے ایمان اور منافقین کے دعویٰ ایمان میں کوئی فرق نہ ہو یہ دونوں اب ایک دوسرے کی ضد ہو گئے اب دونوں کو برابر بتانا قرآن کی اس آیت کے منافی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

واذا قيل لهم آمنوا كما آمن الناس قالوا أنؤمن كما آمن السفهاء إلا أنهم هم السفهاء ولكن لا يعلمون (پ البقرة آیت نمبر ۱۳)
(ترجمہ) اور جب کہا جاتا ہے ان کو ایمان لاؤ جس طرح ایمان لائے سفہاء

تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لائیں جس طرح ایمان لائے بے وقوف۔ جان لو وہی ہیں بے وقوف۔

اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ اس طرح ایمان لاؤ جس طرح یہ لوگ ایمان لائے ہیں۔ یہ کون ہیں؟ جن کے عند اللہ ایمان کی قبولیت بتائی گئی؟ وہ صحابہ بالخصوص خلفائے راشدین ہیں حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ وہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ ہیں

کما آمن ابوبکر وعمر وعثمان وعلي (رضی اللہ عنہم)

(تفسیر درمنثور ج ۱ ص ۳۰۔ تفسیر عزیزی ج ۱ ص ۱۰۷)

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت گو سند اضعیف ہے مگر معناتوی ہے (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۱۱)

غور فرمادیں کہ اگر خلفائے راشدین (حضرت ابوبکر و عمر حضرت عثمان و علی) کا ایمان معاذ اللہ منافقین جیسا ہوتا یا ان کے ایمان میں کہیں بھی کوئی داغ دھبہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ انہیں منافقین سے الگ کیوں بتاتے اور کیوں کہتے کہ ان جیسا ایمان لاؤ۔ کیا معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نفاق والادعویٰ ایمان قبول ہوتا ہے؟ اور کیا اللہ بھی اس طرح کا ایمان لانے کا حکم دیتا ہے جیسے منافقین کا تھا؟ حضرت عمر فاروق کی دشمنی میں اس حد تک چلے جانا کہ اس میں اللہ کی باتوں کا بھی کوئی لحاظ نہ رکھے بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے اس آیت سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت عمرؓ اس درجے کے مؤمن تھے کہ اللہ نے آپ کے ایمان کو معیار قرار دیا ہے

روس کے معروف عالم علامہ موسیٰ جار اللہ مرحوم لکھتے ہیں

حضرت عمر کوئی رائے دیتے یا کوئی بات فرماتے تو حضور ﷺ اس کی تائید

فرماتے اور عرش بریں سے اللہ تعالیٰ بھی آپ سے موافقت کرتا (الوشیعہ ص

(۱۲۹)

☆..... حضرت عمرؓ کی وفات ایمان پر ہونے کی نبوی گواہی

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت عمر فاروق سے فرمایا کہ اے عمرؓ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب موت کے بعد قبر میں خدا کے دو فرشتے آئیں گے وہ زبردست قوت درعب والے ہوں گے دنیا بھر کی قوتیں مل بھی جائیں تو بھی ان کا کچھ نہیں جگڑے گا حضرت عمر فاروق نے یہ بات سن کر فرمایا کہ اے اللہ کے رسول کیا میں اس وقت اسی حالت میں ہوں گا جو اس وقت ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ حضرت عمرؓ نے اس پر عرض کیا کہ حضور ﷺ پھر مجھے کوئی فکر نہیں پھر میں ان دونوں کے لئے کافی ہوں گا

قلت یا رسول اللہ ﷺ وأنا اعلیٰ حالتی هذه قال نعم قال قلت فاذا اکفیکهما (تاریخ عمر ص ۴۰ لابن جوزی) فقال رسول اللہ ﷺ نعم کھیتکم الیوم (ریاض ج ۱ ص ۳۴۶) آپ ﷺ نے فرمایا..... جی ہاں تم آج کی طرح رہو گے

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ جس وقت وہ دونوں آئیں گے تو کیا میں اسی طرح ثابت قدم ہوں گا جس طرح اس وقت ہوں آپ نے فرمایا ہاں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کیا پھر تو حضور۔ میں ان دونوں کے لئے کافی ہوں

فقال عمر ایتانی وأنا ثابت کما انا قال نعم قال فسا کفیکهما یا رسول اللہ (ریاض ج ۱ ص ۳۴۶)

جس وقت حضرت عمر فاروق نے یہ بات کہی آپ ہی بتائیں وہ اس وقت کس حال سے

تھے؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ اس وقت ایمان کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے اور آپ نے یہ بات حضور ﷺ کے سامنے کہی اور پھر خود آنحضرت ﷺ نے ان کے کامل ایمان ہونے کی بار بار شہادت بھی دی ہے اور ان کے مقام رفیع سے اپنی امت کو آگاہ فرمایا؟
تذوق الصلحاء شیخ ابو الیث سمرقندی (۳۷۳ھ) لکھتے ہیں
آنحضرت ﷺ نے جب بات سنی تو فرمایا یقیناً عمر کو توفیق مل گئی (تنبیہ الغافلین ص ۵۰)

حضرت عمر فاروق کی قوت ایمان صحابہ کرام کی نظر میں

حضرت عمر فاروق جس وقت اسلام لائے صحابہ کی تعداد بہت تھوڑی تھی آپ کے اسلام لانے پر یہ تعداد بڑھتی ہی چلی گئی اللہ نے پھر اس میں ایسی برکت ڈالی کہ دیکھتے دیکھتے مسلمان ایک بڑی تعداد میں ہو گئے ان میں سے جس نے بھی حضرت عمر فاروق کے ایمان پر نظر ڈالی ہمیشہ آپ کو کامل الا ایمان اور قوت الاسلام ہی پایا ان سب کا عقیدہ تھا کہ حضرت عمر فاروق کا ایمان اس درجے کا ہے کہ دنیا کی بڑی سی بڑی قوت بھی ان کے ایمان پر حملہ نہیں کر سکتی آپ کا ایمان پہاڑ سے زیادہ سخت اور راسخ تھا حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ہمیں دجال اکبر کے بارے میں کچھ باتیں بتائیں آپ نے کہا کہ دجال کے سامنے ایک مؤمن لایا جائے گا جسے وہ قتل کر دے گا پھر اس کو زندہ کرے گا اور اس سے پوچھے گا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں وہ بندہ مؤمن کہے گا میں نے تیرے جیسا جھوٹا آدمی آج تک نہیں دیکھا حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ ہمارا خیال تھا کہ وہ حضرت عمر ہوں گے جس کو دجال قتل کرے گا اور پھر زندہ کرے گا یہاں تک کہ آپ شہید کر دئے گئے

فما كنا نراه الا عمر بن الخطاب حتى مات أو قتل (رياض ج ۱ ص ۳۶۳)
 اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر فاروق کا کامل الایمان اور راسخ الاعتقاد ہونا اس قدر
 معروف اور نمایاں تھا کہ صحابہ کرام کو آپ کے ایمان پر رشک آتا تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ
 دجال اکبر کے سامنے بھی اگر کوئی اپنے ایمان پر ڈٹے گا اور اسے کھلم کھلا جھوٹا کہے گا تو
 حضرت عمر ہی ہوں گے حضرت امام ابو جعفر احمد (شیخ محبت طبری) اس پر لکھتے ہیں
 اعتقاد الصحابة قوة ايمانه (رياض ج ۱ ص ۳۶۳)

☆..... حضرت عمرؓ کے اسلام پر آسمانوں میں مسرت کا سماں

حضرت عمرؓ کے قبول اسلام سے صرف اہل زمین ہی خوش نہ تھے اہل آسمان بھی اس خوشی
 میں برابر کے شریک تھے حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ

لما أسلم عمر اتاني جبرئيل فقال يا محمد قد استبشر اهل السماء
 باسلام عمر (متدرک حاکم ج ۳ ص ۹۱ طبقات ج ۳ ص ۳۰۴)

جب حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے تو حضرت جبرئیل آئے اور کہا کہ حضور آسمان
 والے بھی حضرت عمر کے مسلمان ہونے سے خوش ہوئے ہیں
 شیعہ علماء نے بھی تسلیم کیا ہے کہ

جن کے ایمان لانے کی خوشی میں فلک نیلی فام رقص میں آیا (غزوات حیدری ص ۴۳)

☆..... سیدنا حضرت عمرؓ کے قبول اسلام سے مسلمانوں کو بہت حوصلہ ملا

حضرت عمر فاروقؓ کے مسلمان ہونے پر صف اسلام میں خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی

اسلام کو نئی شان اور عزت ملی اور مسلمانوں کو ایک نیا دلولہ اور حوصلہ ملا حضرت مصہیب
رومی فرماتے ہیں کہ

لما أسلم عمر ظهر الاسلام ودعى علانيته وجلسنا حول البيت حلقا
وطفنا بالبيت وانتصفنا ممن غلظ علينا ورددنا عليه لبعض ما يأتى به (طبقات ج ۳ ص ۳۰۴)

حضرت عمر کے قبول اسلام کے بعد اسلام کھل کر سامنے آیا اور انہوں نے
لوگوں کو کھلے عام اسلام کی دعوت دی انہی کی وجہ سے ہم خانہ کعبہ میں حلقہ
باندھ کر بیٹھے اور انہی کی وجہ سے ہم خانہ کعبہ کا طواف کرنے ظالموں کا مقابلہ
کرنے اور ان کو دوبدو جواب دینے کے قابل ہوئے (ریاض ص ۲۸۴ تاریخ
الخلفاء ص ۱۱۸)

بدن حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں

مازلنا أعزة منذ أسلم عمر (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۴۵)
جب سے عمر فاروق اسلام لائے ہم عزت کے ساتھ رہے

پکے ہیں

مسلمانوں میں اتنی طاقت نہ تھی کہ خانہ کعبہ میں نماز ادا کر سکیں حضرت عمر
کے اسلام لانے پر مسلمانوں کو یہ موقع ملا اور پھر اس کے بعد مشرکوں نے
مسلمانوں کا تعاقب کرنا چھوڑ دیا (تاریخ الخلفاء ص ۱۱۸)

فرماتے ہیں

حضرت عمر کا اسلام لانا ہمارے لئے ایک بہت بڑی فتح تھی کان اسلام

عمر فتحا (اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۴۴ ریاض ص ۲۸۴)

حضرت حسن کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کے اسلام لانے سے سب مسلمانوں کو یہ خوشی ہوئی تھی

لقد فرح اهل الاسلام يا سلام عمر (کنز العمال ج ۱۲ ص ۵۹۸)
عبدالملک ابن ہشام لکھتے ہیں

حضرت عمر کے اسلام لانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ جب اس جگہ سے اہم ادھر نکلے تو اب اپنے آپ کو غالب مضبوط محسوس کرنے لگے اس لئے کہ اب حضرت عمر کے ساتھ حضرت عمرؓ بھی مسلمانوں کی صف میں آچکے تھے

و قد عزوا في أنفسهم حين أسلم عمر مع اسلام حمزة وعرفوا
أنهما سيمنعان رسول الله ويمتنعون ويتصفون من عدوهم (ریاض
ص ۲۷۹)

اور وہ یہ بات سمجھ گئے تھے کہ اب یہ دونوں حضور ﷺ کی حفاظت کریں گے
اور مسلمان ان کی وجہ سے دشمنوں کا مقابلہ کر سکیں گے (سیرت النبی لابن
ہشام ج ۱ ص ۳۸۰)

مؤرخ طبری لکھتے ہیں

حضرت عمرؓ نے خطاب جب اسلام لائے آپ ایک طاقتور مضبوط اور پر شکوہ
شخصیت تھی آپ سے (تین دن) پہلے حضرت حمزہ بھی اسلام لاچکے تھے
صحابہ نے اپنے اندر بڑی طاقت دیکھی اور اسلام قبائل میں پھیلنا شروع ہو گیا
(طبری ج ۲ ص ۳۳۵)

حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۷ھ) لکھتے ہیں

حضرت عمرؓ اسلام لائے آپ بڑے رعب والے تھے آپ کے آگے کوئی چوں
چرانہ کر سکتا تھا صحابہ آپ کے ذریعہ اور حضرت حمزہؓ کی وجہ سے محفوظ ہو گئے
حتیٰ کہ قریش غضبناک ہو گئے (البدایہ ج ۳ ص ۷۹)

حضرت امیر علماء الدین علی بن بلبان (۷۳۹ھ) لکھتے ہیں

ان المسلمین کانوا فی عزہ لم یكونوا فی مثلها عند اسلام عمر
رضی اللہ عنہ (الاحسان ج ۹ ص ۱۷)

شیخہ علماء نے بھی تسلیم کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق کے آنے پر مسلمانوں کو خانہ خدا میں
عبادت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی تھی (دیکھئے غزوات حیدری ص ۴۳)

محدثین و مؤرخین کے مذکورہ بیانات بتاتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کے اسلام لانے پر
حضور اکرم ﷺ کو بھی بہت زیادہ خوشی ہوئی تھی اور دوسرے سب مسلمانوں میں بہت
خوشی کا سماں تھا اور آپ کے قبول اسلام سے سب مسلمانوں کو بڑا حوصلہ ملا اور اب وہ سب
ہمت کے ساتھ اپنے اسلام کا اعلان و اظہار کرتے تھے

☆..... اللہ کے گھر میں اللہ کی کبریائی کا کھلا اعلان

آنحضرت ﷺ کی تمنا تھی کہ آپ اپنی جماعت کے ساتھ خانہ کعبہ میں عبادت کریں اور
اللہ کے گھر میں اللہ کی بڑائی اور اس کا نام بآواز بلند لیں مگر کفار اس میں سخت مانع ہوتے تھے
اور حضور کو تکلیف پہنچانے میں بھی انہیں حیا نہ آتی تھی آپ مجبوراً حضرت ارقم کے مکان
میں اپنے صحابہ کے ہمراہ اللہ کی یاد کرتے اور اسلام کی دعوت پھیلاتے رہے جب حضرت

عمر فاروق نے اسلام قبول فرمایا تو اب حضور ﷺ کی خواہش کو عملی صورت ملی اور مسلمان چھپ چھپ کر نہیں کھل کر خدا کی عبادت کرنے لگے اور خدا کے مقدر پاک گھر میں اللہ کی وحدانیت اور اس کی عظمت و کبریائی کا پیغام گونجنے لگا حضرت عمر فاروق نے ایک موقع پر حضور ﷺ سے کہا

والذى بعثك بالحق لأعلنته كما أعلنت الشرك (المصنف لابن أبي شيبة ج ۱۴ ص ۳۱۹ ح ۵۷۵)

اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا میں تو حید کا اعلان اسی شدت سے کروں گا جس شدت سے میں شرک کا پرچار کرتا رہا چنانچہ آپ حق کی حمایت میں پھر اس طرح نکلے کہ دیکھتے ہی دیکھتے مسلمانوں ہر طرز چھا گئے حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ

مازلنا عزة منذ اسلام عمر (وفى رواية) والله ما استطعنا أن نصلى عند الكعبة ظاهرين حتى أسلم عمر (متدرک حاکم ج ۳ ص ۹۰)

ہم لوگوں کی عزت (اس وقت) بڑھی جب حضرت عمر اسلام لائے خدا ہم خانہ کعبہ میں عبادت نہ کر سکتے تھے ہاں حضرت عمر کے اسلام لانے کے بعد ہم کھل کر کعبہ میں خدا کی عبادت کرنے لگے

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے پہلے مسلمان اللہ کی عبادت علانیہ نہ کر سکتے تھے جب حضرت عمر اسلام لائے تو مسلمانوں کو اس تنگی سے نجات ملی اب وہ علانیہ حرم شریف میں اللہ کی عبادت کرنے لگے

وكان عند المبعث شديدا على المسلمين ثم أسلم فكان إسلامه فتحا على المسلمين وفرجا لهم من الضيق قال ابن مسعود ما عبدنا الله جهرة

حتیٰ اسلم عمر (الاصابہ ج ۲ ص ۵۱۸)
مؤرخ علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں

عرب کے مشہور بہادر حضرت حمزہ سید الشہداء نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا تاہم اپنے مذہبی فرائض علانیہ ادا نہیں کر سکتے تھے اور کعبہ میں تو نماز پڑھنا بالکل ناممکن تھا حضرت عمر کے اسلام کے ساتھ دفعۃً یہ حالت بدل گئی انہوں نے اپنا اسلام ظاہر کیا کافروں نے اول اول ان پر بڑی شدت کی لیکن وہ برابر ثابت قدمی سے مقابلہ کرتے رہے یہاں تک کہ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ کعبہ میں جا کر نماز ادا کی (الفاروق ص ۴۶)

شیعہ مؤرخین بھی تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے اس موقع پر بڑی جرات کا مظاہرہ کیا آپ کی اس جرات کی وجہ سے مسلمانوں کو پہلی مرتبہ خانہ کعبہ نماز باجماعت پڑھنے کا موقع ملا جناب ملا معین الدین الکاظمی (۹۰ھ) لکھتے ہیں

حضرت عمرؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ لات وعزیٰ کو کھل کھلا پوجا جاتا ہے اور ہم خدا کی عبادت چھپ کر کریں خدا ہم بھی اللہ کی عبادت علانیہ کریں گے اندر باہر ہر جگہ عبادت کریں گے..... سرداران قریش دار اسما عیل میں جمع تھے ایک روایت میں ہے کہ وہ حجر میں تھے دور سے جب ان کی نظر عمر پر پڑی اور حضور ﷺ کو اپنے تمام دوستوں کے ساتھ اکٹھا دیکھا پہلے انہوں نے سمجھا کہ شاید عمر تمام لوگوں کو قتل کرنے کے لئے لا رہا ہے اچانک عمر نے بلند آواز سے کہا من عرفنی فقد عرفنی ومن لم يعرفنی فانا عمر بن الخطاب جو شخص مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے اور جو مجھے نہیں جانتا تو اسے

معلوم ہونا چاہیے کہ میں عمر بن خطاب ہوں اے معاشر قریش اسلام قبول کرو
اور محمد ﷺ کی متابعت میں جلدی کرو قوم اس واقعہ سے سخت حیران
ہوئی کہ عمرؓ محمد ﷺ کو قتل کرنے کے لئے گیا تھا اور اس نے تو محمد کی غلامی کی
رسی اپنے گلے میں ڈال لی (معارج النبوت ج ۲ ص ۳۰۳)

شمیر بھٹ عمر بر قتل رسول آید . دو دامت خدا افتد و زخمت ظفر یابد
غزوات حیدری کے شیعہ مصنف نے اپنی کتاب میں تفصیلاً یہ واقعہ لکھا ہے ہم اس کا پکا
حصہ یہاں نقل کئے دیتے ہیں شیعہ مصنف لکھتا ہے۔

اصحاب نے عرض کی یا نبی اللہ اب ہم کو اجازت دیجئے اور بے تکلف فرمائیے
تاکہ حرم محترم میں جا کر آشکار نماز پڑھیں اور اطاعت الہی بجالائیں ہر گاہ
اصحاب فضیلت نے جماعت پر اتفاق کیا محبوب ایزد خلایق بنے بھی شاداں
و فرحان سجدہ آفاق کے قدام رنجہ فرمایا اور آگے سب کے عمر تیغ بھر
جماعت کرو فرور پیچھے اصحاب بصد کرو فرہنتے اور باتیں کرتے بے خوف و خطر
داخل خانہ کعبہ وارد ہوئے یکبار جدار حرم نے بصد افتخار سر اپنا تابعرش کردگار
پہنچایا کفار ناہنجار نے جس وقت یہ دیکھا اور جاہ و جلال یاوران نیک افعال کا اس
مرتبہ مشاہدہ کیا ایک خود سرنے پاس عمر کے آگے کہا اے عمر بہ گوہریہ
کیا فتنہ دگر ہے اور تو اس گردہ پر شکوہ میں کیوں تیغ بھر ہے عمر نے یہ بات سن
کر پہلے اپنا اسلام ظاہر کیا اور بعد طیش کہا اے نابکار ہفتوت شعار اگر تم میں سے
ایک نے بھی اس وقت جگہ سے حرکت کی یا کوئی بات بے جازبان پر لائی خدا
ایک کا بھی سر بدن پر نہ ہوگا پس دلاوران دین اصحاب سید المرسلین مسجد

میں آئے اور صف اسلام کو بہ نیت اقتدار جھا کر دیا۔ کھڑے خطیب مسجد انصاری
جیب کبریاء نے قصد امامت کیا اور واسطے نیت نماز کے دست مہرک
پا بگوش پہنچایا۔

نبی گفت تکبیر در حرم فتاد اصنام ہر دوائے ہم
اور وہاں اہل شر ہر چند دیکھتے تھے لیکن کسی کو مجال مقاومت نہ تھی (نزدات
حیدری ص ۳۲ وقائع دوم)

چنانچہ حضور ﷺ دار ارقم سے اس طرح باہر تشریف لائے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت
حمزہؓ آپ کے آگے تھے پھر آپ نے طواف فرمایا اور خانہ کعبہ میں نماز ادا فرمائی
فخرج رسول اللہ ﷺ وعمر امامہ وحمزہ حتی طاف بالبيت وصلى
معنا (ریاض ۲۸۳)

حضرت عمر فاروق کی پوری کوشش رہی کہ مسلمان خانہ کعبہ میں پوری طرح اور کھل کر
نماز پڑھنے کا حق ملے کافر اور مشرک اپنے کفر و شرک کے باوجود خانہ کعبہ پر اپنا حق جتاتے
ہیں تو اللہ کے نبی اور اس پر ایمان لانے والوں پر خانہ کعبہ کے دروازے کیوں بند رہیں
چنانچہ حضرت عمر ابھی حلقہ اسلام میں داخل ہوئے تھے اور آپ نے مسلمانوں کو ان کا یہ
حق دلایا اس بارے میں آپ کے ساتھ حضرت حمزہؓ بھی شریک تھے۔

☆..... حضرت عمرؓ کے اسلام پر کافروں پر کیا گزری

حضرت عمر فاروق کے مسلمان ہونے پر آسمان و زمین کے سب مکین خوش تھے اور ہر جگہ
اللہ کی حمد و ثناء اور اس کی توحید کے نغمے گونجنے لگے حضور ﷺ کو یقین تھا کہ حضرت عمر
فاروق کے صف اسلام میں آنے سے اسلام کو ضرور عزت و شوکت ملے گی اور اب اللہ کے

دین کی نشر و اشاعت کھلے طور پر کی جائے گی

حضرت عمرؓ خود بھی اس بات کی خواہش رکھتے تھے کہ ان کا اسلام خفیہ نہ رہے مکہ مکرمہ کے عوام و خواص جان لیں کہ عمرؓ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی قبول کر لی ہے اب جو بگڑنا چاہے بگڑے اور جو مقابلہ کرنا چاہے تو سامنے آجائے آپ خود فرماتے ہیں کہ میں اسلام قبول کرنے کے بعد (اپنے قریبی رشتہ دار) ابو جہل کے گھر گیا تاکہ ان کو اپنے اسلام کی خبر دوں جب دروازے پر دستک دی تو پوچھا کہ کون؟ میں نے کہا عمر ہوں اور میں نے اپنے آبائی مذہب کو چھوڑ دیا ہے جس پر اس نے کہا کہ ایسا نہ کرنا (ابن ہشام ج ۱ ص ۳۵۱) اور پھر اس نے دروازہ میرے منہ پر دے مارا اور کہا کہ اللہ تجھے اور اس چیز کو جو تو لایا ہے برباد کرے فضرَب الباب فی وجهی وقال قبحک اللہ ما جنت بہ (ریاض ص ۲۸۱) حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی یعنی لوگوں میں اس کا چرچا کس طرح ہو سو پھر میں ایک بڑے قریشی شخص کے پاس گیا اور اس کے دروازے پر کھڑے ہو کر وہی بات کہی جو ابو جہل کو کہہ چکا تھا اس نے بھی ابو جہل جیسا جواب دے کر دروازہ بند کر لیا میں نے کہا کہ اس سے بھی میرا مقصد حاصل نہ ہوا میں نے کہا کیا بات ہے کہ تم لوگ دوسرے مسلمانوں کو اسلام قبول کرنے پر ایذا نہیں دیتے ہو اور میری طرف ہاتھ بھی نہیں اٹھاتے میری اس خواہش اور کوشش کو دیکھ کر ایک شخص نے کہا کہ جاؤ وہاں کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ان میں ایک ایسا شخص ہے جو تمہاری بات کو خوب پھیلا دے گا چنانچہ میں نے اس آدمی کا نشان لیا اور اس کے پاس پہنچ گیا اور اسے اپنے اسلام کی خبر دی اس نے کہا ہاں تم مسلمان ہو گئے میں نے کہا ہاں۔ اس پر اس نے چیخ چیخ کر کہا عمر بن خطاب نے آبائی مذہب ترک کر دیا ہے

﴿صبا عمر﴾ عمر بے دین ہو گیا ہے (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۴۵)

جبکہ میں اس کے پیچھے یہ آواز لگاتا کہ اے لوگو اس نے جھوٹ کہا میں بے دین نہیں ہوں البتہ میں نے تو اسلام قبول کیا ہے اور اس بات کی گواہی دی ہے کہ اللہ کے سوا اور کوئی الٰہ نہیں عبادت نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں یہ سنتے ہی ایک بڑا مجمع اکٹھا ہو گیا پھر انہوں نے مجھے مارا میں نے بھی انہیں مارا اور اچھی خاصی لڑائی اور مار کٹائی شروع ہو گئی غرضیکہ کہ اسلام کی سر بلندی تک ہم ایک دوسرے کو مارتے پیٹتے رہے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۱۶)

(۱۱۶ ابن ہشام ج ۱ ص ۳۸۲)

یہاں تک کہ آفتاب سروں پر آگیا حضرت عمرؓ تھک کر بیٹھ گئے اور قریش آپ کے سر پر کھڑے رہے آپ نے فرمایا کہ تم جو چاہو کرو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر ہم تین سو کی تعداد میں ہوتے تو پھر مکہ میں یا تم رہتے یا ہم ہی رہتے (سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۳۵۰۔

البدایہ ج ۳ ص ۸۲)

حضرت عمر فاروق کافروں کی مجالس اور ان کے مجمع میں اسلام کا پرچار کرنے میں کبھی پیچھے نہ رہتے تھے آپ بے خوف و خطر ان کی محفلوں اور مجلسوں میں چلے جاتے اور اسلام کی کھلے عام دعوت و تبلیغ کرتے خود فرماتے ہیں

فوالله ما بقى مجلس كنت اجلس فيه بالكفر الا ظهرت فيه بالايمن

غیر ہائب ولا خائف (ریاض ص ۲۸۳)

علامہ محمد مخدوم ہاشمیؒ (۱۱۷۴ھ) لکھتے ہیں

حضرت عمر اسلام قبول کرنے کے بعد بازار میں نکل آئے تلوار ہاتھ میں تھی کلمہ توحید کی گونج مکہ کے درودیوار سے ٹکرا ہی تھی اور آپ کفار ناہنجار کو

مخاطب کر کے فرما رہے کہ تم میں سے آج جس نے بھی اپنی جگہ سے حرکت کی
تو میری تلوار اس کا سارا کبر و غرور خال میں ملا کر رکھ دے گی (بذل القوۃ ص
(۳۴)

سو جب مشرکوں کو پتہ چلا کہ ان کی جماعت کا ایک قابل فخر رکن اور دلیر نوجوان عمر بن
خطاب حضور ﷺ کی غلامی کا طوق اپنے گلے میں ڈال چکا ہے تو انہیں اس سے سخت دھچ
لگا انہیں امید تھی کہ کسی نہ کسی دن عمر کی وجہ سے اسلام کو شکست سے ضرور دوچار کر دیں
گے مگر ان کی ساری امیدوں پر اب پانی پھر چکا تھا مشرکین مکہ اس وقت کس حال سے دوچار
تھے اسے خود حضرت عمرؓ کی زبانی سنئے

قریش کے لوگوں نے مجھے اور حمزہ کو دیکھا تو ان پر ایسی مصیبت ٹوٹ پڑی کہ
ایسی مصیبت اور ایسا غم ان پر کبھی بھی نہ ٹوٹا تھا (حالات و مقالات صحابہ ص ۲۱۴)
حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں

لما أسلم عمر قال المشركون اليوم انتصف القوم منا (مترک
ج ۳ ص ۹۱)

جب عمرؓ اسلام لائے تو اس وقت مشرکوں نے کہا کہ مسلمانوں نے آج ہماری
قوم کو آدھا کر دیا ہے

حضرت عمرؓ کے بیٹے حضرت عبداللہ بتاتے ہیں کہ مشرکین نے اس ارادے سے حضرت
عمرؓ کے مکان پر ہلہ بول دیا تھا انہیں جان سے مار ڈالیں گے (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۴۵) یا پھر
وہ لوگ کم از کم آپ کو خوف دہرا اس میں مبتلا کرنا چاہتے تھے تاکہ آپ اپنی جان بچانے کے
لئے دوبارہ پرانے مذہب پر لوٹ آئیں

محترم جناب ابو لاث حفیظ جالندھری مرحوم نے اس کی اس طرح منظر کشائی کی ہے ۔

چلے بے خوف ہو کر بانیاں قمر کی جانب کسی کے قتل ہونے کی خبر کے منتظر تھے سارے سنو دے عقل کے اندھو سنو تقدیر کے ڈیو خدا واحد ہے جو خالق ہے اور معبود ہے سب کا محمد ہیں رسول اللہ اس میں شک نہیں کوئی فلاح دین و دنیا ہے محمد کے وسیلے سے میں توحید و رسالت کا بدلہ جان اقرار کرتا ہوں خدائے واحد و رحمن پر ایمان لایا ہوں بہت صدمہ ہوا دل کی امیدیں رہ گئیں دل میں کیا ان بھیڑیوں نے حملہ اس شیر تجازی پر خدا غالب ہوا نام خدا غالب رہا سب پر	عمر رخصت ہوئے ایمان لا کر شر کی جانب وہاں وہ لوگ بیٹھے تھے عمر کے منتظر سارے عمر آکر پکارے اے قریش اے قمر کے بیٹو بیت جھوٹے ہیں بیشک پو جنابے سود ہے سب کا کوئی جھٹلائے مجھ کو یا کرے میرا یقین کوئی یہ ہو گا کچھ بھی حاصل مگر سے حجت سے حیلے سے حقیقت کا تمہارے سامنے اظہار کرتا ہوں کرب اللہ پر قرآن پر ایمان لایا ہوں یہ سن کر زلزلہ سا آگیا ایوان باطل میں اٹھے سب طیش کھا کر پل پڑے اس مرد غازی پر مرد وہ مرد میدان و فاعالب رہا سب پر
--	--

﴿ شاہنامہ اسلام ﴾

☆..... حضرت عمر فاروقؓ کا لقب اور کنیت

حضرت عمر فاروق کے اسلام نے مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان ایک کھلا فرق پیدا کر دیا تھا یہ آپ تھے جن کی وجہ سے اسلام کو بلندی نصیب ہوئی اور باطل بر سر عام سرنگوں ہوا حضور اکرم ﷺ اس منظر سے بہت خوش تھے اور آپ نے حضرت عمرؓ کو اس موقع پر فاروق کا لقب عطا فرمایا اور بتایا کہ عمر نے حق و باطل کے درمیان خط امتیاز قائم کر دکھایا ہے اور اب حق و باطل کے معرکہ میں حق کی پہچان عمر فاروق ہیں یہ جس طرف ہیں وہ حق ہے

اور جس سے یہ علیحدہ ہیں اور جو ان سے علیحدہ ہے وہ سب باطل پر ہیں۔ اور ان کے دل پر حق جاری کر دیا ہے آپ حق کا عنوان بن چکے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر اسلام قبول کر چکا ہوں تو آپ نے آپ سے عرض کی حضور کیا ہم حق پر نہیں ہیں خواہ زندہ رہیں یا مریں آپ نے کہا ہاں حق پر ہیں خواہ زندہ رہیں یا موت سے دوچار ہو جاؤں میں نے عرض کی اب پھر ہم جاہل ہیں کیوں رہیں چنانچہ حضور ﷺ پھر گھر سے اس شان سے باہر نکلے کہ حضرت عمرؓ آپ سے آگے ہیں اور حضرت حمزہؓ نے آپ کا گھیر لیا ہوا ہے (ریاض) قریش نے جب یہ سب دیکھا تو وہ بہت پریشان ہوئے اور ان کو یہ منظر دیکھ کر ایسی چوٹ لگی کہ اس سے پہلے انہوں نے کبھی ایسی چوٹ نہ کھائی تھی ان میں ہمت نہ تھی کہ اب وہ مسلمانوں پر استروک کر سکیں اس دن حضور اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ کو فاروق کا لقب عطا فرمایا کیونکہ اسلام و کفر اور حق و باطل میں نمایاں فرق اسی دن قائم کیا گیا

فسمانی رسول اللہ یومئذ الفاروق فرق اللہ فی بین الحق والباطل (عنونہ ریاض ص ۲۷۲ - تاریخ الخلفاء ص ۱۷۷)

آپ نے فرمایا کہ اللہ نے حضرت عمرؓ کے دل و زبان پر حق رکھ دیا ہے اور یہ فاروق ہے ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر و قلبہ هو الفاروق فرق اللہ بہ بین الحق والباطل (طبقات ج ۳ ص ۲۰۵ تہذیب الاسماء للنووی ج ۲ ص ۴) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت عمرؓ کو فاروق کا لقب کس نے دیا تھا آپ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے انہیں یہ لقب دیا تھا (تاریخ الخلفاء ص ۱۱۸) چوں عمر شیدائے آن معشوق شد حق و باطل را پوں دل فاروق شد

زناں نقد فاروق را زہرے گزند کہ بدال تریاق۔ فاروق پیش قند
فضل بن عباس کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

ان الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه وهو الفاروق فرق الله به بين
الحق والباطل (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۰۵ در السجانيہ ص ۱۵۶)

حضور ﷺ نے آپ کو اس وقت بھی فاروق کہا جب ایک یہودی اور منافق کے درمیان
جنازہ ہوا تھا جس پر حضور ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ دیا منافق اس فیصلہ سے
مطمئن نہ ہوا اور وہ حضرت عمرؓ کے پاس اس یہودی کو لے آیا اور آپ سے فیصلہ مانگا حضرت
عمرؓ کو جب معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اس کا فیصلہ دے چکے ہیں اور منافق اس فیصلہ کو تسلیم
نہیں کرتا تو آپ اندر گئے اور تلوار لا کر اس منافق کی گردن اتار دی اور کہا کہ یہ فیصلہ ہے
اس کے حق میں جو حضور ﷺ کے فیصلے کو تسلیم نہیں کرتا حضرت جبریل علیہ السلام
تشریف لائے اور کہا کہ عمرؓ نے حق و باطل کے درمیان ایک واضح لکیر کھینچ دی ہے چنانچہ
اس دن بھی حضرت عمرؓ کو فاروق کہا گیا

هكذا أفضى بين من لم يرض بقضاء النبي ﷺ فنزل جبرئيل فقال ان

عمر فرق بين الحق والباطل فسمى الفاروق (رياض ص ۲۷۳)
زال بن سبرہ ہلالی کہتے ہیں کہ ایک روز ہم حضرت علی مرتضیٰ سے ملاقات کرنے آئے
آپ اس دن بہت خوش تھے ہم نے آپ سے کہا کہ آپ ہمیں حضرت عمر بن خطاب کے
بارے میں کچھ باتیں بتائیں آپ نے فرمایا کہ وہ ایک ایسی بزرگ شخصیت تھی جن کا نام اللہ
نے فاروق رکھا اور حضور ﷺ سے میں نے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اے اللہ عمر کے
ذریعہ اسلام کو عزت اور غلبہ عطا فرما

ذاك امرء سماه الله الفاروق فرق بين الحق والباطل (رياض ص ۲۷۳)
سمعت رسول الله ﷺ اللهم أعز الاسلام بعمر (رياض النضرة ص ۲۶۴)

حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں ایک دن حضرت جبریل کے ساتھ مسجد میں تھا کہ حضرت عمرو ہاں آگئے حضرت جبریل نے کہا کہ اللہ کے رسول کیا یہ آپ کے بھائی عمر نہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اے جبریل! آسمانوں میں اس کا کوئی نام ہے جبریل نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے حضرت عمر آسمانوں میں فاروق کے نام سے زیادہ مشہور ہیں

والذى بعثك بالحق ان اسمه فى السماء اشهر من اسمه فى الارض

اسمه فى السماء فاروق وفى الارض عمر (رياض ص ۲۷۳)

ایک مرتبہ حضرت علی مرتضیٰ نے حضرت امیر معاویہ کے نام ایک خط لکھا اس میں بھی حضرت عمرؓ کو کو فاروق کے لقب سے یاد فرمایا اس کا ذکر شیعہ کتابوں میں موجود ہے آپ کے خط کے یہ الفاظ دیکھیں

فكان افضلهم فى الاسلام كما زعمت وانصحهم لله ولرسوله الخليفة

الصدیق ثم خليفة الخليفة الفاروق الخ (شرح نهج البلاغة للحرانی ج ۳

ص ۳۶۲۔ تاریخ التوارخ از مرزا تقی کاشانی ص ۱۶۱)

☆..... حضرت عمر فاروقؓ کی کنیت

آپ کی کنیت ابو حفص تھی اور حضور ﷺ نے بدر والے دن آپ کی یہ کنیت رکھی تھی

وہما رسول اللہ ﷺ ابا حفص وکان ذلک یوم بدر (ریاض ص ۲۷۲) اور آپ
 انہیں اس کنیت سے بھی بلاتے تھے
 ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کچھ لوگوں پر ناراض ہوئے تو حضور ﷺ نے آپ کو مخاطب کرتے
 ہوئے فرمایا مار ابلک یا ابا حفص (متدرک ص ۹۴) ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ
 قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آپ کو اسی کنیت سے بلائیں گے فیقول اللہ تعالیٰ مرحبا یا
 ابا حفص (ریاض ص ۲۷۳)

حضرت عمر فاروقؓ کا اسلام کی خاطر مشقتیں برداشت کرنا

حضرت عمر فاروقؓ نے اسلام کی خاطر ان تمام تکلیفوں اور اذیتوں کو برداشت کیا جس سے
 دوسرے صحابہ کرام دوچار رہے البتہ حضرت عمرؓ اپنی قوت و شجاعت کی بدولت مشرکین کا
 براہ مقابلہ کرتے تھے آپ دعوت اسلام کے لئے جب بھی کھڑے ہوتے کفار و مشرکین
 ایک گروہ کی صورت میں آپ پر حملہ آور ہوتا اور وہیں مقابلہ کا ایک میدان لگ جاتا تھا کبھی
 ان کا پلہ بھاری ہوتا اور کبھی آپ تنہا ہونے کے باوجود ان پر غالب آجاتے کبھی یہ لوگ آپ
 کے گھر پر چڑھائی کر دیتے اور خوف و ہراس پیدا کر کے آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی
 مدد کرنے سے باز رکھنے کی کوشش کرتے تھے ابو جہل رشتہ دار ہونے کے باوجود آپ کی
 مخالفت میں پیش پیش تھا آپ کے مسلمان ہونے پر مشرکین نے آپ کے گھر کا گھیراؤ کیا
 اور وہاں خوب ہنگامہ بھی برپا کیا تھا عاص بن وائل حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور آپ کے
 اسلام کے بارے میں گفتگو کی پھر جب وہ گھر سے باہر نکلا تو اس نے دیکھا کہ مشرکین ایک
 بڑی تعداد لے کر آپ پر چڑھائی کرنے آئے ہیں قد سال بہم الوادی (صحیح بخاری ج ۱)

ص ۵۴۵) میدان بھرا پڑا تھا انہوں نے پوچھا کہ کیا بات ہے تم یہاں کیوں آئے ہو
ہوں انہوں نے کہا کہ ہم عمر بن خطاب کی خبر لینا چاہتے ہیں جو بے دین ہو چکا ہے لہذا
هذا ابن الخطاب الذي صبا (ايضا)

آپ نے جب مشرکین کے سامنے کھل کر اپنے اسلام کا اظہار و اعلان کیا تو مشرکین نے
برہم ہو گئے اور آپ پر چڑھ دروڑے حضرت عمر کے ماموں عاص بن دائل نے آپ کو اپنے
پناہ میں لے لیا تاہم آپ نے ان کی پناہ قبول کرنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں
کافروں کے ظلم سے محفوظ رہوں اور دوسرے مسلمان ان کے ظلم و ستم کا شکار ہوتے رہیں
چنانچہ آپ مشرکین کے مقابلہ پر ڈٹ گئے یہاں تک کہ مسلمان خانہ کعبہ میں جماعت کے
ساتھ نماز ادا کرنے لگے (طبقات ابن سعد)
آپ خود فرماتے ہیں

فما زلت أضرب ويضربوني حتى أعز الله بنا الاسلام (رياض ص ۲۸۱)
میں انہیں پیٹتا رہا وہ مجھے مارتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے میرے ذریعے سے
اسلام کو عزت نصیب فرمائی

حضرت عائشہ صدیقہ کہتی ہیں کہ حضرت عمرؓ اسلام لانے کے بعد حرم شریف گئے اور
وہاں طواف کیا بعد ازاں آپ قریش کے پاس گئے ابو جہل بھی وہیں تھا آپ نے ان سب کے
سامنے کلمہ اسلام پڑھا تو مشرکین آپ پر ٹوٹ پڑے آپ نے وہیں عتبہ بن ربیعہ کو اپنے
نشانہ پر لے لیا اور اس پر چڑھ گئے اور مارنے لگے آپ نے اپنی انگلیاں اس کی آنکھوں میں
گاڑ دیں وہ چلانے لگا تو مشرکوں نے حضرت عمرؓ کو چھوڑا بجائے اسکے کہ آپ وہاں سے نکل
جاتے آپ وہیں کھڑے رہے جب کوئی آپ پر حملہ کرتا آپ ان کے کسی بڑے کو قتل
کر دیتے

کر لیتے اس طرح یہ معرکہ لگا رہا بعد ازاں آپ مشرکوں کی دوسری جگہوں اور مقاموں میں
 آئے اور اپنے ایمان کا اعلان و اظہار کیا اور پھر ہر روز کہیں نہ کہیں اس قسم کے معرکے
 لڑتے رہے اور اسلام کی آواز پھر دور دور تک سنائی دینے لگی

حضرت عمر فاروقؓ کے قبول اسلام سے مشرکین کے تمام ارادوں پر پانی پھیر گیا تھا اور
 قریش کا دند جشہ سے ناکام ہو کر لوٹا حضور اکرم ﷺ نے بھی قریش کی تمام پیشکش
 ٹھکرائی اب انہوں نے منصوبہ بنایا کہ قبائل قریش مل کر بنو ہاشم اور ان کے حامیوں
 کے خلاف کھڑے ہوں اور ان سے بایکٹ کریں تاکہ وہ سوسائٹی میں کسی عزت و احترام
 کے ساتھ نہ رہ پائیں چنانچہ قریش نے مختلف قبائل کے ساتھ مل کر یہ تحریری معاہدہ کیا
 کہ محمد ﷺ اور بنو ہاشم اور ان کے حامیوں سے تمام تعلقات یک دم ختم کر دئے جائیں کہ
 اب آج کے بعد کوئی شخص ان کو رشتہ دے گا اور نہ ان سے کوئی رشتہ لے گا یہاں تک کہ یہ
 لوگ حضور ﷺ کو ہمارے حوالے نہ کر دیں

حضرت عمر فاروقؓ کے قبول اسلام سے مشرکین کس طرح پسپا ہوتے گئے اسے دیکھئے
 مؤرخ طبری لکھتے ہیں

فلما أسلم عمر وجعل الاسلام يفسوا في القبائل وحمل النجاشي من
 ضوى الى بلده منهم اجتمعت قریش فايتمت بينهما أن يكتبوا بينهم
 كتابا يتعاقدون فيه على أن لا ينكحوا الى بنى هاشم بنى المطلب ولا
 ينكحوهم (طبری ج ۲ ص ۳۴۲)

جب حضرت عمر مسلمان ہوئے اور اسلام قبائل میں پھیلنے لگا وہ مسلمان جو
 نجاشی کے پاس پناہ گزیں تھے اس نے ان کی حفاظت کی تو قریش نے ایک

اجتماع کیا اور اس میں یہ طے پایا کہ ایک عہد نامہ لکھا جائے جس میں یہ شرط ہو کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب سے نہ کوئی رشتہ لے گا اور نہ ان کو کوئی رشتہ دے گا۔

عبدالملک ابن ہشام لکھتے ہیں

جب قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ایسے ملک میں جا بسے جہاں انہیں امن و سکون حاصل ہو چکا ہے عمر نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے وہ اور حمزہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہو چکے ہیں اور اسلام قبیلوں میں پھیلنے لگا ہے تو وہ ایک جگہ جمع ہوئے اور آپس میں مشورہ کیا (ابن ہشام ج ۱ ص ۳۸۴)

اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے پر قریش کس درجہ طیش میں تھے خواجہ ابوطالب نے مختلف مصلحتوں اور حکمتوں کے پیش نظر خود بھی فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ شعب میں پناہ لے لیں چنانچہ مسلمانوں کے ساتھ ساتھ بنو ہاشم کے ان لوگوں نے بھی شعب اہل طالب میں پناہ لے لی جو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے مسلمانوں نے یہاں تین سال انتہائی کسمپرسی کے حال میں گزارے یہاں تک کہ ان کے بچوں کے بھوک کی وجہ سے رونے کی آوازیں باہر تک سنی جاتی تھیں حضرت عمر فاروق نے بھی یہ تین سال مسلمانوں کے ساتھ اسی سختی میں گزارے تھے۔

☆..... حضرت عمر فاروق کے معاندین کے لئے مقام غور و فکر

جو لوگ اب بھی اسی پراپیگنڈے میں لگے ہوئے ہیں اور دن رات یہ کہتے ذرا شرم نہیں کرتے کہ حضرت عمرؓ نے تو محض زبانی کلمہ پڑھا تھا آپ اندر سے مسلمانوں کے ساتھ

بنا ہے انہیں سوچنا چاہیے کہ اگر حضرت عمرؓ پورے اخلاص کے ساتھ اسلام میں نہ آتے تو
 پہلے بھی مشرکین مکہ سے قتال کرتے اور مسلمانوں کو خانہ کعبہ میں نماز ادا کرنے کی
 بنا پر آپ کو اس مصیبت میں ڈالتے؟ آپ کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ اپنا جان جو تھم
 مسلمانوں کی مدد کریں آپ کا مسلمانوں کی حمایت میں اٹھنا اور مشرکین سے
 قتال کرنا بتاتا ہے کہ آپ اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ پوری طرح متعلق تھے
 مولانا محمد کرم الدین صاحب دیر مرحوم لکھتے ہیں

اب جائے غور ہے کہ اسلام لاتے ہی حضرت عمرؓ کی حسن عقیدت کا یہ حال
 ہو گیا تھا کہ دین حق کی خاطر کفار سے دُوبدو ہو گئے اور ان کو لاکار کہہ کر ذرہ بھی
 رسول پاک کی شان والا میں بے ادبی سے پیش آؤ گے تو میری تلوار ہے اور
 تمہارا سر۔ پھر کس بہادری سے ابو جہل جیسے خطرناک دشمن دین کے گھر میں
 تنہا جا کر اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ کیا ایسی جرات کوئی شخص کر سکتا ہے؟
 (آفتاب ہدایت ص ۱۱۳)

ہاں شیعہ عالم سید محمد مہدی علی خان شیعہ عوام کو اس طرح دعوت فکر دیتے ہیں
 غور کرو کہ جو شخص اس دھوم دھام سے ایمان لاوے اور جو آدمی اس شان
 و شوکت سے مسلمان ہوئے اس کی نسبت کون خیال کر سکتا ہے کہ وہ منافق
 ہو گیا ہے دل سے ایمان نہ لایا ہو گا یا بعد ایمان کے مرتد ہو گیا ہو گا یا ایسے شخص
 سے کبھی پیغمبر صاحب رنجیدہ ہوئے ہوں گے یا ایسے آدمی کو دشمن اسلام
 سمجھتے ہوں گے دیکھو جو دعا پیغمبر صاحب نے ان کے لئے کی تھی کتنی جلد اللہ
 نے قبول کی اور اس کا اثر کیسا جلد ظاہر ہوا کہ ان کے ایمان لانے کا پہلا کام تو یہ

ہوا کہ اول اول نماز جماعت کی خانہ کعبہ میں ادا ہوئی اور اخیر کام یہ ہوا کہ روم
 شام حلب اور دمشق میں کلمہ کفر پست اور خدا کا کلمہ بلند ہوا ابتداً اسلام کی
 عزت بھی انہیں کی ذات سے ہوئی اور خاتمہ بھی انہیں پر ہوا حقیقت میں دعا
 اس کو کہتے ہیں اور قبولیت اسی کا نام ہے..... اے یار و ذرا انصاف کرو اور تعصب
 و عناد کو چھوڑو کہ جس کی ذات سے ایک ہزار چھتیس شر کفر کے دار الاسلام
 ہوئے اور جس کی بدولت ہزاروں مت خانے اور گرجے ٹوٹے اور مسجدیں بنیں
 اور جس کے سبب سے کسری و قیصر کے محلوں میں اللہ اکبر کا غلبہ بلند ہوا اور
 جس کی وجہ سے ان کی بیٹیاں مسلمانوں کے ہاں بطور باندیوں کے آئیں اور جس
 کی ذات سے ظلمت کفر کی دور ہوئی اور روشنی اسلام کی از شرق تا غرب پھیل
 گئی وہی تمہارے نزدیک منافق ہے اور اسی کا نام تمہارے یہاں دشمن خدا اور
 عدو رسول ہے تو معلوم نہیں کہ پھر خدا کا دوست اور رسول کا محبت اور کون ہے
 (آیات بینات ج ۲ ص ۱۲۶)

آپ آگے چل کر یہ بھی لکھتے ہیں

حضرت عمر کی ذات سے نہایت دین کی تقویت ہوئی اور اسلام کی جڑا نہیں کے
 سبب مضبوط ہوئی چنانچہ حملہ حیدریہ کے مؤلف نے بایں تعصب خود اقرار کیا
 ہے..... و زال پیشتر یافت تقویت دین..... اور ظاہر ہے کہ جس کی ذات سے
 دین نے تقویت پائی ہوگی اسی کی ذات سے پیغمبر صاحب کو محبت بھی بدرجہ
 غایت ہوگی (ایضاً ص ۱۲۸)

روس کے معروف عالم حضرت علامہ موسیٰ جبار اللہ مرحوم لکھتے ہیں

مدینہ کے بعد حضور ﷺ کی نگاہوں میں ثانی صحابہ فاروق اعظم ہیں حضرت عمر کوئی رائے دیتے یا کوئی بات فرماتے تو حضور ﷺ ان کی تائید فرماتے اور عرش بریں سے بھی اللہ آپ سے موافقت کرتا سارا عرب اور سارے قریش آپ کا احترام کرتے تھے (الوشیعہ ص ۱۲۹)

حضرت عمر فاروقؓ کی اسلام کے لئے مالی قربانیاں

حضرت عمر فاروق اسلام اور مسلمانوں کی خدمت و نصرت میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے جب بھی مسلمانوں کو کوئی ضرورت پڑی تو آپ اسے پورا کرنے میں کبھی پیچھے نہ رہتے آپ کے پاس جو کچھ ہوتا آپ اس میں سے مسلمانوں پر صرف کرنا نیکی جانتے تھے آپ کی پیشہ کوشش رہی کہ اس باب میں حضرت ابو بکر صدیق سے کبھی سبقت کر جائیں مگر ایسا نہ ہو پایا آپ نے حضرت ابو بکر کو ہمیشہ آگے ہی پایا تھا آپ کہتے ہیں کہ ایک موقع پر حضور ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم فرمایا ان دنوں میرے پاس مال زیادہ تھا میں نے سوچا کہ آج میں حضرت ابو بکر صدیق سے آگے بڑھ جاؤں گا چنانچہ میں اپنے مال میں سے آدھالے کر حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور آپ کو پیش کر دیا حضور ﷺ نے پوچھا کہ کہ گھر میں بارہوں کے لئے بھی کچھ چھوڑا یا نہیں؟ میں نے کہا کہ حضور گھر میں آدھا چھوڑ آیا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ حضرت ابو بکرؓ بھی اپنا سامان لے کر آگئے حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ گھر میں کیا چھوڑا ہے تو انہوں نے عرض کیا کہ گھر میں اللہ رسول کا نام چھوڑ کر آیا ہوں (یعنی کچھ بھی نہیں ہے) (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۷) آپ نے خیبر کی زمین بھی اللہ کے لئے وقف کر دی تھی اور یہ پہلا وقف تھا جو اسلام کے لئے عمل میں آیا تھا (دیکھئے صحیح مسلم)

اس سے جہاں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کی مدد کے لئے جب بھی کوئی آواز لگی حضرت عمر فاروقؓ نے اس پر ہمیشہ لبیک کہی ہے وہیں یہ بھی پتہ چلا کہ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت و نصرت میں حضرت ابو بکر صدیقؓ ہمیشہ سب سے آگے رہے ہیں یہ رتبہ بلند مل گیا جسے مل گیا۔

☆..... حضرت عمر فاروقؓ کی ہجرت مدینہ

حضور اکرم ﷺ کو بذریعہ خواب ہجرت کا اشارہ کر دیا گیا تھا اور ہجرت کی جگہ بھی بتادی گئی تھی تاہم یہ اطلاع اجمالی تھی بعد میں وحی الہی کے ذریعہ بتادیا گیا کہ آپ کا مقام ہجرت مدینہ منورہ ہے چنانچہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم فرمادیا (زر قانی ج ۱ ص ۳۱۸)

حضور ﷺ کی جانب سے ہجرت کا حکم اور اجازت مل جانے پر صحابہ کرام خفیہ طور پر ہجرت کرتے رہے جس کو جب اور جہاں موقع مل گیا اس نے مکہ مکرمہ کو خیر باد کہہ دیا کیونکہ ہجرت آسان نہ تھی حضور ﷺ کے مخالفین کو پتہ چلتا کہ کوئی ہجرت کر رہا ہے تو وہ اس کا اس کا راستہ روکنے کی بھرپور کوشش کرتے تھے اور جس پر بس چلتا انہیں اپنے قلم و ستم کا نشانہ بناتے تھے اس لئے عام طور پر صحابہ کرام خفیہ طور پر مکہ مکرمہ سے نکل پڑتے تاکہ مشرکوں کو پتہ نہ چلے

سیدنا حضرت عمر فاروقؓ خفیہ طور پر ہجرت کرنے کے حق میں نہ تھے آپ چاہتے تھے کہ جس طرح آپ کا قبول اسلام میں کھل کر مشرکین کے آگے آئے اسی طرح آپ ہجرت بھی علانیہ کریں اگر مشرکین میں سے کسی کی جرات ہے تو وہ ان کا راستہ روک کر دکھائے

حضرت علی مرتضیٰ کہتے ہیں

ما علمت أن احدا من المهاجرين هاجرا الا مختفيا الا عمر بن الخطاب
فانه لما هاجر تقلد سيفه (اسد الغابۃ ج ۲ ص ۲۴۲ ریاض ص ۲۸۶)

جس کسی نے بھی ہجرت کی چھپ کر کی سوائے حضرت عمر کے کہ جب انہوں نے ہجرت کا ارادہ کیا تو اپنی تلوار گلے میں لٹکائی اور اپنی کمان کندھے پر رکھی اور ہاتھوں میں تیر لئے اور بیت اللہ کے پاس آئے قریش کے سردار صحن میں بیٹھے ہوئے تھے آپ نے اطمینان اور پر وقار طریقے پر خانہ کعبہ کا طواف کیا (فطاف بالبيت سبعا متمكنا) مقام ابراہیم کے پاس نفل پڑھے اور وہاں بیٹھے ایک ایک مشرک کے پاس جا کر کہا کہ تمہارے چہرے ذلیل و رسوا ہوں جس کا ارادہ ہو کہ اس کی ماں اسے برباد کر دے اور اس کی اولاد یتیم ہو جائے اور اس کی بیوی بیوہ ہو جائے تو وہ مجھ سے فلاں وادی میں ملے میں وہاں اس کا انتظار کروں گا حضرت علی فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ یہ فرما کر باہر نکلے وہاں بیٹھے ہوئے سرداران قریش میں سے کسی میں اتنی ہمت نہ ہوئی وہ حضرت عمرؓ کے اس چیلنج کو قبول کرتے اور آپ کی بتائی ہوئی جگہ پر جانے کا اپنے اندر حوصلہ پاتے

شاهت الوجوه من أراد أن يشكل أمه أو یتیم ولده أو یرمل زوجته

فلیلقنی وراء هذا الوادی قال علی فما أتبعه احد (ریاض ج ۱ ص ۲۸۶)

- تہذیب الاسماء واللغات ج ۲ ص ۶)

اس وقت آپ کے ہمراہ جن لوگوں نے ہجرت کا شرف حاصل کیا ان میں آپ کے بڑے بھائی حضرت زید اور حضرت سراقہ کے دونوں بیٹے اور سترہ کے قریب دوسرے حضرات تھے یہ سب لوگ مراد رسول حضرت عمر فاروق کی معیت میں مدینہ منورہ پہنچے۔

☆..... حضرت عمر فاروقؓ مدینہ منورہ میں

حضرت عمر فاروق جب مدینہ منورہ پہنچے تو آپ قباء (جس کو عوالی بھی کہتے ہیں) آئے اور حضرت رفاعہ بن عبدالمذر کے مکان آپ کی قیام گاہ بنا۔ جب حضور اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے مہاجرین کے رہنے کا انتظام فرمایا اور آپ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان دینی مواخات کا ایک ایسا رشتہ قائم فرمایا جو تمام دوسرے رشتوں پر غالب آگیا چنانچہ جس انصاری صحابی کو حضرت عمر فاروق کے اسلامی بھائی ہونے کی سعادت نصیب ہوئی وہ عتبہ بن مالک تھے جو قبیلہ بنو سالم کے سردار بھی تھے

حضرت عمر فاروق کا قیام قباء میں ہی رہا تاہم ان دونوں دینی بھائیوں نے آپس میں یہ طے کر لیا تھا کہ ہر دوسرے دن وہ حضور ﷺ کی خدمت میں دن بھر حاضر رہیں گے اور جس دن حضرت عتبہ جائیں وہ حضور ﷺ کی تعلیمات اور آپ کے ارشادات حضرت عمرؓ کو آکر بتادیں چنانچہ جس روز حضرت عتبہ خدمت نبوی میں حاضر رہتے اس دن کے واقعات و ارشادات حضرت عمرؓ کو بتا دیتے اور جس دن حضرت عمرؓ بارگاہ نبوی میں حاضری کا شرف پاتے آپ اپنے حضرت عتبہ کو اس دن کی کارگزاری سنا دیا کرتے تھے

☆..... حضرت عمرؓ کے خواب پر اسلام کی پہلی اذان

مدینہ منورہ میں نمازوں کے اہتمام و اجتماع کے سلسلے میں ابھی تک کوئی طریقہ کار متعین نہ تھا آپ نے ارادہ فرمایا کہ کچھ لوگ ایسے مقرر کر دئے جائیں جو نماز کے وقت لوگوں کو گھروں سے بلا لائیں لیکن چونکہ اس میں زحمت تھی اس لئے آپ نے صحابہ کرام سے

مشورہ کیا اور لوگوں نے اس پر اپنی مختلف رائیں دیں کسی نے بوق وناقوس کے لئے کہا کسی نے ہر نماز کے وقت ایک جھنڈا بلند کرنے کا مشورہ دیا حضرت عمر فاروق نے کہا کہ اگر اس مقصد کے لئے ایک آدمی مقرر کر دیا جائے جو نماز کے لئے پکارے تو زیادہ بہتر ہوگا ﴿اولا بہعنون رجلا ینادی بالصلوۃ﴾ کہ ایک آدمی بھیجا جائے جو پکار کر نماز کا اعلان کرے۔ چنانچہ آپ کو یہ رائے پسند آئی اور آپ نے حضرت بلال سے فرمایا کہ اٹھو اور الصلوۃ کی اطلاع کر دو (صحیح بخاری ج ۱ ص ۸۵) جناب علامہ شبلی نعمانی مرحوم لکھتے ہیں

یہ بات قابل لحاظ ہے کہ اذان نماز کا دیباچہ اور اسلام کا بڑا شعار ہے حضرت عمر فاروق کے لئے اس سے زیادہ کیا فخر کی بات ہو سکتی ہے کہ یہ شعار اعظم انہی کی رائے کے موافق قائم ہوا (الفاروق ص ۴۹)

حضرت عمر فاروق نے اس بارے میں ایک خواب بھی دیکھا تھا اور انہوں نے حضور ﷺ کو اپنا خواب سنایا بھی تھا۔ عرب کے معروف فاضل جناب محمد حسین ہیکل لکھتے ہیں اس دن سے نماز کے لئے اذان دی جانے لگی اور مدینہ کی فضائیں دن میں پانچ مرتبہ تقدیس ورحمت کی خوشبوؤں سے معطر ہونے لگیں یہ گویا قاطع دلیل تھی اس بات کی کہ مسلمانوں کا بول بالا ہو گیا ہے اور نماز کے لئے اذان کا دیا جانا دراصل مسلمانوں کو اس نظام کی طرف بلایا جانا تھا جو ان کی ایمانی قوتوں کو اور نکھارتا تھا لیکن اس سے پہلے کہ اذان کے لئے وحی نازل ہو اس کا حضرت عمر کے دل میں القاء کیا جانا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ دین حق اس مرد توانا کی رگ رگ اور ریشے ریشے میں پیوست ہو چکا تھا اور اس نظام کے سوا جو اسلام کی

سربلندی اور اضافے کا سبب تھا کسی اور چیز کے متعلق کچھ سوچتا ہی نہ تھا (ترجمہ)
(عمر فاروق ص ۷۷)

حضرت عمر کے نزدیک اذان کی اہمیت دیکھئے آپ فرماتے ہیں کہ
اذان صاحب فضیلت لوگ دیا کریں ایک مرتبہ آپ نے کسی سے پوچھا کہ تمہارے مکان میں
کون ہیں لوگوں نے جواب دیا کہ ہمارے غلام اور موالی ہیں آپ نے فرمایا کہ یہی وجہ ہے کہ
تم میں بہت سی (دینی) کمزوریاں آگئی ہیں (المصنف لایمن الی شیبہ ج ۱ ص ۳۵)
جب حضرت عمرؓ نے اذان کی فضیلت سنی تو آپ کی تمنا ہوئی کہ خود آپ اذان دیا کریں مگر
خلافت کے کام کاج کی مصروفیات کی بناء پر آپ ایسا نہ کر پاتے تھے ایک مرتبہ آپ نے
فرمایا کہ اگر خلافت کے کاموں کے ساتھ اذان دینے کا موقع ملتا تو میں ضرور اذان بھی دیا
کرتا ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ میرے اذان دیتے رہنے سے
کہیں یہ عمل سنت نہ من جائے تو میں اذان کبھی ترک نہ کرتا (المصنف لایمن الی شیبہ ج ۱
ص ۳۵)

مرد جسور و غیور ضعیف ملت عمر
پیکر رعب و جلال مؤمن باطل شکن
قیصر و کسری کے تاج اس کے قدم پر جھکے
روم و عجم میں ہوا لشکر دین خیمہ زن
(علیم ناصری)

حضرت عمر فاروقؓ میدان جہاد میں

حضرت عمر فاروقؓ کی مختلف غزوات میں شرکت

حضور اکرم ﷺ کو اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور مسلمانوں کی حفاظت و صیانت کے سلسلے میں جن جن معارک سے گزرنا پڑا ان سب معرکوں میں حضرت عمر فاروقؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی طرح برابر شریک رہے جب اور جہاں حضور ﷺ تشریف لے جاتے حضرت عمر فاروقؓ بھی آپ کے ساتھ رہتے تھے اور مسلمانوں کو جس قسم کی ضرورت اور خدمت کا موقع ہوتا آپ اپنے آپ کو پیش کرتے رہے آپ نے اللہ کے دین کی سر بلندی کے لئے جان و مال کی قربانی دینے سے کبھی دریغ نہ کیا یہاں تک کہ اگر آپ کا کوئی عزیز اسلام اور مسلمانوں کے مقابل آیا تو آپ اسلام کی عزت کے لئے اس پر ٹوٹ پڑتے اور اس بات کا کبھی خیال نہ کرتے کہ اس کے ساتھ کسی قسم کا کوئی خونی رشتہ بھی ہے آپ کے نزدیک اسلام کا رشتہ سب سے عزیز اور بلند تھا

ام جمیل نامی ایک خاتون نے پہلے دور میں جناب ضرار بن خطاب کے ساتھ کچھ احسان کا معاملہ کیا تھا جب حضرت عمر خلافت پر آئے تو ام جمیل آپ کے پاس آئی اور اس نے ضرار کے حوالہ سے کوئی بات کہی اور واقعہ بتایا تو حضرت عمر کو وہ بات یاد آگئی آپ نے فرمایا کہ مجھے اسلامی بھائی چارے کے سوا اور کوئی رشتہ اس کے بھائی ہونے کا نہیں اور وہ غازی ہے پھر ام جمیل سے کہا کہ تیرا احسان جو ضرار پر ہے مجھے اس کا علم ہے پھر آپ نے اس کی مسافرہ ہونے کے سبب اس کی مدد فرمائی تھی (ابن ہشام ج ۱ ص ۶۳)

اس سے آپ کی سیرت کا پتہ چلتا ہے کہ آپ کے ہاں اسلامی رشتہ تمام رشتوں پر بھاری تھا اور اس رشتہ میں جس کسی نے بھی خلیج پیدا کرنے کی کوشش کی آپ نے ہمیشہ اس کا مقابلہ کیا اور اس راہ میں اپنی جان کی کوئی فکر کی نہ سامنے والے بعض واقعات سے آپ کی اسلام رکھا اسلام کی پہلی اور تاریخی جنگ بدر میں ہونے والے بعض واقعات سے آپ کی اسلام سے حد درجہ محبت اور حضور ﷺ سے گہرے تعلق اور قلبی دوستی کا پتہ آسانی سے معلوم کیا جاسکتا ہے آئیے ہم مختلف غزوات اور معرکوں میں میں حضرت عمر فاروق کو دیکھیں اس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ حضور ﷺ کے ساتھ ہر چھوٹے بڑے معرکے میں ہمیشہ برابر شریک رہے ہیں

☆..... غزوہ بدر..... (۲ ہجری)

غزوہ بدر کے موقع آنحضرت ﷺ اپنے ۳۱۳ قدوسی صفات کے حامل انسانوں کے ہمراہ مدینہ منورہ سے نکلے تھے جن میں ۸۳ مہاجرین اور باقی انصار تھے اللہ تعالیٰ نے اس معرکہ میں مسلمانوں کو تاریخی فتح عطا فرمائی اور اس کا ذکر اپنے پاک کلام میں فرمایا کفار و مشرکین پوری طاقت قوت رکھنے کے باوجود ذلت ناک شکست سے دوچار ہوئے اس غزوہ میں ابو جہل عتبہ شیبہ اور دیگر رؤسائے مکہ واصل جہنم ہوئے تھے حضرت عمر فاروق نے اس معرکہ میں کس طرح کا کردار ادا کیا ہے اسے دیکھئے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں

غزوہ بدر میں عمدہ فضیلتیں فاروق کے حصہ میں آئیں بہت سی وجوہ کے ساتھ ایک یہ کہ آپ نے اللہ کے لئے اپنے عزیز کو قتل کیا قتل کرنے میں قرابت کی

محبت آپ کے لئے کہیں مانع نہ ہوئی..... حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ عباس کو نہ ماریں مگر بعض حضرات اس کے لئے تیار نہ تھے قریب تھا کہ اختلاف بڑھ جاتا حضور ﷺ نے فاروق سے فرمایا کہ اے ابو حفص کیا رسول اللہ کے چچا کے منہ پر تلواریں مارے جائیں گی حضرت عمر فاروق اس کلمہ سے جوش میں آگئے اور مقصود حاصل ہو گیا..... اسیران بدر کے متعلق حضرت فاروق کی رائے مراد حق کے موافق واقع ہوئی..... (دیکھئے ازولہ الخفاء ج ۳ ص ۱۶۲)

جناب علامہ شبلی نعمانی مرحوم لکھتے ہیں
حضرت عمر اگرچہ اس معرکہ میں رائے و تدبیر جان بازی و پامردگی کے لحاظ سے ہر موقع پر حضور ﷺ کے دست و بازو رہے لیکن ان کی شرکت کی مخصوص خصوصیات یہ ہیں
۱..... قریش کے تمام قبائل اس معرکہ میں آئے لیکن عمر فاروق کے قبیلہ بنو عدی میں سے ایک شخص بھی کافروں کی طرف سے شریک جنگ نہیں ہوا (طبری ص ۱۳۷) اور یہ امر جہاں تک قیاس کیا جاسکتا ہے صرف حضرت عمرؓ کے رعب و داب کا اثر تھا
۲..... حضرت عمر کے ساتھ مسلمانوں کی صف میں ان کے قبیلے اور خلفاء کے ۱۲ آدمی شریک جنگ تھے جن کے نام یہ ہیں زید بن عبد اللہ بن سراقہ عمرو بن سراقہ و اقدیس بن عبد اللہ خولی بن ابی خولی عامر بن ربیعہ عامر بن بجیر خالد بن بجیر۔ لیاث بن بجیر عاقل بن بجیر رضی اللہ عنہم اجمعین

۳..... سب سے پہلے جو شخص اس معرکہ میں شہید ہوا وہ حضرت عمر فاروق کا غلام تھا (ابن ہشام ص ۴۹۵)

۴.....عاص بن ہشام بن مغیرہ جو قریش کا ایک معزز سردار اور حضرت عمر کا مامول تھا
حضرت عمر کے ہاتھ سے یہاں مارا گیا (ابن جریر ص ۵۰۹ سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۲۴۲)

الفاروق ص ۵۲)
اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان دلوں میں ایمان کی گواہی دی جو اللہ کے دین کی خاطر کسی
رشتہ داری کو کبھی خاطر میں نہ لائے تھے ان کا کوئی عزیز اسلام کے مقابلے پر جب بھی آیا
مومنین ہمیشہ ان کے دشمن بن کر کھڑے ہوئے اور ان پر اللہ کے سپاہی بن کر ٹوٹے
اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف و توصیف اس طرح فرمائی ہے

لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله
ولو كانوا آباءهم أو أبناءهم أو إخوانهم أو عشيرتهم أولئك كتب في
قلوبهم الإيمان وأيدهم بروح منه ويدخلهم جنت تجرى من تحتها
الأنهار خالدين فيها رضى الله عنهم ورضوا عنه أولئك حزب الله ألا ان
حزب الله هم المفلحون (پ ۲۸ المجادلۃ ۲۲)

(ترجمہ) تو نہ پائے گا کسی قوم کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور آخرت کے دن پر کہ
دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہوئے اللہ اور اس کے رسول کے خواہ وہ اپنے
باپ ہوں یا اپنے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے گھرانے کے ان کے دلوں میں اللہ نے
لکھ دیا ہے ایمان اور ان کی مدد کی ہے اپنے غیب کے فیض سے اور داخل کرے
گا ان کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں ہمیشہ رہیں ان میں اللہ ان
سے راضی اور وہ اس سے راضی وہ لوگ ہیں اللہ کا گروہ سنو جو اللہ کا گروہ ہے وہ
مراد کو پہنچے گا

حضرت عمر فاروق انہی بزرگوں میں سے ایک تھے جن کی تعریف قرآن کی اس آیت میں بیان کی گئی اور آپ قرآن کی اس بشارت کے مستحق ٹھہرے اور اللہ نے ان کے لئے جنت میں داخل ہونے اور وہاں کی نعمتوں سے لبدی فیضیاب ہونے کی خوشخبری دی اور اپنا رضا کا بدلہ عطا کیا جناب علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں

یہ بات حضرت عمر فاروق کی خصوصیات میں شمار کی گئی ہے کہ اسلام کے معاملات میں قرابت اور محبت کا اثر ان پر کبھی غالب نہیں آسکتا تھا چنانچہ یہ واقعہ اس کی پہلی مثال ہے (الفاروق ص ۵۳)

دشمن حق سے مسلمان کی قربت کیسی اس کا رشتہ ہے فقط رضاء خدا عزوجل جنگ بدر میں جو کفار مسلمانوں کے ہاتھوں شکست کھا کر قیدی بنے ان کے متعلق حضور ﷺ نے صحابہ کرام بالخصوص حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ سے مشورہ فرمایا حضرت ابو بکرؓ نے اپنی رائے دی اور حضرت عمرؓ نے بھی اپنی رائے پیش کی حضرت عمر فاروق نے اپنی رائے کا جس انداز میں اظہار فرمایا اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان کے دل میں خدا رسول اسلام اور مسلمان کی قدر و قیمت زیادہ تھی یا وہ اپنے عزیز و اقارب کی محبت میں زیادہ کھوئے ہوئے تھے آپ نے فرمایا

أرى أن تمكنني من فلان قريب عمر فاضرب عنقي وتمكن عليا من عقيل فيضرب عنقه وتمكن حمزة من فلان أخيه فيضرب عنقه حتى يعلم الله أنه ليست في قلوبنا مؤدة للمشركين هؤلاء صناديدهم وأئمتهم وقادتهم

میری رائے یہ ہے کہ آپ فلاں کو میرے حوالہ کر دیں کہ وہ میرے رشتہ دار

ہیں تاکہ میں ان کی گردن اڑا دوں عقیل کو حضرت علی کے سپرد کریں تاکہ وہ اس کی گردن اڑائے اور حمزہ کے سپرد اس کے فلاں رشتہ دار کریں تاکہ وہ اسے مارے تاکہ اللہ جان لے کہ ہمارے دلوں میں ان مشرکین کے لئے کوئی محبت نہیں ہے یہ لوگ مشرکین کے سردار ان کے پیشوا اور بڑے ہیں آپ کا یہ بیان اسلامی غیرت و حمیت کا ایک بے مثال مظاہرہ ہے اور بتاتا ہے آپ اسلام کے مقابلہ پر آنے والے کسی عزیز کی محبت اور ان کی حمایت کے قائل نہ تھے۔

جناب ابو الاثر حفیظ جالندھری لکھتے ہیں ۷

عمر فاروق اٹھے عرض کی اے سرور عالم	نہیں ہے آپ سے بڑھ کر کوئی اسرار کا محرم
یہ قیدی ہیں خدا کے اور رسول اللہ کے دشمن	بہت کج رو بہت کم فہم سیدھی راہ کے دشمن
اگر چھوڑا گیا یہ مضحکہ ہم پر اڑائیں گے	یتیموں کو غریبوں کو ضعیفوں کو ستائیں گے
گئے وہ دن کہ رشتہ دار تھے یہ لوگ ہم سب کے	ہم ان سے اور یہ ہم سے بے تعلق ہو چکے کب کے
مناسب ہے کہ مسلم دین پر ہر چیز کو وارے	کہ ہر شخص اپنے رشتہ دار کو خود اپنے ہاتھ سے مارے
ہماری رشتہ داری دین داری سے ہے وابستہ	مرینی دانست میں اس وقت سیدھا ہے یہی رشتہ
ہے ان کا قتل ہی واجب کہ یہ ملت فسادی ہے	یہ اک رائے ہے آگے جس طرح ایمائے ہادی ہے

شیعہ مفسرین نے بھی تسلیم کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے اسیران بدر کے معاملے میں اپنے خاندان اور قرابت داری کا کوئی لحاظ نہیں کیا تھا جناب محسن الملک سید محمد مہدی علی خان شیعہ تقاسیمز سے نقل کرتے ہیں

حضرت عمر نے فرمایا جو کوئی جس کا رشتہ دار ہے وہ اس کے حوالے کیا جائے تاکہ وہ اپنے ہاتھ سے اپنے کافر رشتہ دار کو قتل کرے اور خدا کی محبت کے سامنے سب رشتے اور قرابت کا خیال نہ کرے اس لئے عقیل علی کو اور نوفل

مجھے اور فلاں فلاں کے حوالے کیا جائے واسطے قتل کے (آیات بیانات و اص

(۲۰)

غزوہ احد (شوال ۳ ہجری)

غزوہ احد کے موقع پر اہل اسلام ایک سخت آزمائش اور امتحان سے دوچار ہوئے اور کئی جلیل القدر صحابہ نے جام شہادت بھی پیا اس موقع پر حضرت عمر فاروق دوسرے صحابہ کرام کے ساتھ میدان میں پوری طرح ڈٹے رہے اور دشمنوں کا مقابلہ کرتے رہے اتنے میں یہ افواہ پھیل گئی کہ حضور ﷺ معاذ اللہ شہید کر دئے گئے ہیں تو حضرت عمر فاروق پر اس کا گہرا اثر ہوا اور آپ سکتے میں آگئے اور وہیں بیٹھ گئے تاہم آپ میدان جنگ سے پیچھے نہیں ہٹے اور نہ ہی میدان چھوڑ کر گھر چلے گئے آپ وہیں میدان میں رہے جناب ابو الاثر حفیظ جالندھری مرحوم لکھتے ہیں :-

خبر سن کر شہادت پائی سردار عالم کی	پراگندہ تھی خاطر بے طرح فاروق اعظم کی
گرے ہتھیار سرینے کے اوپر جھک گیا ان کا	دماغ ازکار رفتہ ہو گیا دم رک گیا ان کا
ناب بازو میں بل تھا اور نہ پیروں میں سکت گویا	پریشان تھے زمین و آسمان و بخش جت گویا
کمرے تھے اک جگہ ڈوبے ہوئے بحر تحیر میں	یہ کروٹ ناگمانی تھی زمانے کے تغیر میں
مردش غیب سے ہمدستان تھی جس کی گویائی	غریق خود فراموشی ہوئی تھی اس کی دانائی

جو نبی آپ کو خبر ملی کہ حضور ﷺ خیریت سے ہیں اور یہ افواہ غلط ہے تو آپ اسی وقت حضور ﷺ کی خدمت میں جا پہنچے آپ کے ساتھ اور کون کون اجلہ صحابہ تھے اسے دیکھئے

فما عرف المسلمون رسول الله نهضوا به ونهض نحو الشعب معه

علی بن ابی طالب و ابوبکر بن ابی قحافہ و عمر بن الخطاب
و طلحہ بن عبید اللہ و الزبیر بن العوام و الحارث بن صمہ (طبری
- ابن ہشام - الفاروق ص ۵۷)

☆..... جنگ احد میں حضور ﷺ ایک گھائی میں تشریف فرما تھے ابو سفیان کو (جو اس وقت
تک مسلمان نہ ہوئے تھے) پتہ چل گیا وہ قریش کے کچھ نوجوان لے کر اوپر چڑھا ان کے
ساتھ حضرت خالد بن ولید بھی تھے (آپ بھی اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے) اور
چاہتے تھے کہ حضور ﷺ کے پاس پہنچ جائیں اور آپ کو نقصان پہنچائیں اس گروہ کے
مقابلہ پر جو لوگ نکلے اور پھر انہیں اس پہاڑی سے نیچے اترنے پر مجبور کیا تھا ان میں حضرت
عمر فاروق بھی تھے آپ کے پاس دقت کوئی ہتھیار بھی نہ تھا جس سے ان کا مقابلہ کیا جائے
چنانچہ آپ نے ان لوگوں پر اوپر سے پتھر برسائے جس سے پھر وہ لوگ اوپر نہ آ سکے اور نیچے
اتر کر بھاگ گئے (ابن ہشام ج ۲ ص ۵۳ طبری ۲۱۱)

حکیم الامت حضرت شاہ دلی اللہ صاحب محدث دہلوی غزوہ احد کے متعلق لکھتے ہیں
در غزوہ احد فضائل نمایاں نصیب حضرت فاروق شد چندیں جہت (ازالہ ج ۳ ص ۱۶۵)
غزوہ احد میں حضرت عمر فاروق کو متعدد جہت سے نمایاں فضائل حاصل ہوئے ہیں
☆..... معرکہ احد سے جب قریش واپس جا رہے تھے تو ابو سفیان نے ایک پہاڑ پر چڑھ کر
آواز دی کہ مسلمانوں کے گروہ میں محمد زندہ ہیں کہ نہیں؟ ﴿افی القوم محمد؟﴾
حضور ﷺ نے خاموش رہنے کا حکم دیا اور اس کا جواب دینے سے منع کر دیا ابو سفیان نے
پھر حضرت ابو بکرؓ کا نام لیا ﴿افی القوم ابن ابی قحافہ؟﴾ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کوئی
جواب نہ دے پھر اس نے حضرت عمرؓ کا نام لیا ﴿افی القوم ابن الخطاب؟﴾ آپ نے جواب

دیکھنے سے منع فرمایا کہ اس سوال پر بھی اسے کوئی جواب نہ ملا تو اس نے خوش ہو کر اپنے
 بیٹے ابوسفیانؑ سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ سب مارے گئے ہیں اگر ان میں سے کوئی بھی زندہ
 رہا تو ضرور میری پکار کا جواب آتا ﴿ اما هولاء فقد قتلوا فلو كانوا احياء لاجابوا ﴾
 اس وقت حضرت عمرؓ سے نہ رہا گیا آپ نے پکار کر کہا اے دشمن خدا تو غلط کہتا ہے تجھے یہ
 بات سن کر ضرور دکھ ہو گا کہ ہم سب زندہ ہیں ﴿ هذا رسول الله ﷺ وهذا ابوبکر وها
 لانا عمو ﴾ (مسند احمد) ابوسفیانؑ نے پھر ایک بت کا نام لے کر کہا ﴿ اعل هبل اے ہبل
 جبرے نام کی جے ﴾ تو حضرت عمرؓ نے حضور ﷺ سے عرض کی حضور میں اس کا جواب
 دیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ جواب دو ﴿ الله اعلیٰ واجل ﴾ یعنی اللہ ہی بلند و برتر ہے
 ابوسفیانؑ نے پھر کہا ﴿ ان لنا العزى ولا عزى لكم ﴾ ہمارے پاس تو عزی مت ہے تمہارے
 پاس نہیں آپ نے حضرت عمرؓ سے کہا جواب دو ﴿ الله مولانا ولا مولى لكم ﴾ ہمارے
 پاس اللہ ہے تمہارے پاس نہیں یعنی عزت تو صرف اللہ ہی کے تعلق سے ملتی ہے عزی
 بت سے تعلق میں سوائے ذلت و رسوائی کے اور کچھ نہیں ملے گا (سیرت ابن ہشام ص ۲ ج ۲ ص
 ۱۷ طبری سیرت المصطفیٰ ج ۲ ص ۲۲۲) ابوسفیانؑ کہنے لگا کہ یہ جنگ بدر کا بدلہ ہے لڑائی مثل
 ڈول کے ہوا کرتی ہے اور جنگ کا پانسہ پلٹتا رہتا ہے حضرت عمرؓ نے جواباً کہا کہ ایسا نہیں ہے
 ہمارے شہید تو جنت میں اپنے خیمے لگا چکے ہیں اور تمہاری مقتولین جہنم میں گئے قال لا
 سواء قتلانا فى الجنة وقتلاكم فى الناس (مسند احمد)

دل فاروق اعظم میں نہ تھا اب ضبط کا یارا	کہا او دشمن حق دیکھ لے قدرت کا نظارہ
خدا بھی حاضر و ناظر ہے قائم ہے خدائی بھی	پیامبر بھی سلامت زندہ ہیں ان کے فدائی بھی
ترے اقوال کا ہر حرف ہے انکی سماعت میں	حضرت محمد مصطفیٰؐ موجود ہیں اپنی جماعت میں

وہ سب افراد جو تیرے لئے سامانِ ذلت ہیں خدا کے فضل سے زندہ ہیں بزمِ افروز ملت ہیں اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروق میدانِ احد میں کس درجہ حضور ﷺ کے قریب رہے اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے غزوہ احد میں دشمنوں کے مقابلے پر اپنی نمائندگی کا شرف حضرت عمر فاروق کو عطا فرمایا تھا

(نوٹ) ابوسفیانؓ کے سوالات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بات ان کے علم میں بھی تھی کہ حضور ﷺ کی غیر موجودگی میں آپ کی امت کا قائد ابو بکر ہو گا اور ان کے بعد اگر کوئی ہے تو وہ عمر ہو گا یہی وجہ ہے کہ ابوسفیانؓ نے اس ترتیب سے آواز لگائی تھی۔

حافظ عزالدین ابن اثیر جزری (۶۳۰ھ) حضرت عمرؓ کے بارے میں لکھتے ہیں

ووشهد ايضا أحد وثبت مع رسول الله ﷺ (اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۳۶)

حضرت امام نووی (۶۷۶ھ) بھی لکھتے ہیں

وكان عمر ممن ثبت مع رسول الله ﷺ يوم أحد (تہذیب الاسماء ج ۲ ص ۶)

جہاں تک حضرت عمر فاروق کے میدان سے بھاگنے کی تاریخی روایت کا معاملہ ہے اس میں کوئی صداقت نہیں ہے دشمنوں کے اچانک حملہ کے وقت فوج میں انتشار پیدا ہو جانا اور ایک دوسرے سے دور ہو جانا ایک امرِ حقیقت ہے غزوہ احد میں جب کافروں نے دوسری جانب سے اچانک حملہ کر دیا چونکہ مسلمان اس کے لئے تیار نہ تھے اسلئے مسلم فوج میں ایک انتشار کی کیفیت پیدا ہو گئی اور ہر شخص ایک محفوظ جگہ کی تلاش میں تھا کہ دوبارہ وہیں سے جمع ہو کر میدان میں اتر آئیں اس صورت میں اگر حضرت عمرؓ بھی کہیں دوسری طرف نکل آئے تو اسے میدان سے فرار کا نام دینا انہی لوگوں کو زیب دیتا ہے جو حقائق سے ہمیشہ فرار کرتے آئے ہیں حضرت عمرؓ اگر میدان احد سے فرار ہو گئے تھے تو سوال یہ ہے کہ

پر آپ کہاں گئے؟ کیا واپس مدینہ منورہ چلے آئے اور گھر میں ٹھہر گئے؟ کیا ان کی فوج
 بے جا ملے اور وہیں بیٹھے رہے؟ ان سوالات کے جوابات نفی میں ہیں حقیقت یہ ہے کہ
 حضرت عمر فاروق پوری طرح وہیں ثابت قدم رہے تھے اور حضور ﷺ کی حفاظت
 اہانت میں آپ کے قریب موجود تھے حافظ عزالدین ابن اثیر کے حوالہ سے ہم یہ بات
 نقل کر آئے ہیں۔ رہی بات حضرت عمر فاروق کے فرار کی تو اس کی حقیقت بھی دیکھ لیجئے
 باب علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں

یہ روایت قطع نظر اس کے درایتاً غلط ہے کیونکہ معرکہ جہاد سے بھاگنا ایک ایسا
 ہنگ تھا جس کو کوئی شخص علانیہ تسلیم نہیں کر سکتا تھا اصول روایت کے لحاظ
 سے بھی ہم اس پر اعتبار نہیں کر سکتے علامہ بلاذری نے جن روایات کی سند سے یہ
 روایت نقل کی ہے ان میں عباس بن عبد اللہ الباکسائے اور غنیض اسحاق ہیں
 اور دونوں مجہول الحال ہیں اس کے علاوہ اور تمام روایتیں اس کے خلاف ہیں (

الفاروق ص ۷۵)

بباکسائے اور غنیض جیسے مجہول لوگوں سے حضرت عمر فاروق کو غیظ و غضب کا نشانہ بنانا
 اور ان پر ایسی تہمت باندھنا جو عقل و نقل اور ان کی سیرت و مزاج کے بھی منافی ہے کسی
 طرح قبول نہیں کی جاسکتی

غزوہ خندق (شوال ۵ ہجری)

غزوہ خندق کے وقت حضور ﷺ نے مختلف امور کے سلسلے میں مختلف صحابہ کو مامور فرمایا
 اور یہ حضرات اپنی پوری جانفشانی کے ساتھ یہ ذمہ داری نبھاتے تھے حضور ﷺ نے

حضرت عمرؓ کو بھی کچھ ذمہ داریاں سونپ رکھی تھیں یہاں حضرت عمر فاروقؓ کا ایک ذخیرہ جس میں آپؓ مقیم ہوتے اور اس میں اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے یہ مقام مسجد عمرؓ سے معروف ہوا اور زائرین حرم یہاں آتے اور دو گانہ ادا کرنے کی سعادت حاصل کر سکتے رہے خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد مرحوم کے حکم پر صحابہ کرام کے یہ تمام خیمے ایک خوبصورت مسجد کی شکل میں تبدیل ہو گئے ہیں اور امید ہے کہ امسال مدینہ منورہ کے زائرین اس مسجد میں نماز ادا کریں گے۔ انشاء اللہ

☆..... اسی غزوہ میں ایک دن کافروں نے موقع دیکھ کر مسلمانوں پر حملہ کا ارادہ کیا، حضرت عمرؓ اور حضرت زبیرؓ ان کے سامنے ڈٹ گئے اور ان کا راستہ روکا اور اس طرح ان پلے کہ پھر وہ لوگ اپنی جگہ نہ ٹھہر سکے اور ان کی جماعت بکھر کر رہ گئی (طبری ۲: ۵۲)۔
ازالہ الخفاء ج ۳ ص ۱۶۷

☆..... اسی غزوہ میں لڑائی کی شدت کی بناء پر ایک دن اتنی مہلت بھی نہ ملی کہ مسلمان نماز عصر ادا کر سکیں سورج غروب ہونے کے بعد حضرت عمرؓ کفار قریش کو برا بھلا کہتے ہوئے حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا اے اللہ کے رسول میں نماز عصر نہ پڑھنے پایا تھا کہ سورج غروب ہو گیا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم میں نے بھی نہیں پڑھی اللہ ان کی قبروں کو آگ سے بھرے جنہوں نے ہمیں یہ نماز عصر پڑھنے کی مہلت نہ دی یہاں تک کہ سورج چھپ گیا (صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۹۰ صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۲۶)

☆..... اسی غزوہ کے موقع پر عرب کے ایک اور مشہور پہلوان ضرار اسدی کا حضرت عمرؓ نے تعاقب کیا تھا اور اس نے بھاگ کر اپنی جان چاکی تھی (سیرت النبی ج ۱ ص ۴۲۸) اس سے ایک سال قبل (۴ ہجری میں) بنو نضیر کا واقعہ پیش آیا تھا یہ لوگ اسلام کے سخت

میں تھے حضور ﷺ جب ان کے پاس ایک سلسلے میں گفتگو کے لئے جانے لگے تو آپ نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو اپنے ساتھ لیا تھا (الفاروق ص ۵۸)

واقعہ حدیبیہ (ذی القعدہ ۶ ہجری)

حضور ﷺ جب خانہ کعبہ کی زیارت کے ارادہ سے مدینہ منورہ سے چلے تو صحابہ سے کہا کہ کوئی آدمی اپنے ساتھ ہتھیار نہ لے تاکہ قریش کو یہ شبہ نہ ہو کہ ہم لڑائی کرنے آئے ہیں مسلمان تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ حضرت عمر فاروق کو خیال ہوا کہ اس طرح خالی ہاتھ سفر کرنا مناسب نہیں ہے چنانچہ آپ نے اپنی رائے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کی کہ ہمیں کچھ ہتھیار لے لینے چاہیے آپ ﷺ نے ان کی رائے پسند فرمائی اور مدینہ منورہ سے کچھ ہتھیار منگوا لئے

جب مسلمانوں کا قافلہ مکہ مکرمہ کے قریب پہنچا تو آپ ﷺ کو پتہ چلا کہ قریش نے طے کر لیا ہے کہ کسی کو بھی مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے حضور ﷺ نے چاہا کہ قریش سے بات کرنے کے لئے کسی بڑے آدمی کو بھیجا جائے آپ نے حضرت عمر فاروق کو اس کام کے لئے منتخب فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور میرے وہاں جانے میں تو کوئی حرج نہیں لیکن آپ جانتے ہیں کہ قریش کو مجھ سے سخت عداوت ہے اور وہاں میرے خاندان کا بھی کوئی آدمی نہیں جو موقع پر میری حمایت و مدد میں آئے اس لئے اگر آپ مناسب جانیں تو میری جگہ حضرت عثمان غنی کو بھیجیں (ابن ہشام ج ۲ ص ۳۷۵) حضور ﷺ نے حضرت عمر فاروق کی اس رائے کو پسند فرمایا اور حضرت عثمان ذوالنورین کو بطور اپنا نمائندہ مکہ مکرمہ بھیجا تاکہ وہ رؤسائے قریش سے بات کریں

جب حضرت عثمان غنیؓ کے واپس تشریف لانے میں دیر ہو گئی اور ساتھ ہی ان کی شہادت کی افواہ پھیلی تو حضور ﷺ نے پندرہ سو کے قریب صحابہ کرام سے حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کا بدلہ لینے کے لئے جہاد پر بیعت لی جس کا ذکر قرآن کریم کی سورۃ الفتح (پ ۲۶) میں ہے اور یہ بیعت بیعت الرضوان کے نام سے معروف ہے

حضرت عمر فاروق نے جہاد کا اعلان سنتے ہی اپنے بیٹے عبداللہ سے کہا کہ فلاں صحابی سے گھوڑا مانگ لاؤ حضرت عبداللہ باہر نکلے تو پتہ چلا کہ حضور ﷺ لوگوں سے بیعت لے رہے ہیں انہوں نے وہیں بیعت کر لی اور جب واپس آئے تو دیکھا کہ ان کے والد حضرت عمرؓ اپنے اوپر ہتھیار سجا رہے ہیں جب بیٹے نے کہا کہ وہ بیعت کا شرف پا چکے ہیں تو حضرت عمرؓ فوراً اٹھے اور جا کر حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کو سہارا دیا اور لوگ بیعت کرتے رہے یہاں تک کہ تقریباً پندرہ سو آدمیوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی (تاریخ الاسلام والمسلمین ص ۳۹۹)

☆..... پھر حدیبیہ میں جب صلح نامہ لکھا گیا تو اس سے ظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ صلح مسلمانوں نے دب کر کی ہے حضرت عمر فاروقؓ کیسے گوارا کر سکتے تھے کہ مسلمان کسی سے دب کر رہیں اور حضور ﷺ کو کوئی دبا کر دکھائے آپ سے نہ رہا گیا تو آپ حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں آئے انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ جو کچھ کرتے ہیں اسی میں مصلحت ہوگی آپ اللہ کے رسول ہیں اور وہی ان کا مددگار ہے اللہ آپ کو ہر گز ضائع نہیں کرے گا سو تم مضبوطی کے ساتھ ان کے حکم کی تعمیل کرو کیونکہ اللہ کی قسم آپ ﷺ حق پر ہیں تاہم حضرت عمر فاروقؓ مضطرب رہے پھر خود حضور ﷺ سے جا کر اپنے دل کی بات عرض کر دی آپ کے عرض کرنے کا اندازا کچھ اس طرح تھا

اے اللہ کے رسول کیا آپ رسول اللہ نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ جھٹک ہوں
حضرت عمرؓ نے کہا کیا ہمارے دشمن مشرک نہیں آپ نے فرمایا کہ ہاں ضرور ہیں
حضرت عمرؓ نے کہا پھر ہم اپنے دین کے بارے میں اس قدر کیوں دب کر بات
زیں آپ نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ کے حکم کے خلاف نہیں کرتا۔
حضرت عمرؓ نے حضور ﷺ کی بات سنی تو خاموش ہو گئے چنانچہ پھر معاہدہ لکھا گیا اور اس
حضرت عمرؓ فاروق نے بھی دستخط فرمائے

حضرت عمرؓ فاروق جب یہ بات کر چکے تو انہیں احساس ہوا کہ ان کو حضور ﷺ کے ساتھ
اس انداز میں بات نہ کرنی چاہیے تھی چنانچہ آپ کو اس پر سخت ندامت ہوئی امام زہری
حضرت عمرؓ کا قول نقل کرتے ہیں

اس موقع پر جو کچھ مجھ سے صادر ہوا اس کے کفارے کے لئے میں نے کئی نفل
ادا کئے روزے رکھے صدقہ خیرات کرتے رہا اور غلام بھی آزاد کئے (ابن ہشام
ج ۲ ص ۷۸ سیرت المصطفیٰ ج ۲ ص ۶۰-۳۶۰۔ الفاروق ص ۶۱)

حضرت عمرؓ فاروق نے یہ بات حمیت اسلامی کے غلبہ کی بناء پر کہی تھی آپ یہ سوچ کر کہ یہ
معاہدہ حضور ﷺ کے شان اقدس کے خلاف ہے اسلئے ہم کیوں مان لیں پھر آنحضرت
ﷺ نے بھی اس پر کسی ناراضگی اور غصہ کا اظہار نہیں فرمایا حضرت شاہ ولی اللہ محدث
دہلوی (۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں

حضرت عمرؓ کو متعدد مرتبہ غلبات کے درمیان ایشنباہ واقع ہوا تھا اور آنحضرت
ﷺ نے ان کو الگ الگ کر کے دکھا دیا تھا یہاں تک کہ حضرت فاروق اس
باب میں پورے تجربہ کار ہو گئے پھر آپ کو کوئی ایشنباہ نہیں ہوتا تھا اس وقت

آپ محدث کامل ہو گئے (ایضاً ص ۱۷۳)

پھر آپ ﷺ جب مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں سورہ فتح نازل ہوئی اس وقت حضور ﷺ نے حضرت عمرؓ کو بلایا اور فرمایا کہ مجھ پر یہ سورت اتری ہے جو مجھے تمام دنیا کی چیزوں سے زیادہ محبوب ہے

حدیبیہ میں صلح کا معاہدہ لکھے جانے کے بعد حالات نے کچھ اس طرح کروٹ بدلی کہ اسلام کی اشاعت دور دور تک ہونے لگی اور لوگ اسلام میں کثرت سے داخل ہونے لگے حضرت عمر فاروق نے جو کچھ کہا وہ ان کی ایمانی غیرت کی ایک آواز تھی تاہم انہیں کیا پتہ تھا کہ اللہ کا نبی اس صلح میں بھی فتح ہی فتح دیکھ رہا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ لکھتے ہیں

در حدیبیہ حاضر دو آنجا فضائل بے حساب نصیب او شد یکے آنکہ حمیت اسلام بر حضرت فاروق غلبہ کرد و بتربیت آنحضرت ﷺ تسکین یافت (ازالہ ج ۳ ص ۱۷۰)

حضرت عمر حدیبیہ میں موجود تھے اور اس جگہ آپ کو بے حساب فضائل نصیب ہوئے ایک یہ کہ اسلام کی غیرت نے حضرت عمر پر غلبہ کیا اور پھر حضور ﷺ کی تربیت سے انہوں نے تسلی پائی

☆..... غزوہ خیبر (۷ ہجری)

خیبر میں یہودیوں کے بڑے بڑے قلعے تھے حضور ﷺ نے جب اپنے جانثاروں کے ساتھ خیبر کا رخ فرمایا تو بہت سے قلعے آسانی کے ساتھ مسلمانوں کے ہاتھ آگئے تاہم

قلعہ حضور ﷺ جس پر عرب کا مشہور بہادر مہربان قابض تھا آسانی سے فتح نہیں ہو رہا تھا ایک نشان دے کر حضرت ابو بکر کو وہاں بھیجا مگر پوری جدوجہد کے باوجود یہ قلعہ ہاتھ نہ آ سکا پھر آپ نے دوسرے روز حضرت عمر کو جھنڈا دے کر وہاں بھیجا اور اعلیٰ رسول اللہ ﷺ اللواء عمر بن الخطاب (طبقات ج ۳ ص ۲۰۶) لیکر یہ قلعہ پھر بھی فتح نہ ہوا (سیرت المصطفیٰ ج ۲ ص ۴۱۹) حضور ﷺ نے فرمایا کہ اب میں کل اس آدمی کے ہاتھ میں جھنڈا دوں گا جو اللہ رسول سے محبت رکھتا ہے اللہ اس کے ہاتھ پر قلعہ فتح کر دے گا وہ کسی حالت میں بھی پیچھے نہ ہٹے گا (ابن ہشام ج ۲ ص ۴۰۰) حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں اس بات کو سن کر میرا جی مچنے لگا کہ مجھے یہ جھنڈا دیا جائے کہ اب اس پر حضور ﷺ نے بشارت بھی دی ہے تاہم علم الہی میں پہلے سے مقدر تھا کہ یہ سعادت حضرت علی مرتضیٰ کو نصیب ہو چنانچہ دوسرے دن حضور ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ کو جھنڈا عطا فرمایا اور یہ قلعہ آپ کے ہاتھوں فتح ہو گیا (رواہ مسلم) حضرت علی مرتضیٰ کے ہاتھوں میں دیا جانے والا جھنڈا ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کے دوپٹے سے تیار کیا گیا تھا اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی دعا اور ام المؤمنین کے دوپٹے کی لاج رکھی اور اللہ کے شیر حضرت علی مرتضیٰ کے ہاتھوں یہ قلعہ فتح فرمادیا۔ حضرت علی کے ہاتھوں مہربان مارا گیا اور میدان مسلمانوں کے ہاتھوں میں آ گیا

پھر خیبر کی زمین حضور ﷺ نے سب مجاہدوں میں تقسیم فرمائی جن میں سے ایک حصہ حضرت عمر فاروق کو بھی ملا حضرت عمر فاروق نے اپنا وہ حصہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں وقف کر دیا حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر کو خیبر کی زمین ملی تو وہ اس کے

متفاق حضور ﷺ کے پاس مشورہ کے لئے آئے اور کہا کہ حضور مجھے ایسی زمین ملی ہے کہ اس جیسا مال مجھے کبھی نہیں ملا میرے خیال میں وہ بہت عمدہ ہے آپ مجھے اس کے بارے میں بتائیں میں کیا کروں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو اصل زمین کو اپنے پاس رکھو اور اس سے جو پیداوار آئے اسے وقف کردو حضرت عمر فاروق نے پھر اس زمین کو اس شرط کے ساتھ وقف کر دیا کہ نہ اصل زمین فروخت کی جائے گی نہ اس میں وراثت چلے گی اور نہ یہ کسی کو تحفہ میں دی جائے گی حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ

فَنَصَدَّقُ عُمَرَ فِي الْفُقَرَاءِ وَفِي الْقُرْبَىٰ وَفِي الرِّقَابِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَالضَّيْفِ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۴۱)

حضرت عمر نے اسے فقراء قرابت داروں اللہ کے راستوں مسافروں اور مہمانوں کے لئے صدقہ کر دیا

اسلام کی تاریخ میں یہ پہلا وقف تھا جو عمل میں آیا اور اب قیامت تک جو بھی راہ خدا میں وقف ہو گا ان سب کا ثواب حضرت عمر فاروق کو ضرور ملے گا۔ اسی طرح آپ نے سن ۶ ہجری میں مقام تمنغ میں اپنی جائیداد وقف کر دی تھی (بذل القوتہ ص ۲۳۱)

☆..... غزوہ حنین (۸ ہجری)

حضرت عمر فاروق غزوہ حنین کے وقت بھی حضور ﷺ کے ہمراہ موجود تھے اور آنحضرت ﷺ نے ایک جھنڈا حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں دیا تھا (ازلہ ج ۳ ص ۱۸۰) مقابلہ سخت ہونے کی وجہ سے بعض صحابہ کے قدم اکھڑ گئے تھے تاہم اس میدان میں حضرت ابو بکر حضرت عمر حضرت علی حضرت عباس حضرت اسماء پوری طرح جانت قدم رہے اور

ابن الاسلام کاڈٹ کا مقابلہ کرتے رہے
 لیست معہ یومئذ العباس بن عبدالمطلب و علی بن ابی طالب و الفضل بن
 عباس و ابوبکر و عمر و اسامة بن زید (طبقات ج ۲ ص ۱۱۵)

غزوہ تبوک (۹ ہجری)

حضرت ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر صحابہ کرام کو مالی امداد کی ترغیب دی صحابہ
 سب توفیق حضور ﷺ کی خدمت میں مال اور سامان پیش کرتے رہے اس موقع پر
 حضرت عمر فاروق نے اپنے مال کا نصف حصہ پیش خدمت کر دیا تاہم حضرت ابوبکر صدیق
 پورے اس دن بھی سب پر بھاری رہا آپ کے پاس جو کچھ تھا سب کا سب حضور ﷺ کی
 خدمت میں لا کر پیش کر دیا تھا

حضور ﷺ کسی جگہ فوج روانہ فرماتے تو صحابہ میں کسی کو اس جماعت کا امیر بنادیتے تھے
 آپ نے شعبان ۷ھ میں جب ہوازن کے علاقے میں فوج بھیجی تو اس کا امیر حضرت عمرؓ
 فوج کو بنایا تھا

بعث رسول الله ﷺ عمر بن الخطاب سرية في ثلاثين رجلا الى
 عجز هوازن (طبقات ج ۳ ص ۲۰۶)

اس معرکہ ہوازن میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور جب مسلمان مال غنیمت اٹھانے میں
 مشغول ہوئے تو دشمنوں نے پھر سے اچانک حملہ کر دیا اور اس قدر تیر برسائے کہ
 مسلمانوں میں بالکل مچ گئی اس موقع پر حضرت عمر فاروق اور دوسرے چند اجلہ صحابہ نے
 زور استقامت کا مظاہرہ کیا اور میدان پھر سے اپنے حق میں کر لیا ہوازن کے چھ ہزار

آدمی گرفتار ہوئے اور مسلمانوں اس معرکہ میں فتح سے ہمکنار ہوئے (الغزوة ص ۱۵)
اس تفصیل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت عمرؓ حضور ﷺ کے ساتھ ہر غزوہ
اور معرکہ میں برابر شریک رہے اور دین اسلام کی سر بلندی کے لئے اپنی جان اور مال کی
بازی لگاتے رہے حافظ ابن عبد البر مالکی (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں

فہو من المهاجرين الاولين وشهد بدرا وبيعة الرضوان وكل مشهد
شهدہ رسول اللہ ﷺ (الاستیعاب ج ۲ ص ۲۹۵ تحت الاصابہ)

علامہ محمد ابن سعد (۲۳۰ھ) لکھتے ہیں

شهد عمر بن الخطاب مع رسول اللہ ﷺ بدرا واحدا والخنندق
والمشاهد كلها مع رسول اللہ ﷺ وخرج في عدة سرايا وكان اميرا
بعضها (طبقات ج ۳ ص ۲۰۶)

علامہ حافظ ابن جوزی (۵۹۷ھ) لکھتے ہیں

لما أسلم عمر عز الاسلام وهاجر جبراً وشهد بدرا واحدا والمشاهد
كلها (صفوة الصفوة ج ۱ ص ۱۳۳)

حافظ عز الدین ابن اثیر جزری (۶۳۰ھ) لکھتے ہیں

شهد عمر بن الخطاب مع رسول اللہ ﷺ بدرا واحدا والخنديق وبيعة
الرضوان وخيبر والفتح وحيناً وغيرها من المشاهد وكان أشد الناس
على الكفار (اسد الغابة ج ۲ ص ۱۳۵)

☆..... شارح صحیح مسلم حضرت امام محی الدین نووی (۶۷۶ھ) لکھتے ہیں

وشهد عمر مع رسول اللہ ﷺ بدرا واحدا والخنديق وبيعة الرضوان
وخيبر والفتح وحيناً والطائف وسائر المشاهد وكان شديداً على الكفار

والمناقبین (تہذیب الاسماء واللغات ج ۲ ص ۱۱۵)
 حضرت امام محبت طبری (۶۹۷ھ) لکھتے ہیں

کان عمر بن الخطاب من المهاجرين الاولين ممن صلى بالقبليتين
 وشهد بدرا والحديبية وبيعة الرضوان وسائر المشاهد مع رسول الله

(رياض ج ۱ ص ۳۱۳)
 حافظ ابن کثیر (۷۷۷ھ) لکھتے ہیں

وشهد بدرا وأحدا والمشاهد كلها مع النبي ﷺ وخرج في عدة سرايا
 وكان أميراً على بعضها (البدایہ ج ۷ ص ۱۳۳)

مفسر قرآن قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں

حضرت عمرؓ بن خطاب جمیع مشاہد و غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ
 حاضر تھے احد اور حنین کے دن صحیح قول یہی ہے کہ وہ ثابت قدم رہے تھے (سیف مسلول ص ۴۵۹)

نورخ دوراں علامہ قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں

جملہ مشاہد و غزوات میں ملتزم رکاب نبوی تھے کسی ایک مشہد میں بھی
 حضور ﷺ سے علیحدہ نہیں ہوئے احد و حنین کے غزوات میں ان بزرگوں
 میں سے تھے جنہوں نے میدان جنگ میں شہادت و استقلال کا کامل نمونہ
 دکھلایا تھا رضی اللہ عنہ (اصحاب بدر ص ۸۰)

حضرت عمر فاروقؓ نے ان تمام معارک میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے جو شاندار
 خدمات انجام دی ہیں اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کی طرف سے آپ کو اس کا بہترین بدلہ عطا
 فرمائے آمین

☆..... حضرت عمر فاروقؓ عہد صدیقی میں

حضور ﷺ کے سفر آخرت پر حضرت ابو بکر صدیقؓ آپ کے بالاتفاق خلیفہ ہوئے اور اس امت کی رہنمائی و رہبری کا فریضہ آپ کے ہاتھوں میں آیا حضرت عمر فاروقؓ نے سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہاتھوں میں ہاتھ دیا اور ان کی بیعت کی پھر دوسرے صحابہ آپ کی بیعت کے لئے آتے رہے حضرت عمرؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ اس طرح چلے جس طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ حضور ﷺ کے ساتھ چلے اسلام کی سر بلندی اور امت کی خیر خواہی میں آپ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کا بھرپور ساتھ دیا حضرت عمر فاروقؓ کو اللہ نے علم و فقہ کی دولت سے بہت نوازا تھا حضرت ابو بکر نے شعبہ قضاء کی ذمہ داری آپ کو دی اور آپ عہد صدیقی میں دوسری خدمات کے ساتھ ساتھ قاضی القضاۃ کے منصب پر بھی فائز تھے حضرت امام ابراہیمؒ نفعی تابعی (۹۶ھ) کہتے ہیں

أول من ولي أبو بكر شيا من أمور المسلمين عمر بن الخطاب ولاه

القضاء وكان أول قاض في الإسلام (تاریخ عمر ص ۶۶ لائن جوزی)

آپ اسلام اور مسلمانوں کے لئے جو بات اور کام بہتر سمجھتے جانشین رسول حضرت ابو بکرؓ اس کا مشورہ دیتے اور حضرت ابو بکرؓ آپ کے مشورہ کو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور اس پر عمل بھی کرتے رہے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ زندگی کے آخری دنوں میں جتنا عرصہ بیمار رہے حضرت عمر فاروقؓ ہی مسلمانوں کو نماز پڑھاتے تھے (البدایہ ج ۷ ص ۱۸)

ان حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ جس دن سے حضور ﷺ کی خدمت میں آئے آپ آخر تک حضور ﷺ کے ساتھ رہے اور حضور ﷺ نے بھی حضرت ابو بکرؓ

صدیقؑ کی طرح انہیں اپنے ساتھ ساتھ رکھا آپ جانتے تھے کہ اللہ کے ہاں حضرت عمرؓ فاروقؓ کا بہت اونچا مقام ہے اور وہ آسمانوں میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں چنانچہ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ کے سفر آخرت کا وقت قریب آپہنچا تو آپ نے حضرت عمر فاروقؓ کو اپنا جانشین بنانے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں کی آپ کو حضرت عمر فاروقؓ کے ایمان و عمل اخلاق و کردار زہد و تقویٰ اور عدل و انصاف اور امت مسلمہ کی خیر خواہی و ہمدردی پر پورا اعتماد تھا اور سچ یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آپ پر جس بھرپور طریقہ سے اعتماد کیا حضرت عمر فاروقؓ اس سے کہیں زیادہ آپ کے اعتماد پر پورا اترے تھے

..... فرضی اللہ تعالیٰ عنہما آمین

نصم انصام اللہ فی تذكرة امداد اللہ

بر صغیر کی ممتاز روحانی شخصیت جامع شریعت و طریقت عالم باعمل شیخ المشائخ عارف باللہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی حیات مبارک کے ایمان افروز واقعات المسمی ب

حضرت حاجی امداد اللہؒ

تالیف : حافظ محمد اقبال رنگونی (مانچسٹر)

مقدمہ : مفکر اسلام حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ العالی

ملنے کا پتہ

ادارہ اشاعت الاسلام مانچسٹر پوسٹ بکس نمبر ۳۶ - مانچسٹر ۱۶۔

شذرات الددر فی خلافت سیدنا عمرؓ

امیر المؤمنین

سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت

حضور اکرم ﷺ کے سب سے قریب ترین ساتھی اور آپ کے مزاج شناس حضرت ابوہریرہؓ صدیق تھے حضرت عمرؓ اسلام لاتے ہی حضرت ابو بکر کے ساتھ اس طرح پیوست ہوئے کہ تاریخ عالم میں کبھی اور کسی دو بھائی بھی آپس میں اس طرح شیر و شکر نہ ہوئے ہوں۔ آپ پوری زندگی حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر کے ساتھ ساتھ رہے حضرت عمر فاروقؓ کی زندگی حضور ﷺ کے سامنے ایک کھلی کتاب تھی حضرت ابو بکرؓ بھی جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح حضرت عمر فاروقؓ کی تائید میں آیات اتار تا رہا ہے اور حضور ﷺ آپ کو کس عز و شرف سے نوازتے رہے ہیں اور آپ کے ایمان و تقویٰ اور آپ کے علم و فہم کی داد دیتے رہے ہیں یہ اشاروں کنایوں میں آپ کی خلافت کے آثار تھے حضرت عمر فاروقؓ حضور ﷺ کے وزیر بھی تھے اور مشیر بھی۔ حضور ﷺ نے بڑے بڑے کاموں میں ان کے ایمان و اخلاص کا امتحان لیا اور اس امتحان میں انہیں پوری طرح کامیاب پایا آپ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ بھی ایک بڑا وقت گزارا تھا اور جب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے خلافت نبہالی تو وہ آپ کے بازو بن کر آپ کی مدد کرتے رہے اور اسلام اور مسلمانوں کا پرچم بلند کرنے میں آپ کبھی پیچھے نہ رہے حضرت مولانا حبیب الرحمن عثمانی (سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند) لکھتے ہیں

زمانہ خلافت صدیقی میں حضرت عمرؓ کا درجہ وزیر اعظم کا تھا (اشاعت اسلام ص ۲۶۳)

حضرت ابو بکر صدیق نے صحابہ کرام کے اس بھرے مجمع پر نظر ڈالی تو سوائے حضرت عمرؓ کے اور کوئی ایسا نہ ملا جو اس نازک وقت میں اس نظام کو سنبھال پائے اور حضور ﷺ کی وراثت کے مطابق آپ کے اس مشن کو کامیابی سے ہمکنار کرے منصب خلافت کوئی ایسا انسان کام نہیں کہ ہر کوئی اس کا حق ادا کر پائے اور اسے پوری کامیابی سے سنبھال لے بیشک حضرت عمر فاروق کو خلافت کی حاجت نہ تھی مگر تاریخ نے بتایا کہ یہ عمر فاروق ہیں جنہوں نے اس کا حق ادا کیا اور حق یہ ہے کہ خلافت کو اسی مرد آہن کی ضرورت تھی یہ حضرت ابو بکر صدیق کی نگاہ فراست تھی جس نے ایک ایسے ہیرے کو منتخب کیا جس کی روشنی سے ایک جہاں روشن ہوا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس انتخاب پر حضرت ابو بکرؓ کی فراست کو زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے آپ نے فرمایا

أفرس الناس ثلاثة أبوبكر في عمر..... (تاریخ عمر ص ۷۰)

نارج صحیح مسلم حضرت امام نووی (۶۷۶ھ) لکھتے ہیں

وهو استخلافه على المسلمين عمر بن الخطاب وتفرسه فيه
ورصيته له واستيداعه الله الامة فخلفه الله عز وجل فيهم أحسن
الخلافة وظهر لعمر الذي هو حسنة من حسناته وواحدة من فعالاته
تمهيد الاسلام واعزاز الدين وتصديق وعد الله تعالى بانه يظهر على
الدين كله (تهذيب الاسماء واللغات ج ۲ ص ۱۸۲)

لا کے معروف عالم علامہ موسیٰ جار اللہ مرحوم لکھتے ہیں

حضرت صدیق نے اپنے بعد کے لئے نامزد فرمایا اور اسلامی حکومت اور اس کی
لامت و قیادت ایسے ہی شخص کی محتاج تھی..... آپ کے دور خلافت میں کسی

بات میں بھی جھگڑا اور لڑائی نہیں ہوئی..... سیاست میں سب سے زیادہ صائب
 ارائے تھے نبی کے بھی وزیر رہے اور صدیق کے بھی اور ان دونوں کے بعد پہلا
 امیر المؤمنین ہوئے امت اور حکومت دونوں کے معاملات کو بہترین طریقے
 سے چلاتے رہے اور شعائر دین کی آپ سے بہتر اقامت کسی نے نہیں کی دنیا
 اور دنیوی معاملات میں دونوں حیثیتوں سے آپ تمام صحابہ پر فوقیت
 رکھتے تھے (الوشیعہ ص ۱۲۹)

حضرت ابو بکر صدیق نے جب محسوس کیا کہ اب آپ کا سفر آخرت قریب ہے کہیں ایسا
 ہو کہ میرے بعد خلافت کا معاملہ اختلاف کی نذر ہو جائے اور حضور ﷺ کی امت کی
 آزمائش میں نہ آجائے تو آپ اس کی فکر اور تدبیر میں مشغول ہو گئے
 حضرت ابو بکر صدیق کے نزدیک حضرت عمر سے بہتر کوئی دوسرا شخص اس منصب
 لئے موزوں نہ تھا تاہم آپ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کو بلا کر اس بارے میں مشورہ
 چاہا انہوں نے کہا کہ آپ کا حسن ظن جس قدر ان کی جانب ہے وہ اس سے بھی بہت بڑھ
 ہوئے ہیں البتہ ان کے مزاج میں ذرا سختی ہے حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ یہ سختی اس لئے
 ہے کہ مجھ کو نرم دیکھتے ہیں میں نے آزمایا ہے کہ جب مجھے زیادہ نرمی کرتے دیکھتے تھے تو
 سخت بن جاتے تھے اور جب مجھے سخت غصہ میں دیکھتے تھے تو نرمی کا پہلو اختیار کر لیتے تھے
 مستقل خلیفہ ہو کر سختی نہ کریں گے

پھر آپ نے حضرت عثمان غنی سے اس بارے میں مشورہ کیا تو انہوں نے فرمایا

سیرتہ خیر من علانیته ولیس فینا مثله (اشاعت اسلام ص ۲۴۲)

ان کا باطن ظاہر سے بھی زیادہ اچھا ہے اور اب ہم میں ان کی مثل کوئی نہیں ہے

ہر آپ نے اپنے کاتب (سیکرٹری) حضرت عثمان غنی کو بلایا اور ان سے خلیفہ کے لئے
 لکھوائی قبل اس کے کہ اس میں آپ کسی کا نام لکھیں اور ابھی آپ آدمی سطر ہی
 پہنچ کر یہ لکھوائے تھے کہ کمزوری کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے حضرت عثمان غنی نے وہاں
 پہنچنے پر فارق کا نام لکھ دیا حضرت ابو بکر صدیق ہوش میں آئے تو آپ نے حضرت
 عمر سے وصیت پڑھنے کے لئے کہا پتہ چلا کہ اس نازک حالت میں وہاں حضرت عمر
 نہ تھے تو آپ اس پر بہت خوش ہوئے حضرت عثمان کو بے حد دعائیں
 دیں (حضرت عثمان غنی نے یہ اسلئے کیا تھا کہ آپ کو اچھی طرح معلوم تھا کہ حضور ﷺ
 نے کس طرح آپ کو حضرت عمر فاروق کے ساتھ رکھا ہے اور ہر موقع پر ابو بکر کے بعد
 آپ کا نام لیا ہے) آپ نے حضرت عثمان غنی سے کہا

رحمك الله وجزاك الله خيرا (تاریخ عمر ص ۶۸ لابن جوزی)

خدا ترا از اسلام جزائے خیر دھاد

اللہ تمہیں اسلام کی طرف سے جزائے خیر دے (ازالہ ج ۳ ص ۱۵۰)

بفرمایا کہ لکھو کہ اب ان کی بات سننا ان کا حکم ماننا اگر انہوں نے عدل و انصاف کیا اور میرا
 کلمہ بھی ہے اور میرا علم ان کے بارے میں بھی یہی ہے اور اگر انہوں نے ظلم کیا تو ہر آدمی
 کے لئے اس کے عمل کی سزا ضروری ہے جو اس سے سرزد ہو اور صرف خیر کا ہی میں نے
 ارادہ کیا ہے مجھے غیب کا علم نہیں ہے اور جنہوں نے ظلم کیا ہے وہ عنقریب جان لیں گے
 کہ کیسی جگہ لوٹ کر جانا ہے

﴿والخیر أوردت ولا أعلم الغیب وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون﴾

(تاریخ عمر ص ۶۹ لابن جوزی)

پھر آپ نے اپنے ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے اور کہا

اے اللہ میں نے اسے مسلمانوں پر خلیفہ بنایا ہے اور اس کام میں سوائے
مسلمانوں کی بہتری کے میں نے اور کچھ نہیں چاہا ہے اور میں ایک ایسا عمل
بجالایا ہوں جس کو آپ سب سے زیادہ جاننے والے ہیں اور میں نے پورے غور
و خوض کے بعد مسلمانوں میں جسے سب سے بہتر پایا ہے اس کو ان پر والی بنایا ہے
اے اللہ آپ غیب کے جاننے والے ہیں میں نے اس معاملے میں حضرت عمر
کی کوئی طرفداری نہیں کی ہے اور میں دنیا سے آخرت کی طرف جارہا ہوں آپ
ان کے محافظ رہیے اور ان کی بھلائی کے واسطے آپ ان کی اصلاح فرماتے رہیے
اور ان کو ان خلفائے راشدین میں سے بنائیے کہ وہ اپنے نبی ﷺ کی سیرت کی
پوری پیروی کریں اور وہ صالحین کی سیرت پر عمل پیرا ہوں اور ان کے رعیت
کے کاموں کو سنوار دیجئے

پھر آپ نے اس حکم نامے پر دستخط فرمائے اور مہر لگادی

جب عہد نامہ مرتب ہو چکا تو لوگوں کو جمع کر کے اس کو بر سر منبر سنانے کا حکم فرمایا سب
نے سن کر تسلیم کر لیا اس کے بعد پھر خود آپ نے سب سے خطاب کر کے فرمایا کیا تم اس
شخص سے راضی ہو جس کو میں نے خلیفہ بنایا ہے دیکھو میں نے اپنے کسی عزیز رشتہ دار کو
خلیفہ نہیں بنایا بلکہ عمر کو بنایا ہے میں نے اپنی طرف سے غور و تامل میں کوتاہی نہیں کی تم
سب کو اس کی اطاعت کرنی چاہیے سب نے جواب دیا ہم خوشی سے اطاعت کے لئے تیار
ہیں پھر آپ نے حضرت عمر کو بلا کر بہت کچھ نصیحتیں اور وصیتیں فرمائیں (اشاعت اسلام
ص ۲۴۴)

پارہی الحکم کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر لوگوں کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں نے ایک معاہدہ لکھا ہے کیا تم سب اس پر راضی ہو سب لوگوں نے بیک زبان کہا جی ہاں ہم راضی ہیں اتنے میں حضرت علی مرتضیٰ کھڑے ہو گئے اور کہا ہم حضرت عمر کی خلافت کے بغیر کسی اور چیز پر راضی نہ ہوں گے

فقام علی فقال لانرضی الا أن یکون عمر بن الخطاب (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۶ ص ۳۶۲)

یعنی اب ہمارے اور مسلمانوں کے خلیفہ حضرت عمر ہی ہوں گے گویا حضرت علی مرتضیٰ جانتے تھے کہ حضرت ابو بکر کے بعد حضرت عمر فاروق ہی اس لائق ہیں کہ وہ اب پوری امت کی باگ دوڑ اپنی ہاتھ لیں آپ کا صحابہ سے پوچھنا گویا امت کی طرف سے آپ کا ایک انتخاب عام تھا مؤرخ مسعودی (۳۴۶ھ) لکھتا ہے

حضرت ابو بکر نے آپ کو اپنی جانشینی کے لئے نامزد ضرور کیا تھا لیکن یہ نامزدگی مجلس شوریٰ کے متفقہ فیصلے کے بغیر نہیں ہوئی تھی (مروج الذهب ج ۲ ص ۲۴۰)

بچے حضرت علی مرتضیٰ کا فیصلہ دیکھئے شیعہ عالم محمد بن خاوند شاہ لکھتا ہے

امیر المؤمنین علی فرمود کہ مابغیر عمر راضی نمی شویم کہ خلیفہ باشد ابو بکر دربارہ مرتضیٰ علی دعائے خیر بوزبان آورد (روضۃ الصفا ج ۲ ص ۴۴۲)

حضرت علیؑ نے کہا کہ ہم عمر کے سوا کسی کے خلیفہ ہونے پر راضی نہ ہوں گے حضرت ابو بکر نے اس بات پر حضرت علی مرتضیٰ کو اپنی زبان سے خوب دعائی

سو اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حضور ﷺ کے تمام اصحاب میں شیخین کو بانی شیعہ فضیلت حاصل ہے اس بات کا انکار متقدمین شیعہ بھی نہیں کر سکے وہ سب کے سب حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی فضیلت اور ان کے تقدم کے قائل رہے ہیں یہ بعد شیعہ ہیں جنہوں نے اسے ایک جھگڑے اور پراپیگنڈے کا موضوع بنایا ہے شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ حنبلیؒ (۷۲۸ھ) ایک شیعہ عالم کے جواب میں لکھتے ہیں

الشيعة الاولى الذين كانوا على عهد علي يفضلون أبا بكر وعمر (منهاج السنة ج ۲ ص ۸۵)

آپ ایک اور جگہ لکھتے ہیں

وكانت الشيعة اصحاب علي يقدمون عليه أبا بكر وعمر وانما كان النزاع في تقدمه علي عثمان (ايضا ص ۹۶)

جب حضرت عمر فاروق کی خلافت کا اعلان ہو گیا تو ایک آدمی نے حضرت ابو بکر صدیق سے حضرت عمر فاروق کی سخت مزاحی کا ذکر کرتے ہوئے عرض کیا کہ آپ اللہ کو کیا جواب دیں گے اس پر آپ نے فرمایا کہ میں اللہ کو کہہ دوں گا کہ اے اللہ میں نے اس وقت ان سب میں سب سے زیادہ جس کو بہتر پایا میں نے اسی کو اپنا جانشین بنایا

اللهم استلخفت عليهم خيرا اهلك (طبقات ج ۳ ص ۲۰۷)

حضرت ابو بکر صدیق نے بعد ازاں حضرت عمر فاروق کو بلایا اور ان کو حقوق اللہ اور حقوق المسلمین کے متعلق متعدد باتوں کی عمدہ نصیحتیں اور وصیتیں فرمائی اور ان کو خلافت کی ذمہ داری دی تو حضرت عمر فاروق نے عرض کیا اے رسول اللہ کے خلیفہ آپ مجھے اس عمدہ سے علیحدہ نہیں تو بہتر ہے مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں حضرت ابو بکر نے ان سے فرمایا

”لیکن خلافت کو تمہاری ضرورت ہے“

حضرت ابو بکر صدیق نے آپ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا

اگر تم سے کسی کی حق تلفی ہو جائے تو اس وقت تک اپنے ہاتھ کو منہ سے دور رکھنا (یعنی کھانا نہ کھانا) جب تک کہ حقدار کا پیٹ نہ بھر جائے اور اس تک اس کا حق نہ پہنچ جائے اور اگر تمہاری ذاتی ضروریات تمہیں لوگوں کے مال میں شریک ہونے پر مجبور کر دیں تو اپنا روزینہ مقرر کر لینا لیکن اپنے کو ترجیح نہ دینا اور کبھی مال جمع نہ کرنا مال آنکھوں کو بھلا لگتا ہے اور دل اس طرف مائل ہوتا ہے امیر کا مال جمع کرنا اس کا خون بہا دیتا ہے اور اس کو برباد کر دیتا ہے نیز اس کے دین کو ضائع اور برباد کر دیتا ہے

حضرت عمر فاروق نے اس پر کہا

آپ کے لئے گھبرانے اور مایوس ہونے کی ضرورت نہیں آپ کے لئے بہترین دن وہ ہوگا جب آپ کی ملاقات سے اللہ رب العزت سے ہوگی حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ میری بھی یہی تمنا ہے اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ

یہ اسی بیماری میں پوری ہوگی (ایضاً ص ۲۴)

حضرت عمر نے جب خلافت کی ذمہ داری قبول فرمائی تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور آپ نے اپنے آپ سے کہا کہ

اے عمر جس کام کو تو نے قبول کیا ہے اس سے تیری خلاصی کیسے ہوگی اور اس بھاری بوجھ کو کس طرح برداشت کر دے پھر خود ہی فرمایا خلاصی تو پرہیزگاری میں ہے اور نجات دنیا سے بے رغبتی میں ہے اے نفس خشوع

و خضوع کی کوشش کر اور بھوک پیاس پر صبر کر (المواظفہ ص ۳۳)

جب سب لوگ حضرت ابو بکر کی خدمت میں موجود تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ
زیادہ کھل کر حضرت ابو بکر صدیق کے اس انتخاب لاجواب کی تائید کی علامہ جلال
زنجیری لکھتے ہیں کہ

حضرت علیؑ نے اس وقت حضرت طلحہ سے کہا کہ ہم عمرؓ کے سوانہ کسی کی بات
سنیں گے اور نہ کسی کی اطاعت کریں گے۔ واللہ عمرؓ کے سوا کوئی اس وجہ کو
نہیں اٹھا سکتا۔ عمرؓ جیسا بھی کوئی اس کا تحمل نہیں کر سکتا اور ابو بکر کے بعد عمرؓ
کے سوا کوئی بھی اس منصب کا اہل نہیں ہے حق کوئی راست بازی پاکدامنی
پر بیزکاری لائنداری منافقوں پر سختی مسلمانوں پر نرمی و غیرہ اوصاف میں عمرؓ
سب سے ممتاز ہیں واللہ عمر وہ شخص ہیں جو اسلام لاکر کبھی مغذیب نہ ہوئے
انہوں نے اللہ کی راہ میں قتال کیا اور کبھی سستی نہیں دکھائی انہوں نے دین
کے لئے مشقتوں کو برداشت کیا اور کبھی ہمت نہیں دکھائی انہوں نے راہ اللہ
میں خرچ کیا اور کبھی حیل نہ کیا

پھر آپ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی جانب رجوع کر کے فرمایا

اے رسول اللہ کے حبیب جس سے آپ خوش ہیں اس سے ہم بھی خوش ہیں
اور جو آپ کی نواہش ہے وہی ہماری بھی تمنا ہے ہمیں معلوم ہے کہ آپ نے
امت محمدیہ سے کسی غیر دھمائی اور نصیحت و خیر خواہی کی بات کو نہیں پہنچایا
اللہ آپ کو امت محمدیہ کی جانب سے ہر چیز اور سے اور آپ کو آپ کی قرآن
اور تمنا اور ہمہ گمان سے بھی زیادہ احاطہ و انعامات سے نوازے (المواظفہ ص ۳۴)

اہل البیت والصحابة ص ۲۹)

حضرت علی مرتضیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق سے کہا
 اگر آپ نے عمر کو خلیفہ بنا دیا تو وہ آپ کی توقع کے مطابق نکلیں گے پھر وہ آپ
 کے ساتھ کام بھی کر چکے ہیں آپ ان کے مشورہ پر عمل بھی کرتے تھے سو
 آپ کا جو بھی ارادہ ہے اسے کر گزریئے لوگوں کے کہنے سننے کی پرواہ نہ کریں
 اگر حضرت عمرؓ آپ کی توقع کے مطابق نکلے اور انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا تو آپ کا
 مقصد پورا ہو گیا اور اگر خدا نخواستہ وہ آپ کے گمان کے برعکس نکلے تو آپ کا
 مقصد تو خیر ہی تھا (الموافقہ ص ۲۲)

حضرت علی مرتضیٰ جو اللہ کی جو امانت لے کر آئے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے دو ڈھائی سال اس
 امانت کی حفاظت کی اور اس دنیا سے پاک صاف ہو کر اللہ کے حضور تشریف لے گئے رات
 کے امانت حضرت ابو بکر صدیقؓ نے رحلت فرمائی اور حضرت عمر فاروقؓ نے ۲۲ جمادی
 الثانی سن ۱۳ ہجری کو یہ وقت صبح خلافت کی ذمہ داریاں سنبھال لیں تھیں اب آپ مسلمانوں
 کے امیر اور خلیفہ تھے

حضرت علی مرتضیٰ کا حضرت عمر فاروقؓ کی بیعت کرنا

کہا: "ست یہ کہانی نہ گھڑے کہ جب سب مسلمان حضرت عمر فاروقؓ کی بیعت کر رہے
 تھے سیدنا حضرت علی مرتضیٰ اپنے دو صاحبزادوں کے ساتھ اکیلے اپنے گھر میں بیٹھ گئے
 غم اور انہوں نے آپ کی بیعت نہ کی تھی۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں جھوٹ کہتے ہیں حضرت
 ابو بکر صدیقؓ نے ابھی حضرت عمر فاروقؓ کا نام مجمع عام میں لیا بھی نہ تھا کہ حضرت علی

مر تفضی بول پڑے کہ ہم حضرت عمرؓ کے سوا کسی اور کو قبول کرنے کے ہرگز تیار نہیں
شیعہ کے شیخ الطائفہ علامہ طوسی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں

فقال علی لا ترضی الا ان یکون عمر بن الخطاب (الامالی جلد ۲ ص ۱۲۱)
اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ نے نہ صرف یہ کہ حضرت عمر فاروق کی بیعت فرمائی
تھی بلکہ آپ اسکے داعی اور تائید کنندہ بھی تھے اور اس میں آپ پیش پیش بھی رہے ہیں
حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں

فأشار لعمر ولم یأل فبیاعه المسلمون وبایعته معهم فکنت أغزوا اذا
أغزانی وأخذ اذا أعطانی (کنز العمال ج ۶ ص ۸۲ کتاب الفتن)

حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت عمر فاروق کے حق میں اشارہ کر دیا اور اس
باب میں انہوں نے کوئی کوتاہی نہیں کی پس مسلمانوں نے حضرت عمرؓ سے
بیعت کی میں نے بھی مسلمانوں کے ساتھ عمرؓ کی بیعت کی جب وہ غزوات کے
لئے مجھے بلاتے تو میں ان کے ساتھ ہوتا اور عطیات وغیرہ عطا فرماتے تو میں
ان کو قبول کرتا تھا

امام ابو عوانہ محدث نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ سے حضرت علی مرتضیٰ کی اپنی زبان
یہ بات بیان کی ہے حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں

فبیاع الناس ابا بکر فبیاعته ورضیت ثم توفی ابوبکر فاستخلف عمر
فبیاعته ورضیت (فضائل ابو بکر صدیق لابی طالب العساری ص ۵)

لوگوں نے حضرت ابو بکر کی بیعت کی تو میں نے بھی خوشی ان کی بیعت کی پھر
جب آپ انتقال کر گئے اور حضرت عمرؓ خلیفہ بنا گئے تو میں نے حضرت عمرؓ کی

بیعت فوشی سے کی۔

ابو الیث سرقدی (۳۷۳ھ) نے تنبیہ الغافلین میں حضرت عبداللہ بن عباس سے بھی

(دیکھئے ص ۲۰۸)

بیعت نفل کی ہے (کنز العمال شیخ علی متقی (۹۷۵ھ) اور شیخ محمد بن علی عشاری (۲۳۶ھ) کو صاحب کنز العمال سے مطمن نہ ہوں تو انہیں اپنے شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن حسن نقل کردہ روایت سے تو مطمن ہو جانا چاہیے جو انہوں نے حضرت علی مرتضیٰ (۳۶۰ھ) کے اس بیان سے

نفل کیا ہے

فبايعة ابا بكر كما بايعتموه..... فبايعة عمر كما بايعتموه..... فوفيت

له بيعته حتى لما قتل جعلني سادس ستة (الامالي ج ۲ ص ۱۲۱ طبع نجف)

تم لوگوں نے ابو بکر کی بیعت کی اسی طرح میں نے کی..... جس طرح تم سب نے عمر کی بیعت کی میں نے بھی اسی طرح ان بیعت کی اور اس بیعت کے حقوق پوری طرح ادا کئے حتیٰ کہ جب حضرت عمرؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا تو انہوں

نے مجھے چھ آدمیوں کی مجلس شوریٰ میں رکھا

اس سے واضح ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ نے بھی دوسرے صحابہ کرام کی طرح آپ کی بیعت کی اور اس میں آپ کو کسی طرح کا کوئی تردد نہ تھا آپ نے کبھی اس بیعت سے انکار کیا فاروق نہ کبھی اس بیعت سے انحراف کیا تھا اور سچ تو یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق کی بیعت میں اور ان کے امیر المؤمنین ہونے میں کسی کا اختلاف بھی نہیں تھا یہ ایک تاریخی بیعت تھی حضرت عمر فاروق پر قاتلانہ حملہ ہونے کے بعد جب سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس آپ کی عیادت کے لئے تشریف لائے تو آپ نے حضرت عمر فاروق کو جنت کی بشارت

دی اور آپ کی تعریف و تہ صیف فرمائی (جس کا ذکر آئندہ آ رہا ہے) اس وقت آپ نے سر

کے سامنے یہ بات کہی حضرت علی مرتضیٰ بھی وہاں موجود تھے

لقد صحبت رسول الله حتى توفي وهو عنك راض ثم صحبت ابابكر

فوفى وهو عنك راض ولقد وليت فما اختلف في ولايتك اثنان قال

عمر اتشهد بذلك قال فكمع ابن عباس فقال على نعم نشهد بذلك (

ہارنغ عمر ص ۱۹۳) ولم يختلف في خلافتك رجلان (ایضاً ص ۲۴۷)

آپ نے حضور ﷺ کی صحبت کا شرف پایا اور حضور جب دنیا سے تشریف لے

گئے تو آپ سے راضی و خوش تھے پھر آپ نے حضرت ابو بکر صدیق کی صحبت

پائی اور وہ بھی آپ سے راضی اور خوش ہو کر گئے آپ کی خلافت پر دو آدمیوں

نے بھی اختلاف نہیں کیا تھا

علامہ محمد بن عمر واقدی مدنی (۲۰۷ھ) لکھتے ہیں

لما قبض ابوبكر الصديق وولى الامر بعد عمر بن الخطاب وله من

العمر اثنان وخمسون سنة فبايعه الناس في مسجد رسول الله ﷺ

بيعة تامة ولم يختلف عن مبايعته احد لا صغير ولا كبير والقطع في

امارته الشقاق والنفاق (نور الشام ص ۵۳)

جب حضرت ابو بکر صدیق کا انتقال ہو گیا تو آپ کے بعد حضرت عمر ۵۲ سال

کی عمر میں مسند خلافت پر آئے تمام مسلمانوں نے مسجد نبوی میں آپ کی

بیعت کی اور کوئی چھوڑا ایسا نہ تھا جس نے آپ کی بیعت میں اختلاف

و انحراف کیا ہو آپ کے زمانہ خلافت میں شقاق و نفاق کا خاتمہ ہو گیا۔

جس دن حضرت عمر فاروق کو مسلمانوں نے امیر المؤمنین کہہ کر پکارا حضرت علی مرتضیٰ

نے بھی آپ کو پھر اسی لقب سے یاد فرمایا اور ہمیشہ آپ کو اسی لقب سے بلاتے رہے آپ اس سے بھی یہ بتانا چاہتے تھے کہ اگر کوئی شخص حضرت علی مرتضیٰ کا نام لے کر کوئی غلط بات کہہ کر رہا ہے تو اسکی کھلی تردید ہوتی رہے شارح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید شیعہ

(۱۵۱ھ) کی زبانی سنئے!
(حضرت) علی (حضرت) عمر کو اس وقت سے جب وہ خلیفہ ہوئے ان کی کنیت سے مخاطب نہیں کرتے تھے بلکہ امیر المؤمنین کہہ کر خطاب کرتے تھے اور یہ بات اسی طرح کتب حدیث اور کتب سیر و تاریخ میں بیان ہوئی ہے۔ (شرح نہج البلاغۃ جلد ۲ ص ۶۳۴)

اس بات کو بھی تسلیم نہیں کر سکتے کہ حضرت علی مرتضیٰ نے آپ کی بیعت تقیہ کی تھی یا آپ کو حضرت علی تقیہ امیر المؤمنین کہہ کر پکارتے رہے حضرت علی مرتضیٰ اللہ کے شیر خوار کو کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہ تھی آپ نے حضرت عمر فاروق کی بیعت دل کی پوری سچائی کے ساتھ کی تھی اور آپ کو ادب و احترام کی بناء پر امیر المؤمنین کہہ کر بلاتے رہے آپ سمجھتے تھے کہ خلیفۃ الرسول کا لفظ خلیفہ بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق کا ہی

☆..... حضرت عمر فاروق کا پہلا خطبہ

حضرت ابو بکر صدیق کی تدفین کے بعد سب حضرات مسجد نبوی میں جمع ہوئے حضرت عمر فاروق اس حال میں وہاں آئے کہ آپ کے کندھوں پر ایک چادر پڑی تھی آپ منبر نبوی پر کھڑے ہوئے اور ایک خطبہ پڑھا جس میں سب سے پہلے اللہ رب العزت کی حمد و ثناء کی

پھر حضور ﷺ اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق کا ذکر خیر فرمایا اور حضرت ابو بکر
لئے دعائے رحمت کی اور بے اختیار رونے لگے وہاں موجود سب حاضرین پر بھی گریہ طاری
ہو گیا حضرت عمرؓ روتے روتے غش کھا کر منبر سے گر پڑے جس سے آپ کے چہرہ
خراش بھی آئی تھی لوگوں نے اسی غشی کی حالت میں آپ کو گھر پہنچایا (الموافقة ص ۲۳)

آپ نے کہا
اے لوگو..... میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں اگر مجھے حضور ﷺ کے خلیفہ (یعنی
حضرت ابو بکر صدیقؓ) کی حکم عدولی گوارا ہو سکتی تو میں کبھی یہ ذمہ داری قبول نہ کرتا
پھر آپ نے اللہ کے حضور دعا فرمائی

کہ اے اللہ میں کمزور ہوں مجھے طاقت و قوت عطا فرما اے اللہ میں سخت گیر
ہوں مجھے نرم فرما اے اللہ میں خلیل ہوں سخاوت کا جذبہ پیدا فرما اے

(طبقات ج ۳ ص ۲۰۸)

آپ نے پھر ایک دن اپنے خطبہ میں فرمایا

اے لوگو کسی حقدار کا حق اس درجہ تک نہیں ہو سکتا کہ اللہ کی نافرمانی میں بھی
اس کی اطاعت کی جائے اور میں اس بیت المال میں تین باتیں مناسب سمجھتا
ہوں کہ حق کے موافق لیا جائے..... حق کے ساتھ خرچ کیا جائے..... اور
اسے ناحق خرچ کرنے سے محفوظ رکھا جائے

اے لوگو..... مجھ کو تمہارے مال میں اس قدر حق ہے جتنا یتیم کے مرئی کو یتیم
کے مال میں۔ اگر میرے پاس مال ہو تو میں کچھ بھی نہ لوں گا اور ضرورت
پڑے گی تو دستور کے موافق کھانے کے لئے لوں گا اور میں کسی کو کسی پر ظلم

و تعدی نہیں کرنے دوں گا اگر کوئی ایسا کرے گا تو میں اس کی گردن مروڑ دوں
 گا یہاں تک کہ وہ حق کو تسلیم کر لے اور اپنے ظلم و تعدی سے باز آجائے اور
 اے لوگو! میرے اوپر تمہارے متعدد حقوق ہیں جس کا تم کو مجھ سے مؤاخذہ
 کرنا چاہیے

ایک یہ کہ میرے ذمہ یہ ہے کہ میں نہ تمہارے خراج کے مال سے کچھ اپنے
 واسطے لوں اور نہ غنیمت کے مال سے جو اللہ نے تم کو دیا ہے کچھ لوں مگر اسی طور
 سے کہ جس کا مستحق ہوں ایک یہ کہ ملک کا خراج اور مال غنیمت بے جا طور پر
 جمع نہ کیا جائے ایک یہ کہ جب میرے ہاتھ میں خراج اور غنیمت کا مال آئے تو
 بے جا طور پر صرف نہ ہونے پائے ایک یہ کہ میں تمہارے وظیفے بڑھادوں اور
 تمہاری سرحدوں کو محفوظ رکھوں اور ایک یہ کہ تمہیں کسی خطروں میں نہ
 ڈالوں اور نہ تمہیں ہمیشہ کے لئے دشمن کے مقابلہ پر متعین کروں اور اب تم
 سے ایسا زمانہ قریب ہو گیا ہے کہ جس میں امانت دار کم ہوں گے قرآن کے
 قاریوں کی کثرت ہوگی مگر سمجھ دار لوگ کم ہو جائیں گے ایسے لوگ زیادہ
 ہوں گے جن کی آرزوئیں زیادہ ہوں گی اس زمانہ میں بعضے لوگ آخرت کے
 لئے عمل کریں گے مگر اپنے عمل سے دنیا کی وسعت و فراخی طلب کریں گے
 اور یہ جس کے پاس ہوگی اس کے دین کو اس طرح کھالے گی کہ جس طرح
 آگ خشک ایدھن کو کھا جاتی ہے اے لوگ ہو شیار رہنا جو کوئی بھی تم میں سے
 وہ زمانہ پائے تو اسے چاہیے کہ اپنے پروردگار سے ڈرتا رہے اور دنیا کی تکلیفوں پر
 صبر کرے اے لوگو! اللہ کا حق اس کی مخلوق کے حق سے بالاتر ہے چنانچہ اس

نے اپنے بڑے بڑے حقوق کو یوں ارشاد فرمایا ہے

ولا يأمرکم ان تتخذوا الملائکة والنبيين أربابا آیامرکم بالكفر بعد اذ
انتم مسلمون (پ ۳ آل عمران)

(ترجمہ) اور نہیں حکم کرتا تم کو (خدا کا رسول) یہ کہ بناؤ تم فرشتوں اور نبیوں
کو رب۔ کیا تم کو کفر کرنے کا حکم دے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہوئے (ازالہ ج ۱ ص ۲۳۰)

آپ نے اسی خطبہ میں فرمایا

اے لوگو! بعض طمع فقر کا موجب ہوتی ہیں اور بعض ناامیدی غناء کا موجب ہوتی
ہیں اور تم اس چیز کو جمع کرتے ہو جس کو نہیں کھاتے ہو اور ایسی چیزوں کی
امیدیں باندھنے لگے ہو جن کو پا نہیں سکتے اور جان لو کہ بعض شخ نفاق کی فرع
ہے سو اپنے مال میں سے خرچ کیا کرو اس میں تمہارے نفس کے لئے خیر ہے
(ازالہ ج ۲ ص ۲۳)

اے اللہ کے بند! اللہ سے ڈرو مجھ سے درگزر کرتے ہوئے میری معاونت کرو
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں میری مدد کرو اور تمہاری جو خدمات اللہ نے
میرے سپرد کیں ہیں ان کے متعلق مجھے نصیحت کرو میں تم سے یہ بات کہہ رہا
ہوں اور اپنے اور تمہارے لئے اللہ سے مغفرت طلب کر رہا ہوں

حضرت عمرؓ کے ابتدائی خطبہ کے یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ آپ خلافت کو کتنی بڑی ذمہ داری
سمجھتے تھے آپ نے اپنے ابتدائی خطبہ میں اپنے اور رعایا کے جن حقوق کی طرف توجہ دلائی
تھی آپ کی خلافت گواہ ہے کہ آپ نے اپنی رعایا کے ان تمام حقوق کی حفاظت کی تھی

حضرت عمر فاروقؓ نے کس طرح خلافت کی

اس کے کہ ہم یہ بتائیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے کس طرح خلافت کے امور انجام دیئے اور قوم کے مخدوم کس طرح قوم کے خادم بن کر رہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے یہ

عمر فاروقؓ کے جانشین تھے اور حضرت عمر حضرت ابو بکر کے صدیق حضور ﷺ کے بعد بہت مختصر وقت پایا تھا تاہم آپ نے اس مختصر عرصہ میں بھی اہم اور بنیادی اصول مرتب کر ڈالے تاکہ بعد میں آنے والے خلفاء اس پر عمل پیرا ہو سکیں اور وہ ان کی رو سے اپنا نظام خلافت ترتیب دیں آپ کے دور میں عمارت کی عمارت بہت دور دور تک نظر نہ آئی ہو لیکن آپ نے ان عمارتوں کیلئے بنیاد ڈال دی تھی جس سے ان عمارتوں کو اٹھانا آسان ہو گیا تھا حضور ﷺ اکرم جن چیزوں کی تمنائیں رکھتے تھے حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے دور میں اس کی مزید توضیح و تخریج کی اور حضرت عمر فاروقؓ نے پھر ان تمنائوں کو عملی صورت دے دی تھی اور اس کے ہر خاکے میں ایک نیا اور حسین رنگ بھرا تھا آپ ایک واسطہ سے حضور کے خلیفہ تھے اور خلیفہ پر جو بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں آپ نے ان سب کو محسن و خوبی انجام دیا تھا

خليفة اور اس کی ذمہ داریاں کیا ہیں ؟

عظیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۷۷۱ھ) خلیفہ کی تعریف میں لکھتے ہیں

خلیفہ وہ ہے جو نبی کی شریعت کو لوگوں میں جاری کرے اور اس کے ہاتھ پر خدا کے وہ وعدے جو اس کے نبی کے ساتھ تھے پورے ہوں ایک ظاہری صورت رکھتے ہیں اور ایک باطنی۔ ظاہری صورت ان کی احکام نبی کا نفاذ کرنا اور باطنی صورت ان کی وہ داعیہ قویہ ہے جو بواسطہ نبی کے اس کی دل میں جاگزیں ہو گیا ہے بلکہ اس کے دل کی جڑ سے جوش مارتا رہتا ہے یہ داعیہ جس کے دل سے جوش نہ مارے اس کو خلیفہ خاص نہ کہیں گے (ازالۃ الخواء ج ۱ ص ۱۹۸)

سیدنا حضرت ابو بکر صدیق اور سیدنا حضرت عمر فاروق نے حضور ﷺ کی شریعت اور کلمہ کے دین کا پرچم جس طرح سنبھالا اور اسے بلند کیا وہ اس بات کا گواہ ہے کہ ان کے دل کی جڑ میں وہ داعیہ کس قدر جوش مارتا تھا اور اس کی گواہی غیروں نے بھی دی ہے ان بزرگوں کی زندگی کا واحد مقصد اس دین کی اشاعت و حفاظت اور اس وعدے کی تکمیل کرنا تھا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کئے تھے اس کے لئے یہ حضرات دن رات کوشاں رہے حضرت شاہ صاحب قدس سرہ ایک اور مقام پر لکھتے تھے

شیخین کے دل میں اجرائے دین کا داعیہ ہونا اس قدر ظاہر ہے کہ کسی دلیل کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں یہ بات اعلیٰ درجہ کے بدیہیات میں سے ہے کسی شخص سے سال ہا سال شب و روز ایک قسم کے افعال خاص ترتیب کے ساتھ ظاہر نہیں ہو سکتے جب تک کہ اس کے اصل نفس میں ان افعال کا داعیہ قویہ موجود نہ ہو..... اگر شیخین کے دل میں داعیہ نہ تھا تو یہ ایک قسم کے افعال ایک مدت دراز تک ان سے کیونکر ظاہر ہوتے رہے اور اگر کہو کہ داعیہ تھا مگر وہ داعیہ الہیہ نہ تھا بلکہ داعیہ دنیا تھا تو پھر اس کا کیا جواب دے گے کہ

حضور ﷺ کی زبان غیب ترجمان پر ان کی تعریف کیوں جاری ساری ہوئی اور وہ تعریف بھی یہاں تک حد تو اتر کو پہنچ گئی اور اگر کہو کہ وہ داعیہ خالص دنیا کا بھی نہ تھا بلکہ تو اے نفس سے مرکب تھا بغیر اس کی کہ اوپر سے نازل ہوا ہو تو یہ سب برکات (جو حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ہاتھوں ظاہر ہوئیں ہرگز) ظاہر نہ ہوتیں اور کوشش سے زیادہ نتیجہ کبھی نہ نکلتا (ازالہ ج ۱ ص ۲۰۸)

حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کے اس بیان سے یہ بات کھل جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو حضور ﷺ کا وزیر و مشیر تو بنایا تھا ہی لیکن آپ کے بعد آپ کے لئے اس دین کی حفاظت و اشاعت بھی انہوں نے پورے اخلاص سے کی تھی وہ اللہ رسول کے ساتھ اس قدر مخلص تھے کہ اس دین کا اجرا اور اس کی حفاظت و اشاعت ان کا زندگی کا اور ہنسا بچھونا بن گیا تھا حضرت عمرؓ شروع دن سے یہ دیکھ رہے تھے کہ حضرت ابو بکر صدیق اسلام کے لئے قربانیوں کے کن کن مراحل سے گزرے ہیں اور کس طرح حضور ﷺ نے ان کی تربیت کی ہے پھر حضرت ابو بکر صدیق نے بھی دیکھا کہ حضور ﷺ نے حضرت عمر فاروق کو کیوں اللہ سے مانگا ہے اور آپ نے کس طرح ان کو سنوارا اور نکھارا ہے اور آئندہ کے لئے کس طرح ان کو تیار کیا ہے سو اس میں کوئی شک نہیں کہ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق اچھی طرح جانتے تھے کہ ان کے بعد اس پورے گروہ نمابہ میں حضرت عمر فاروق ہی وہ شخصیت ہیں جو اس ذمہ داری کو احسن طریقہ پر نبھائیں گے اور ان کے ہاتھوں خدا کے وعدے ضرور پورے ہوں گے اور لیظہرہ علی الدین کلمہ کا نظارہ ایک دنیا دیکھے گی حضرت امام شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں

دلائل عقلیہ سے ہم یقین کرتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ نے اپنی امت کے لئے

خليفة متعين کیا ہے تودہ خلیفہ صدیق اکبر ہیں اور کوئی دوسرا نہیں پھر ان کے بعد فاروق ہیں پھر بعد فاروق کے ذی النورین ہیں (ازالہ ج ۲ ص ۳۶۴)

☆..... خلیفہ بننے کے بعد گھر والوں سے خطاب

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوت و تبلیغ اور وعظ و نصیحت کی ابتداء گھر سے شروع کی جانی چاہیے حضور ﷺ کو جب یہ ذمہ داری دی گئی تو فرمایا
وانذر عشیرتک الاقربین (پ ۱۱ الشعراء ۲۱۴)
(ترجمہ) اور آپ اپنے کنبہ کے عزیزوں کو ڈراتے رہیے
حضور ﷺ نے اس حکم کی رو سے سب سے پہلے اپنے خاندان والوں کو صفا پہاڑی کے قریب جمع کیا اور انہیں اللہ کا پیغام دیا حضرت عمر فاروق نے جو نئی خلافت سنبھالی تو آپ نے اسی الہی ہدایت کے مطابق پہلے اپنے گھر والوں اور قریبی لوگوں کو ایک جگہ جمع کیا اور انہیں خاص خاص باتوں کی طرف توجہ دلائی

یہ عام دیکھا جاتا ہے جو جب کوئی کسی جگہ کا حاکم بن جاتا ہے تو اس کے عزیز و اقارب اور دوست احباب اپنے آپ کو پھر ہر قانون سے بالا جانتے ہیں وہ سمجھتے کہ اب وہ ہر قسم کی قانونی گرفت سے آزاد ہیں کیونکہ اس کے خاندان کا ایک فرد حکمراں ہے حضرت عمر فاروق نے جب خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالیں تو آپ نے خاندان والوں کو بلا کر بتادیا کہ ان کے خلیفہ بننے سے کوئی اس گمان میں نہ رہے کہ ان کے ساتھ کسی قسم کی کوئی نرمی برتی جائے گی آپ نے ان سے فرمایا کہ دوسروں کی بہ نسبت تمہاری سزا دو گنی ہوگی حضرت مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں

حضرت عمر خلیفہ ہوئے تو سب خاندان کو جمع کیا اور فرمایا کہ پہلے تم میرا
خاندان تھے اب خلیفہ کا خاندان سمجھے جاؤ گے اس واسطے اب اگر تم نے کوئی
غلطی کی تو لوگ اس سے تمسک کریں گے اب اگر تم میں سے کسی نے غلطی کی
تو میں دو گنی سزا دوں گا (الکلام الحسن ج ۲ ص ۶۵)

حضرت عمر فاروق کا اپنی رعایا سے سوال

حضرت عمر فاروق کو اللہ نے بہت بار عیب بنایا تھا خطرہ تھا کہ کہیں آپ کے رعب کی وجہ
سے لوگ آپ کی ہر بات کو خاموشی سے سن لیں اور انہیں ہمت نہ ہو کہ آپ کے کسی غلط
الزام پر آپ کو ٹوکیں آپ نے خلافت کی ذمہ داری لیتے ہی مسلمانوں سے اس بارے میں
بانا چاہا کہ وہ محض آپ کے رعب اور خوف سے حق کہنا چھوڑ دیں گے یا پھر حق اور سچائی کا
انہار کرنے میں انہیں کوئی چیز نہ روک سکے گی حکیم الامت حضرت تھانوی فرماتے ہیں
حضرت عمر نے خطبہ میں صحابہ سے پوچھا کہ ﴿لو ملت عن الحق شيئا
فما تفعلون﴾ اگر میں حق سے ذرا سا بھی ہٹ جاؤں تو تم کیا کر دو گے اسی وقت
ایک صحابی تلوار لے کر اٹھے اور تلوار سیدھی کر کے کہا ﴿لنقيمك
بهذا السيف﴾ ہم اس تلوار سے آپ کو سیدھا بنا دیں گے حضرت عمر نے
اسے تین دفعہ سختی سے ٹوکا تو اس نے بھی دوبارہ اس کا جواب دیا اس پر پھر آپ
نے فرمایا اللہ تجھ پر رحم فرمائے

رحمك الله الحمد لله الذي جعل في رعيتي من اذا تعوجت قومني
(رياض ج ۱ ص ۳۸۱)

حضرت عمرؓ نے فرمایا الحمد للہ خدا کا شکر ہے کہ میرے دوستوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جو میری کجی کو درست کر سکتے ہیں اب مجھے بے فکری ہے کہ انشاء اللہ میں حق سے نہ ہٹوں گا (وعظ۔ المودة الرحمانية ص ۲۹)

☆..... حضرت عمرؓ کی خلافت سے نظام حکومت شروع ہوا

جناب علامہ شبلی نعمانی مرحوم لکھتے ہیں
اسلام میں خلافت یا حکومت کی بنیاد اگرچہ حضرت ابو بکر کے عہد میں پڑی لیکن نظام حکومت کا دور حضرت عمرؓ کے عہد سے شروع ہوتا ہے حضرت ابو بکر کی دو سالہ خلافت میں اگرچہ بڑے بڑے مہمات کا فیصلہ ہوا یعنی عرب کے مرتدوں کا خاتمہ ہوا اور بیرونی فتوحات کا دور شروع ہوا تاہم حکومت کا کوئی خاص نظام نہیں قائم ہوا اور نہ اتنا مختصر زمانہ اسکے لئے کافی ہو سکتا تھا حضرت عمرؓ نے ایک طرف تو فتوحات کو یہ وسعت دی کہ قیصر و کسریٰ کی وسیع سلطنتیں ٹوٹ کر عرب میں مل گئیں دوسری طرف سلطنت و حکومت کا نظام قائم کیا اور اس کو اس قدر ترقی دی کہ ان کی وفات تک حکومت کے جس قدر شعبے ہیں سب وجود میں آچکے تھے (الفاروق ص ۱۷۸)

☆..... حضرت عمرؓ کی خلافت میں مجلس شوریٰ

حضرت عمر فاروقؓ نے ارد گرد نگاہ دوڑائی تو اس وقت جو سلطنتیں تھیں وہ جمہوری نہ تھیں

ان میں سے کبھی یہ مذاق ہی پیدا نہیں ہوا ورنہ البتہ کسی زمانہ میں اس شرف سے
 مبارک تھالین حضرت عمرؓ کے زمانے سے بہت پہلے وہاں شخصی حکومت قائم ہو چکی تھی اور
 آپ کے زمانے میں تو وہ بالکل ایک جابرانہ خود مختار سلطنت رہ گئی تھی غرض حضرت
 نے کسی مثال اور نمونے کے جمہوری حکومت کی بنیاد ڈالی اور اگرچہ وقت کے
 اقتضاء سے اس کے تمام اصول و فروع مرتب نہ ہو سکے تاہم جو چیزیں حکومت جمہوری کی
 روح ہیں وہ سب آگئیں۔ ان میں سب کا اصل الاصول مجلس شوریٰ کا انعقاد تھا یعنی جب
 کوئی مسئلہ پیش آتا تھا تو ہمیشہ ارباب شوریٰ کی مجلس منعقد ہوتی تھی اور کوئی امر بغیر مشورہ
 اور کثرت رائے کے عمل میں نہ آسکتا تھا۔ تمام جماعت اسلام میں اس وقت دو گروہ تھے جو
 کی قوم کے پیشوا تھے اور جن کو تمام عرب نے گویا اپنا قائم مقام تسلیم کر لیا تھا یعنی مہاجرین
 و انصار

☆..... مجلس شوریٰ کے ارکان اور اس کے انعقاد کا طریقہ

مجلس شوریٰ میں ہمیشہ لازمی طور پر ان دونوں گروہوں کے ارکان شریک ہوتے تھے انصار
 بھی دو قبیلوں میں منقسم تھے۔ اوس و خزرج۔ چنانچہ ان دونوں خاندانوں کا مجلس شوریٰ
 میں شریک ہونا ضروری تھا۔ مجلس شوریٰ کے تمام ارکان کے نام ایک جگہ نہیں ملتے تاہم
 اس قدر معلوم ہے کہ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، عبدالرحمنؓ بن عوف، معاذؓ بن جبل،
 طلحہؓ بن کعبؓ، اور حضرت زیدؓ بن ثابتؓ اس میں شامل تھے (ابن سعد ج ۳ ص ۱۳۴)۔
 مجلس کے انعقاد کا طریقہ تھا کہ پہلے ایک منادی اعلان کرتا تھا کہ الصلوٰۃ جامعۃ سب لوگ
 نماز کے لئے جمع ہو جاتے تھے تو حضرت عمرؓ مسجد نبویؐ میں جا کر دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

نہ کے بعد منبر پر چڑھ کر خطبہ دیتے تھے اور طلب امر پیش کیا جاتا۔ (تاریخ طبرستان)

(۲۵۷۳)

..... مجلس شوریٰ کے جلے

معمولی اور روزمرہ کے کاروبار میں اس مجلس کے فیصلے کافی سمجھے جاتے تھے۔ لیکن جب کوئی اہم امر پیش آتا تھا تو مہاجرین اور انصار کا اجلاس عام ہوتا تھا اور سب کے اتفاق سے وہ امر طے پاتا تھا مثلاً عراق و شام کے فتح ہونے پر جب بعض صحابہ نے اصرار کیا کہ قبیلہ مفتوحہ مقامات فوج کی جاگیر میں دے دیئے جائیں تو بہت بڑی مجلس منعقد ہوئی جس میں تمام قدمائے مہاجرین اور انصار میں سے عام لوگوں کے علاوہ دس بڑے بڑے سردار جو قبیلہ قوم میں ممتاز تھے اور جن سے پانچ شخص قبیلہ اوس اور پانچ قبیلہ خزرج کے تھے شریک ہوئے کئی دن تک اس مجلس کے جلے رہے اور نہایت آزادی و بے باکی سے لوگوں نے تقریریں کیں۔ اس موقع پر حضرت عمرؓ نے جو تقریر کی (دیکھئے کتاب الخراج قاضی یوسف صفحہ ۱۴، ۱۵) اس کے جستہ جستہ فقرے ہم اس لحاظ سے نقل کرتے ہیں کہ اس سے منصب خلافت کی حقیقت اور خلیفہ وقت کے اختیارات کا اندازہ ہوتا ہے۔

انی لم ازعجکم الا لان تشرکوا فی امانتی فیما حملت من امورکم فانی
واحد کا حدکم ولست اريد ان يتبعوا هذا الذی هوای (کتاب الخراج
قاضی ابو یوسف صفحہ ۱۴، ۱۵)

۲۵ھ میں جب نہادند کا سخت معرکہ پیش آیا اور عجمیوں نے اس سر و سامان سے تیلہ کی کہ لوگوں کے نزدیک خود خلیفہ وقت کا اس مہم پر جانا ضروری ٹھہرا تو بہت بڑی مجلس

شوری منعقد ہوئی حضرت عثمانؓ، طلحہ بن عبد اللہ، زبیر بن العوام، عبد الرحمن بن عوف وغیرہ نے باری باری کھڑے ہو کر تقریریں کیں اور کہا کہ آپ کا خود موقع جنگ پر جانا مناسب نہیں پھر حضرت علیؓ کھڑے ہوئے اور ان لوگوں کی تائید میں تقریر کی غرض تہذیب رائے سے یہی فیصلہ ہوا کہ خود حضرت عمرؓ موقع جنگ پر نہ جائیں اسی طرح فوج کی تہذیب، دفتر کی ترتیب عمال کا تقرر، غیر قوموں کو تجارت کی آزادی اور ان پر محصول کی تعیین، اس قسم کے بہت سے معاملات ہیں جن کی نسبت تاریخوں میں تصریح مذکور ہے کہ مجلس شوریٰ میں پیش ہو کر طے پائے۔ ان امور کے پیش ہونے کے وقت ارکان مجلس نے جو تقریریں کیں وہ بھی تاریخوں میں محفوظ ہیں۔

مجلس شوریٰ کا انعقاد اور اہل الرائے کی مشورت، استحسان و تبرع کے طور نہ تھی بلکہ حضرت عمرؓ نے مختلف موقعوں پر صاف صاف فرمادیا تھا کہ بغیر مشورہ خلافت سرے سے جائز نہیں ان کے خاص الفاظ یہ ہیں۔

لا خلافة الا عن مشورة. (کنز العمال حوالہ مصنف بن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۱۳۹)

مجلس شوریٰ کا اجلاس اکثر خاص ضرورتوں کے پیش آنے کے وقت ہوتا تھا۔ لیکن اس کے علاوہ ایک اور مجلس جہاں روزانہ انتظامات اور ضرورت پر گفتگو ہوتی تھی۔ یہ مجلس ہمیشہ مسجد نبوی میں منعقد ہوتی تھی اور صرف مہاجرین صحابہ اس میں شریک ہوتے تھے۔ صوبہ بات اور اضلاع کی روزانہ خبریں جو دربار خلافت میں پہنچتی تھیں۔ حضرت عمرؓ ان کو اس مجلس میں بیان کرتے تھے اور کوئی بحث طلب امر ہوتا تھا اس میں لوگوں سے استصواب کیا جاتا تھا۔ مجوسیوں پر جزیہ مقرر کرنے کا مسئلہ اول اسی مجلس میں پیش ہوا تھا مورخ بلاذری نے اس مجلس کا حال ضمنی تذکرے میں ان الفاظ میں لکھا ہے۔

كان للمهاجرين مجلس في المسجد فكان عمر يجلس معهم فيه
ويحدثهم عما يتنبى اليه من امرا لا فاق فقال يوما ما أدري كيف اصنع

بالمجوس.

مجلس شوری کے ارکان کے علاوہ، عام رعایا کو انتظامی امور میں مداخلت حاصل تھی۔
صوچات اور اضلاع کے حاکم اکثر رعایا کی مرضی سے مقرر کئے جاتے تھے بلکہ بعض اوقات
بالکل انتخاب کا طریقہ عمل میں آتا تھا۔ کوفہ، بصرہ اور شام میں عمال جب خراج مقرر کئے
جانے لگے تو حضرت عمرؓ نے ان تینوں صوبوں میں احکام بھیجے کہ وہاں کے لوگ اپنی اپنی پسند
سے ایک ایک شخص انتخاب کر کے بھیجیں جو ان کے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ دیانت دار
اور قابل ہو۔ چنانچہ کوفہ سے حضرت عثمانؓ بن فرقہ، بصرہ سے جحجج بن علاط۔ شام سے معنؓ
بن یزید کو لوگوں نے منتخب کر کے بھیجا اور حضرت عمرؓ نے انہیں لوگوں کو ان مقامات کا حکم
مقرر کیا قاضی ابویوسف صاحب نے اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے

كتب عمر بن الخطاب الى اهل الكوفة يبعثون اليه رجلا من اخيرهم
واصلحهم والى اهل البصرة كذلك والى اهل الشام كذلك قال فبعث
اليه اهل الكوفة عثمان بن فرقہ وبعث اليه اهل الشام معن بن يزيد
وبعث اليه اهل البصرة الحجاج بن علاط كلهم مسلمون قال فاستعمل
كل واحد منهم على خراج ارضه۔ (كتاب الخراج ص ۶۳)

حضرت سعد بن ابی وقاص بہت بڑے رتبے کے صحابی اور نوشیروانی پائے تخت کے فاتح
تھے حضرت عمرؓ نے ان کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔ لیکن جب لوگوں نے شکایت کی تو آپ
نے انہیں معزول کر دیا۔

حکومت جمہوری کا ایک بہت بڑا اصول یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے حقوق اور اغراض کی

موقع دیا جائے۔ حضرت عمرؓ کی حکومت میں ہر شخص کو نصیحت کا پورا اختیار اور موقع حاصل تھا اور لوگ اعلانیہ اپنے حقوق کا انکشاف کرتے تھے۔ اس کے ساتھ یہ موقع تھا کہ سفارتیں آتی تھیں جن کو وفد کہتے تھے۔ اس سفارت کا صرف یہ مقصد تھا کہ دربار خلافت کو ہر قسم کے حالات اور شکایات سے مطلع کیا جائے اور وہ حضرت عمرؓ نے خود بار بار مختلف موقعوں پر اس حق کا اعلان کر دیا تھا۔ حضرت عمرؓ کے لئے مجمع عام میں خطبہ پڑھا، ان فرمانوں میں تصریح کی اور ان تک کے خاص اس کے لئے مجمع عام میں طلب کر کے اس کا اعلان کیا۔ تمام عمالان سلطنت کو حج کے مجمع عام میں طلب کر کے اس کا اعلان کیا۔

خليفة کا عام حقوق میں سب کے ساتھ مساوی ہونا

وقت جمہوری کا اصل زیور یہ ہے کہ بادشاہ ہر قسم کے حقوق میں عام آدمیوں کے برابری کا ہو یعنی کسی قانون کے اثر سے وہ الگ نہ کیا جائے، ملک کی آمدنی میں سے ضروریات کی سے زیادہ نہ لے سکے۔ عام معاشرت میں اس کی حاکمانہ حیثیت کا کچھ لحاظ نہ کیا جائے۔ اس کے اختیارات محدود ہوں ہر شخص کو اس پر نقطہ چینی کا حق حاصل ہو یہ تمام امور حضرت عمرؓ کی خلافت میں اس درجے تک پہنچے تھے کہ اس سے زیادہ ممکن نہ تھا اور جو کچھ اتفاقاً حضرت عمرؓ کے طریق عمل کی بدولت ہوا تھا۔ انہوں نے متعدد موقعوں پر ظہر کر دیا تھا کہ حکومت کے لحاظ سے ان کی کیا حیثیت ہے اور ان کے کیا اختیارات ہیں؟ ایک موقع پر انہوں نے اس کے متعلق جو تقریر کی تھی اس کے بعض بعض فقرے ان موقع پر لکھنے کے قابل ہیں۔

انما انا و مالکم کولی الیتیم ان استغیت استعفت وان افتقرت اکتلت

بالمعروف لكم على أيها الناس خصال فخذوني بها لكم على أن لا
اجتبی شیئا من خراجکم ولا مما أفاء الله علیکم الا من وجهه ولکم
على اذا وقع فی یدی أن لا یخرج منی الا فی حقہ والکم على أن ازید
فی عطیاتکم واسدثغورکم ولکم على ان لا ألقیکم فی المہالك (کتاب
الخراج ص ۶۰)

مجھ کو تمہارے مال میں اس قدر حق ہے جتنا یتیم کے مرئی کو یتیم کے مال میں۔
اگر دولت مند ہوں گا تو کچھ بھی نہ لوں گا اور ضرورت پڑے گی تو دستور کے
موافق کھانے کے لئے لوں گا میرے اوپر تمہارے متعدد حقوق ہیں جس کا تم
کو مجھ سے مؤاخذہ کرنا چاہیے ایک یہ کہ ملک کا خراج اور مال غنیمت بے جا طور پر
جمع نہ کیا جائے ایک یہ کہ جب میرے ہاتھ میں خراج اور غنیمت کا مال آئے تو
بے جا طور پر صرف نہ ہونے پائے ایک یہ کہ میں تمہارے وظیفے بڑھادوں اور
تمہاری سرحدوں کو محفوظ رکھوں اور ایک یہ کہ تمہیں کسی خطروں میں نہ
ڈالوں

ایک موقع پر ایک شخص نے کئی بار آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ سے ڈرو حاضرین
میں سے کسی نے اس کو روکا اور کہا کہ بس بہت ہوا حضرت عمر نے فرمایا کہ نہیں اسے کہنے
دو اگر یہ لوگ نہ کہیں تو یہ بے مصرف ہیں (کتاب الخراج ص ۷)

ان باتوں کا یہ اثر تھا کہ خلافت اور حکومت کے اختیارات اور حدود سب پر ظاہر ہو گئے تھے
اور شخصی شوکت اور اقتدار کا تصور دلوں سے جاتا رہا حضرت معاذ بن جبل نے رومیوں کی
سفارشات میں حضرت عمر کی خلافت کے بارے میں جو تقریر کی تھی وہ درحقیقت

حکومت جمہوری کی اصل تصویر ہے اور حکومت جمہوری کی حقیقت آج بھی اس سے واضح
 صحیح تر نہیں بیان کی جاسکتی (الفاروق ص ۱۸۴)

..... حضرت عمر فاروقؓ کے وزیر و مشیر

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو زمین پر دو وزیر و مشیر (حضرت ابو بکر اور حضرت عمر) عطا
 فرمائے یہ بات خود حضور ﷺ نے اپنی امت کو بتائی ہے حضرت ابو بکر نے اپنے مختصر دور
 میں حضرت عمر فاروق کو اپنے ساتھ رکھا اور ان سے اہم معاملات میں مشورہ کرتے رہے
 حضرت عمر فاروق کا دور آیا تو آپ نے دینی علمی اور سیاسی معاملات میں اہل علم صحابہ کو اپنے
 ساتھ رکھا اور ان سے ہر اہم معاملات میں مشورہ لیتے رہے آپ کے مشیروں میں حضرت
 عثمان غنی حضرت علی مرتضیٰ سمیت وہ تمام صحابہ کرام تھے جنہیں حضور ﷺ نے بار بار
 بتائی ہونے کی بشارت سنائی تھی اور ان کے علم و فہم اور تقویٰ و صلاحت رائے کی خبر دی تھی
 آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس کو باوجودیکہ وہ عمر میں دوسروں سے چھوٹے تھے اپنی
 علمی مجلس شوریٰ کا ممبر بنایا تھا یہ سب وہ لوگ تھے جو علم و عمل فضل و کمال زہد و تقویٰ اور
 فراست و بصیرت میں بہت اعلیٰ مقام کے حامل تھے آپ ان سے برابر مشورہ کرتے اور پھر
 پیش آمدہ مسائل کا فیصلہ فرماتے تھے شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) ایک بحث میں
 لکھتے ہیں

واما عمر رضی اللہ عنہ فكان شديدا في نفسه فكان من كماله استعانه
 باللين ليعتدل امره فكان يستعين بأبي عبيدة بن الجراح وسعد بن ابى
 وقاص وابى عبيد الثقفى والنعمان بن مقرن وسعيد بن عامر وامثال

هؤلاء من أهل الصلاح والزهد الذين هم أعظم زهدا وعبادة من مثل
عالم بن الوليد وأمثاله (منهاج السنة ج ۶ ص ۱۳۹)

حضرت عمر فاروق خواتین کے امور کے سلسلے میں عورتوں سے بھی مشورہ لیتے تھے آپ
اہم مسائل کے سلسلے میں اپنی صاحبزادی ام المؤمنین حضرت حصہ سے مشورہ لیتے رہے
امام محمد بن سیرین (۱۱۰ھ) کہتے ہیں

كان عمر يشاور حتى المرأة (تاریخ عمر ص ۲۱۳ لابن جوزی)

حضرت عمر فاروق حضرت ابو بکر کے دور میں قاضی تھے آپ نے خلافت سنبھالتے ہی یہ
منصب حضرت قاضی شریح کو دے دیا حضرت عبداللہ بن مسعود آپ کے وزیر خزانہ مقرر
ہوئے اور حضرت زید بن ثابت کو بھی قاضی بنایا تھا حضرت علی مرتضیٰ کو بھی عہدہ قضاء پر
رکھا تھا (البدایہ ج ۷ ص ۳۱)

☆..... اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام نافذ کرنا

خلیفہ کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اللہ کی اس زمین پر اللہ کا بھیجا نظام جاری کرے
اور لوگوں کے درمیان حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے حضور ﷺ جس نظام کو لے کر
آئے آپ نے مدینہ منورہ میں اس کی ابتداء فرمادی اور اللہ کی زمین پر اللہ کے نظام کی
بھاری لوگوں نے دیکھیں عہد صدیقی میں بھی خدا کا نظام پوری طرح برپا رہا اللہ تعالیٰ نے
حضرت عمر فاروق کو اس کے بہترین مواقع عطا فرمائے آپ اس ایمانی جوش و جذبہ کے
ساتھ اٹھے کہ دنیا کی کوئی طاقت آپ کو اس نظام پر عمل کرانے سے نہ روک پائی آپ کے
قدم جہاں جہاں پہنچے اللہ کا نظام قائم ہوتا گیا اور لوگوں کو حق و انصاف ملتا گیا

ایک دور وہ تھا کہ اللہ کا بھیجا نظام صرف مدینہ منورہ اور اس کے قریب و جوار تک ہی رہا اور ایک وہ زمانہ آیا کہ اللہ کا نظام دنیا کے ہزار سے زیادہ شہروں میں قائم ہو گیا یہ دور حضرت عمر فاروق کی خلافت کا دور ہے حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ) بتاتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کے دور خلافت میں ایک ہزار چھتیس شہر مسلمانوں کے ہاتھ میں آئے تھے جن کے ساتھ کئی دیہات اور ماتحت علاقے بھی تھے آپ کے دور میں چار ہزار مساجد بنائیں گئیں آپ کے دور میں کفر کے کئی گڑھ توڑے گئے اور نو سو منبر جامع مسجدوں کی محرابوں کے ساتھ بنائے گئے تھے (ازالہ ج ۳ ص ۲۳۳)

ہزار سے زیادہ شہروں اور ان کے ماتحت علاقوں میں اسلام کا پرچم لہرا دینا اور وہاں الہی نظام کا نفاذ اس بات کا شاہد ہے کہ حضرت عمر کی خلافت وہی موعودہ خلافت تھی اور اللہ کی رحمت کا سایہ آپ کے اوپر برابر موجود تھا آپ نے ان تمام مقامات پر شریعت نبوی کو جاری کیا اور اس میں نہ کسی کا خوف آپ پر طاری ہوا اور نہ آپ نے کسی ملامت کی پروا کی۔ شریعت نبوی کے نفاذ میں آپ نے جس طرح دوسروں سے معاملہ کیا آپ نے اسی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اپنے اور اپنے گھر والوں کے ساتھ سے بھی وہی معاملہ رکھا تھا۔

حضرت عمر فاروق نے اسلامی احکام کو صرف مسجدوں اور مدرسوں تک ہی محدود نہیں رکھا آپ چاہتے کہ لوگ دین کی فقہ حاصل کریں تاکہ وہ شریعت کو سمجھیں اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہو گا کہ لوگوں میں دین کی عظمت پیدا ہوگی اور اللہ کے دین کا جھنڈا ہر جگہ نصب ہو گا آپ نے بازاروں تک کو در سگاہ بنانے کی بھی ایک لطیف تدبیر تیار کی حضرت امام بخاری (۲۵۶ھ) حضرت عمر فاروق کا ایک نہایت ہی قیمتی ملفوظ نقل کرتے ہیں

قال عمر تفقهوا قبل ان تسودوا (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۷)

بزرگ بننے سے پہلے دین کی فقہ حاصل کرو

جو لوگ دین کا علم اور دین کی دانش حاصل کئے بغیر پیر اور قائد بن جاتے ہیں ان کے ہاتھوں پھر دین کا حلیہ جس طرح مسخ ہوتا ہے موجودہ دور میں اس کی مثالیں کثرت سے دیکھی جاسکتی ہیں

حضرت امام بخاری نے حضرت عمر فاروق کے مذکورہ ارشاد پر ایک اپنا بیان بھی دیا آپ کہتے ہیں کہ سردار اور بزرگ بننے سے پہلے علم فقہ ضرور حاصل کرو مگر بزرگ بننے کے بعد بھی دین کا علم اور اس کی فقہ میں مصروف و مشغول رہنا چاہیے آپ فرماتے ہیں

قال ابو عبد الله وبعد ان تسودوا (ایضاً)

شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں

سیادت و ریاست اور بڑائی حاصل ہونے سے پہلے علم حاصل کرو یعنی سیادت کے لئے پہلے سے علم دین حاصل کرو تاکہ اس کے اہل بھی بن جاؤ اگر بلا علم سردار (پیر بزرگ) بنو گے تو سب کو خراب کرو گے اور ضلوا فاضلوا کے مصداق بنو گے یعنی خود گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا نیز کسی قسم کی بڑائی اور سیادت کے بعد آدمی کو اور ضروری مشاغل پیش آجاتے ہیں جس کی وجہ سے تحصیل علم کی فرصت و فراغت میں تنگی آجاتی ہے نیز بسا اوقات بڑا بننے کے بعد زانوائے تلمذ تمہ کرنے میں حیاء و شرم مانع ہو جاتی ہے امام بخاری نے کہا کہ بزرگ بننے کے بعد بھی (علم دین) حاصل کرو امام بخاری نے حضرت عمر کے قول کی تکمیل کی یعنی اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ سردار ہو جانے کے بعد

اب تحصیل علم کی ضرورت نہیں علم کی تو کچھ انتہاء نہیں ہے (فضل الباری ج ۲ ص ۵۳)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر کے ہاں فقہ دین کی بڑی اہمیت تھی آپ چاہتے تھے کہ جو مدرسہ میں بیٹھنے والے ہی علم دین کے ماہر نہ ہوں بازاروں میں خرید و فروخت کرنے والے بھی دین کا علم حاصل کریں تاکہ ان کی تجارت صحیح ہو اور پھر اس تجارت پر اللہ کی برکتیں اترے اور عوام کو اس سے فائدہ پہنچے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ایک مجلس میں فرماتے ہیں

حضرت عمر نے حکم فرمایا تھا کہ بازار میں تجارت کیلئے وہ بیٹھے جو فقیہ ہو (جامع زہدی ج ۲ ص ۴۶) مطلب یہ تھا کہ جتنے آکر اس سے خریدیں گے چونکہ ان سب کو خرید و فروخت کے معاملات ایسے لوگوں سے پڑیں گے تو وہ سب کے سب بھی فقیہ ہو جائیں گے اس تدبیر سے سارے ملک کو درس گاہ اور خانقاہ بنادیا تھا بڑی لطیف تدبیر تھی حکومت سے سب کام سہولت سے ہو جاتے ہیں (افاضات ج ۲ ص ۸۶) سو آپ تو سارے ملک کو مدرسہ بنانا چاہتے تھے (ایضاً) تمدن بھی کوئی ان حضرات سے سیکھے (ایضاً ج ۳ ص ۲۹۰)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر کی نگاہ میں فقہ کی بڑی عظمت اور اہمیت تھی اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام قائم کرنے کے لئے دین کی فقہ و دانش ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ آپ جب کسی ملک پر فوج بھیجتے تو ان کا افسر اسے بتاتے تھے جو صاحب علم اور صاحب فقہ ہوتا تھا (کتاب الخراج ص ۱۲۰) ظاہر ہے کہ اگر علم و فہم ہی نہ ہو تو کس طرح اس زمین پر اللہ کا نظام نافذ کیا جاسکتا ہے

نبی کے کئے وعدوں کی تکمیل کرنا

خلیفہ کی دوسری بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ پیغمبر جس بات کی خبر دے جائے اور جو کر جائے خلیفہ اس خبر اور اس وعدہ کی تکمیل پورے جوش و جذبہ سے کرے اس کا دل بھرے ان وعدوں کی تکمیل میں کوشاں رہے حضور اکرم ﷺ نے بہت سی ایسی چیزیں بھارتیں اور خبریں دیں جو آپ کی زندگی میں نمایاں نہ ہوئیں حضرت عمر فاروق نے اس دور خلافت میں ان پیشگوئیوں اور ان تمناؤں کو پورا کر دکھایا تھا جس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ کے خوابوں کی تعبیر بن کر اٹھے اور آپ نے خلافت کا حق واقعی ادا فرمایا (اس کی تفصیل اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیے)

☆..... مختلف علاقوں میں عالمین کو بھیجنا

حضرت عمر فاروق نے خلافت سنبھالتے ہی مختلف علاقوں میں عالمین بھیجنے شروع کر دیے جن کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ اس علاقے کے لوگوں کو قرآن و سنت کی تعلیم دیں اور انہیں اس دین سے آگاہ کریں جو اللہ نے اپنے نبی کے ساتھ بھیجا ہے ایک مرتبہ آپ نے ایک خطبہ میں اس مضمون پر روشنی ڈالی تھی آپ نے کہا اے اللہ میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے شہروں میں امراء کو اس لئے بھیجا ہے کہ وہ لوگوں کو ان کی دین کی تعلیم دیں اور ان کے نبی کا طریقہ سکھائیں ان میں نماز قائم کریں اور ان کا حصہ تقسیم کریں اور ان لوگوں پر انصاف سے کام لیں آپ نے ان علاقے والوں کو کہا کہ

ہم خدا کی میں اپنے عاملوں کو تمہارے پاس اس لئے نہیں بھیجتا کہ وہ تمہارے سوال چھین
 ہیں لیکن میں ان کو اس غرض سے تمہارے پاس بھیجتا ہوں کہ وہ تم کو تمہارے ذات کی تعلیم
 دی اور تم کو سنت نبوی سکھائیں اور اگر کسی نے اس کی عاودہ اور کوئی کام کر کے نقصان
 پہنچا تو اس بات کی مجھے اطلاع دی جائے قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے
 میں اس صورت میں اس سے قصاص لوں گا (ایضاً ص ۲۳۲)

یہاں مرتبہ حج کے موقع پر آپ نے تمام عامل کو بلایا جب سب عاملین اور دوسرے لوگ
 بھی جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ اے لوگو میں نے ان عامل کو تمہارے یہاں اس لئے
 نہیں بھیجا ہے کہ وہ تمہاری کھال اڑھیر دیں اور تمہیں ماریں پیٹیں اور تمہارے مال چھین
 لیں اگر ان عاملین میں سے کسی نے بھی ایسا کیا ہو تو وہ ابھی مجھے بتائے تاکہ میں انصاف
 کروں چنانچہ پورے مجمع میں سوائے ایک کے کوئی بھی کھڑا نہ ہوا

اس ایک آدمی نے کہا کہ امیر المؤمنین میرے یہاں کے عامل نے مجھے سو کوڑے مارے
 ہیں حضرت عمر نے اس سے کہا کہ یہاں عامل موجود ہے تو اسے سو کوڑے مار لے وہاں
 موجود ایک بزرگ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین اگر آپ اپنے عامل کے لئے اس طرح راستہ
 کھول دیں تو لوگ ان پر ٹوٹ پڑیں گے اور یہ ایک سنت بن جائے گی جس پر وہ بھی عمل
 کرے گا (وكانت سنة ياخذ بها من بعدك) تو آپ نے فرمایا کہ میں اس سے قصاص کیوں نہ
 لوں حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اپنی ذات سے قصاص لیتے ہوئے۔ سوائے اور
 قصاص لے۔ اس پر کہا گیا کہ اگر وہ راضی ہو جائے تو؟ آپ نے فرمایا کہ ایسا کر لو چنانچہ
 انہوں نے اس شخص کو کسی نہ کسی طرح راضی کر لیا اور ہر کوڑے کے بدلے اس نے دو
 دینار لے لئے

.....عادل و امین کو عامل بنانا

خليفة کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جن جن علاقوں میں ان کے عمال جائیں وہاں اخلاق و کردار کے اتنے صاف ہوں کہ ان پر کوئی انگلی نہ اٹھاسکے اگر عمال ہی ظالم اور فاسق ہوں اور لوگ ان کی زیادتیوں سے تنگ آجائیں تو خلافت کے اثرات و برکات پر اس کا اثر پڑتا ہے حضرت عمر فاروق جب کسی کو عامل بناتے تو سب سے پہلے اس کے ایمان و عقیدہ اور اس کے اخلاق و کردار کی پوری طرح تحقیق فرماتے تھے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صاحب لکھتے ہیں

حضرت عمرؓ ایسے لوگوں کو عامل بناتے تھے جو عدول (یعنی فسق کے دھبہ سے پاک ہوں) اور صاحب امانت ہوں اور ان کو بہت بلیغ طریقے پر نصیحت فرماتے اور پھر ان کے حال کی خبر گیری بھی کیا کرتے تھے (اور جب وہ واپس آتے تو آپ ان کے حالات پر نظر رکھتے تھے) ایک مرتبہ حضرت ابو عبیدہؓ نے ان سے کہا کہ آپ نے تو صحابہ کرام کو میل کچیل میں ملوث کر دیا تو آپ نے کہا کہ اگر میں دین کے کام کاج اہل دین سے نہ لوں تو پھر اور کس سے لوں (ازالہ ایضاً ص ۲۵۱)

☆.....عالمین سے چار باتوں کی شرط لینا

حضرت عمر فاروق جسے عامل بناتے اس سے چار باتوں کا خاص طور پر عہد لیا کرتے تھے اور اس پر انصار کی جماعت کو بطور گواہ رکھتے تھے وہ چار شرطیں یہ ہیں (۱) گھوڑے پر سوار نہ

ہوتا (۲) باریک کپڑا نہ پہننا اور عمدہ عمدہ کھانا نہ کھانا (۳) دروازہ بند نہ کرنا کہ حاجت مند لوگ آئیں اور دروازہ بند پا کر پریشان ہوں (۴) اور کوئی دربان نہ رکھنا

حضرت عمر فاروق نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو شام کا اور حضرت سلمان فارسی کو مدائن کا طور پر مقرر کیا تھا مورخ مسعودی (۳۴۶ھ) لکھتا ہے کہ یہ دونوں بزرگ مونا اور کھدرا باتا پہنتے تھے اور گدھے کی تنگی پیٹھ پر سواری کرتے تھے ایک مرتبہ کسی نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح سے کہا کہ ہمارے آس پاس دشمن رہتے ہیں اور آپ یہاں امیر المؤمنین کے گورنر ہیں آپ بھی اس علاقے کے دوسرے گورنروں کی طرح ذرا شاہانہ زندگی گزاریں تاکہ ہمارے دشمنوں پر اس کا اچھا اثر پڑے حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے اس کے جواب میں فرمایا

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں میں جس طرح زندگی بسر کرتا تھا کیا اسے میں

ترک کردوں (مروج الذهب ج ۲ ص ۲۴۳)

آپ کے عمال میں سے ایک سعید بن عامر بھی تھے حمص کے کچھ لوگوں نے جہاں کے وہ مال تھے حضرت عمر کے پاس ان کی شکایت پہنچی کہ وہ طلوع آفتاب کے بعد لوگوں سے ملاقات کرتے ہیں رات کے وقت کسی سے نہیں ملتے اور ہفتہ میں ایک دن اپنے گھر سے باہر نہیں آتے آپ کو جب یہ شکایات پہنچی تو آپ نے فرمایا اللہ مجھے عدل کی توفیق دے اور میری فراست کم نہ کرے پھر آپ نے دونوں فریق کو مدینہ منورہ طلب کیا اور شکایت کرنے والوں سے فرمایا کہ اپنی شکایات بیان کرو چنانچہ انہوں نے مذکورہ شکایتیں من و عن دہر لائیں حضرت عمر نے سعید بن عامر سے کہا کہ وہ ان شکایات کا جواب دیں وہ بولے امیر المؤمنین میرے پاس کوئی نوکر نہیں ہے اس لئے میں صبح کا کھانا خود ہی تیار کرتا ہوں

یسی وجہ ہے کہ میں اس کے بعد لوگوں سے ملاقات کرتا ہوں دوسری بات یعنی رات کے وقت لوگوں سے ملاقات نہ کرنے کا سبب یہ ہے کہ میں نے رات کا وقت صرف مہمانوں کے لئے مخصوص کر رکھا ہے تیسری بات یہ ہے کہ میں ہفتہ میں ایک روز گھر سے باہر نہیں نکلتا اس کا سبب یہ ہے کہ میرے پاس کوئی خادم نہیں ہے جو میرے کپڑے دھو دیا کرے اور چونکہ میرے پاس عموماً صرف ایک ہی جوڑا کپڑوں کا ہے اس لئے میں اسے دھو ہی دھو کر سکھانے کے لئے ڈال دیتا ہوں اور جب وہ سوکھ جاتا ہے تو اسے پہنتا ہوں اس کام کے لئے میں نے ہفتے میں ایک دن مقرر کر رکھا ہے

حضرت عمر نے یہ بات سن کر اللہ کا شکر ادا کیا اور کہا الحمد للہ عمال کے تقرر میں میری فراست کم نہیں ہے پھر آپ نے اہل حمص سے مخاطب ہو کر فرمایا آپ لوگ بھی خدا کا شکر کریں کہ اس نے آپ کو ایسا امیر دیا ہے اس لئے اس کے بارے میں نیک گمان رکھا کرو اور اس سے بھلائی کے ساتھ پیش آیا کرو (مروج الذهب ج ۲ ص ۲۴۲)

ہاں اگر کبھی کسی عامل کے بارے میں آپ کو کوئی شکایت پہنچتی اور وہ شکایت درست ہوتی ہے آپ اس معاملہ کا سختی کے ساتھ نوٹس لیتے

ایک مرتبہ مصر کے ایک عامل کے بارے میں آپ کو شکایت ملی کہ وہ اس عہد کا خیال نہیں رکھتے آپ نے ایک شخص کو اس بات کی تفتیش کے لئے بھیجا معلوم ہوا کہ شکایت صحیح ہے قاصد نے مصری عامل سے کہا کہ امیر المؤمنین نے آپ کو بلایا ہے اس نے کہا کہ وہ کپڑے بدل لینا چاہتا ہے قاصد نے کہا کہ نہیں آپ کو اسی حالت میں جانا ہو گا چنانچہ جب وہ آپ کے ہاں لائے گئے تو آپ نے ان سے کہا کہ اپنا باریک کپڑا اتاریں اور پھر آپ نے ایک بالوں کا بنا ہوا کرتا منگو کر اس کو پہنایا اور ایک بحریوں کا ریوڑ منگایا اور ایک لائٹنی دے کر کہا

کہ لیجئے آپ ان ہریوں کو چرائیں اور اس کا دودھ پیئیں اور جو تمہارے پاس سے گزرے
 اسے بھی پلانا اور جو بچ جائے اسے ہمارے لئے محفوظ رکھنا۔ پھر کچھ دنوں کے
 بعد جب معافی ملی تو آپ نے ان کو واپس اس عہدہ پر مقرر کر دیا چنانچہ آپ کے اس عمل
 سے پھر کسی دوسرے میں جرات نہ ہوئی کہ وہ آپ کے عہد کی خلاف ورزی کرے
 البتہ اگر کسی مصلحت کی بناء پر کوئی عامل اس عہد کی محافظت نہ کر پاتا تو آپ گو اس سے
 راضی تو نہ ہوتے تاہم اس حکمت کے پیش نظر آپ اس پر مؤاخذہ نہ کرتے تھے
 حضرت امیر معاویہ کے بھائی یزید بن ابی سفیان کا جب انتقال ہوا تو آپ نے حضرت معاویہؓ
 کو ان ہی شرائط پر تقرر نامہ لکھ کر دے دیا جن شرائط بھی ان کے بھائی کو عامل بنایا تھا جب
 حضرت عمر ملک شام آئے تو آپ نے حضرت معاویہؓ کی اچھی سواری دیکھ کر کہا کہ یہ تو
 عرب کا کسری ہے کہ بڑی اچھی سواری پر آیا ہے حضرت معاویہؓ نے عرض کی کہ میرے
 متعلق اور کوئی شکایت بھی پہنچی تو فرمائیں حضرت عمرؓ نے کہا کہ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے
 کہ تیرے دروازے پر لوگوں کو کھڑا بھی رہنا پڑتا ہے آپ نے پوچھا کہ حضرت اور کوئی
 شکایت؟ ارشاد فرمایا کہ اس کی وجہ کیا ہے حضرت معاویہؓ نے کہا کہ ہم ایسی زمین میں ہیں
 جہاں دشمنوں کے جاسوس بخترت ہیں اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ہم اس طرح رہیں کہ
 جس سے دشمن مرعوب ہو سو اگر آپ کا حکم ہوا تو ایسا کرتا ہوں گا اگر نہیں تو آج کے بعد
 آپ مجھے اس حال میں نہ دیکھیں گے آپ نے فرمایا اے معاویہؓ میں جس چیز کے بارے میں
 تجھ سے سوال کرتا ہوں تو مجھے ایسا کر ڈالتا ہے جیسے کسی کو قلعہ کر لیا ہو اگر تو نے جو کچھ کہا
 ہے وہ سچ ہے تو یہ ایک اریب (یعنی صاحب عقل) کی رائے ہے اور اگر یہ غلط بیانی ہے تو یہ
 ایک اریب (باتونی) کا دھوکا ہے معاویہؓ نے کہا اے امیر المؤمنین میرے لئے حکم دیجئے

فرمایا کہ نہ تجھے حکم دوں گا اور نہ منع کروں گا (ازالۃ ج ۳ ص ۲۵۷ استیعاب)

☆..... عالمین کو مریض کی عیادت کا حکم

حضرت عمر فاروقؓ مسلمانوں کے امیر و حکمران تھے آپ جانتے تھے کہ حکمرانی کس ذمہ داری کا نام ہے حضور ﷺ کس طرح اپنے ساتھیوں اور شاگردوں کا خیال فرماتے اور ان کی خبر گیری کیا کرتے تھے آپ کا کوئی صحابی بیمار ہوتا تو آپ بذات خود ان کی عیادت کے لئے بھی جاتے تھے اور اسکے لئے دعائے صحت فرماتے آپ کے تشریف لانے پر مریض کو راحت حاصل ہوتی اور وہ اپنی بیماری بھول جاتا تھا حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دور خلافت میں اس پر سختی سے عمل کیا تھا اور اپنے عالمین کو بھی کہا تھا کہ وہ اس میں کوتاہی نہ کریں ہم ابراہیم ثقی (۹۶ھ) کہتے ہیں

كان عمر بن الخطاب اذا بلغه ان عامله لا يعود المريض ولا يدخل عليه الضعيف نزعہ (ریاض ج ۱ ص ۳۸۸)

جب حضرت عمر کو یہ خبر ملتی کہ آپ کا عامل مریضوں کی خبر گیری نہیں کرتا اور کمزور شخص اس تک نہیں پہنچ پاتا تو آپ اسے اس کے عہدہ سے فارغ کر دیتے تھے

☆..... مخلوق خدا کے حقوق اور ان کے اموال کی حفاظت کرنا

مسلمان حکمران کے لئے ضروری ہے کہ وہ بیت المال کے مال کو اپنا ذاتی مال نہ سمجھے اور نہ اسے مال مفت دل بے رحم سمجھ کر اڑائے یہ مال سب مسلمانوں کا ہے اور اس پر سب

مسلمانوں کا حق ہے اسلامی حکمران بن جانے کا مطالبہ یہ نہیں کہ وہ مسلمانوں کے مال پر ہاتھ صاف کرتا رہے اور دوسرے مسلمان اپنے حقوق سے محروم رہیں حضرت عمر فاروق نے برسر عام یہ بات کہی تھی کہ مسلمانوں کے مال کو چھپا کر رکھنا بھی جائز نہیں ہے اور خلیفہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس مال سے مخلوق خدا پر خرچ کرتا رہے ہاں اگر مسلمانوں کے فائدہ کے لئے اگر کبھی کچھ مال رکھنے کی ضرورت ہو تو اس کو بچا رکھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے آپ نے فرمایا

اے لوگو تمہارے مجھ پر بہت سے حقوق ہیں جو میں تمہیں بتاتا ہوں تم ان پر میری گرفت کر سکتے ہو تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ میں اس مال میں سے جو تم پر خرچ کرتا ہوں اور کوئی شے تم سے چھپا کر نہ رکھوں اور نہ اس میں سے جو اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت میں سے تمہارے لئے بچے سوائے اس کے کہ جو اللہ کے کام کے لئے رکھوں اے لوگو تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ جو مال میں اللہ کے لئے رد کوں وہ سوائے اسی مقصد کے اور کسی جگہ صرف نہ ہو (ازالہ ج ۳ ص ۲۷)

☆..... بیت المال کی حفاظت کرنا

یہ صرف اخلاقیات میں ہی نہیں مالیات میں بھی حضرت عمرؓ کا یہی پیمانہ عمل تھا آپ نے کبھی بیت المال کو اپنے یا اپنے خاندان کے ذاتی کاموں کیلئے استعمال نہ کیا اور نہ کبھی آپ مسلمانوں کے مال میں کسی کو تاہی اور لاپرواہی کے مرتکب ہوئے بیت المال کا ایک اونٹ بھی گم ہو جاتا تو آپ پریشان ہو جاتے اور کڑکتی دھوپ میں بھی اس ایک اونٹ کی تلاش میں مارے مارے پھرتے تھے حکیم الامت فرماتے ہیں

حضرت عمر ایک مرتبہ دوپہر کو سخت گرمی میں سر پر چادر ڈالے ایک اونٹ کی تلاش میں جا رہے تھے اس وقت حضرت عثمان اپنے بالا خانہ پر بیٹھے تھے دوسرے دیکھ کر خیال ہوا کہ شاید امیر المؤمنین جا رہے ہیں جب قریب آئے تو فرمایا امیر المؤمنین آپ اس دھوپ اور لو میں کہاں جا رہے ہیں فرمایا بیت المال کا ایک اونٹ گم ہو گیا ہے اس کی تلاش میں جا رہا ہوں عرض کی تھوڑی دیر کے بعد تلاش ممکن تھی اس دھوپ میں کیوں تکلیف کی فرمایا جہنم کی آگ اس سے سخت ہے حضرت عثمان نے عرض کیا کہ اچھا میں اپنے غلام کو بھیج دیتا ہوں آپ یہاں آرام فرمائیں فرمایا کہ قیامت میں تم سے یا تمہارے غلام سے باز پرس نہ ہوگی بیت المال کے متعلق باز پرس تو مجھ ہی سے ہوگی اس لئے میں اپنی رہائی کی فکر خود ہی کرنا چاہتا ہوں

آپ نے فرمایا

جو شخص مسلمانوں کے معاملات کا والی ہو گیا اس پر وہ سب کچھ واجب ہے جو کسی آقا کے غلام پر آقا کے لئے واجب ہوتا ہے (ازالہ ج ۳ ص ۲۸۴)

یہ فرما کر تشریف لے گئے اور دوپہر کی دھوپ ہی میں اس کو تلاش کیا عرب کی گرمی اور دھوپ مشہور ہے اندازہ کر لیجئے کیسی سخت دھوپ ہوگی مگر امیر المؤمنین خود تلاش کے واسطے نکلے ہیں دوسروں پر بھروسہ نہ کیا۔

حضرت عثمان غنی کے ایک غلام کہتے ہیں کہ میں نے سخت گرمی کے دن میں دیکھا کہ ایک آدمی دو اونٹ کو ہنکائے لے جا رہا ہے تو میں نے کہا کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ وہ اس گرمی کے بجائے شام کو یہ عمل کرتا جب وہ قریب ہوئے تو میں نے دیکھا کہ وہ عمر بن خطاب ہیں

میں نے حضرت عثمان کو اس بات کی خبر دی تو انہوں نے دروازے میں جھانک کر دیکھا مگر مری اس قدر تھی کہ وہ واپس اندر چلے آئے اتنے میں حضرت عمر قریب آگئے تو حضرت عثمان نے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ نے اس وقت نکلنے کی تکلیف کیوں فرمائی؟ آپ نے کہا اے عثمان صدقہ کے دواونٹ پیچھے رہ گئے تھے بقیہ اونٹ آگے جا چکے تھے تو میں نے چاہا کہ ان کو بھی چراگاہ تک پہنچا دوں مجھے ان کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو گیا تھا تو فکر ہوئی کہ نہیں اللہ تعالیٰ مجھ سے اس بات کی باز پرس نہ فرمائیں (ازالہ ج ۳ ص ۲۸۵)

پس کہہ کر آپ آگے چل دئے حضرت عثمان غنی نے وہاں موجود ساتھیوں سے فرمایا
 من احب ان ينظر الى القوي الامين فلينظر الى هذا (ریاض ج ۱ ص ۳۹۳)
 جو شخص قوی اور امانت دار آدمی کو دیکھنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ انہیں (یعنی
 حضرت عمر کو) دیکھ لے

حضرت علی مرتضیٰ نے بھی آپ کے بارے میں یہ بات فرمائی ہے شارح صحیح مسلم حضرت
 امام نووی (۶۷۶ھ) لکھتے ہیں

روينا عن عثمان وعلي قالا في عمر هذا هو القوي الامين

(تہذیب الاسماء ج ۲ ص ۱۲)

ایک مرتبہ بیت المال کا ایک اونٹ کہیں پیچھے رہ گیا تو حضرت عمر فاروق دوڑے دوڑے
 اس کے پیچھے جانے لگے تو حضرت علی نے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ کہاں جا رہے ہیں
 آپ نے کہا صدقہ کا ایک اونٹ علیحدہ ہو گیا ہے اس کو پکڑنے کے لئے جا رہا ہوں حضرت
 علی نے کہا آپ نے اپنے بعد ہونے والے خلفاء کو ایک بڑی مشکل میں ڈال دیا تو آپ نے
 فرمایا اے ابوالحسن مجھے ملامت نہ کر قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد کو نبوت کے ساتھ

مبعوث کیا اگر ایک بحری کاپہ بھی فرات کے کنارہ پر ضائع ہو گیا تو قیامت کے دن اس کا
عمر پکڑا جائے گا

لومات جدی بطف الفرات لحشیت أن یطالب الله به عمر (ریاض الشاہ)
ص ۳۷۳

اگر نہر فرات کے کنارے کوئی بحری کسی وجہ سے ہلاک ہو جائے تو مجھے اندیشہ ہے
کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ مجھ سے اس کی باز پرس کرے گا (حلیہ ج ۱ ص ۶۳)
حقیقت یہ ہے کہ ایسے والی کی کوئی عزت نہیں جو مسلمانوں کو ضائع کر دے اور
نہ ایسے فاسق کی جو مسلمانوں کو خوف زدہ کر دے (ازالہ ج ۳ ص ۲۸۷)

حکیم الامت حضرت تھانویؒ اس پر فرماتے ہیں

جن کو حکومت میں جہنم سے بچنے کا خیال ہے وہ ایسی ایسی تکالیف برداشت
کر کے حکومت کرتے ہیں آپ نے اس کو منہ کا تر نوالہ سمجھ رکھا ہے اور
باوجودیکہ حضرت عمرؓ کے عدل و انصاف و جفا کشی کی یہ حالت تھی کہ دنیا میں
اس کی نظیر ماننا مشکل ہے (وعظ - خیر الارشاد ص ۱۱۵)

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ سے کہا گیا کہ آپ اپنے کسی غلام کو کہہ دیجئے کہ وہ یہ کام کرے
آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ

مجھ سے بڑھ کر اور کون غلام ہو گا (تاریخ عمر ص ۸۹)

☆..... رعایا کے جان و مال کی حفاظت کرنا

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنی رعایا پر یہ بات واضح کر دی تھی کہ جو شخص بھی کسی دوسرے

مترے گا اس کی پوری پوری سزا دی جائے گی اب کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ وہ محض
بے نسیب یا مال و دولت کے بل بوتے پر ظلم و زیادتی کر سکتا ہے آپ نے ایک خطبہ میں

لے لوگوں میں تمہارا ولی بنایا گیا ہوں اب جان لو کہ وہ تیزی کمزور کر دی گئی ہے
لیکن وہ مسلمانوں پر ظلم و ستم کرنے والوں پر ضرور ظاہر ہوگی اور جہاں تک
بیک لوگ اور صاحب فضیلت افراد کا تعلق ہے تو میں ان کے ساتھ اس سے
بھی زیادہ نرم و خویشتان ہوں گا جو نرمی وہ ایک دوسرے کے ساتھ کرتے ہیں اور
میں کسی ایسے شخص کو جو دوسروں پر ظلم و ستم کرتا ہوگا اس کے رخسار کو زمین
پر ڈال کر اپنا پاؤں اس کے دوسرے رخسار پر رکھ دوں گا یہاں تک کہ وہ حق کو
اچھی طرح سمجھ لے (ازالہ ص ۷۲ ج ۳)

لے لوگو تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ میں تم کو ہلاکت کے مقامات میں نہ ڈالوں
اور جب تم گھر سے نکل کر جنگ و جہاد میں جاؤ تو میں تمہارے بال بچوں کا باپ بنا
رہوں یہاں تک کہ تم ان کے پاس آ جاؤ

جو الانعمین حضرت سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ خدا حضرت عمر فاروق ان لوگوں کے
پہن گئے تھے یہاں تک کہ آپ ان مجاہدین کے گھروں کے دروازوں پر جاتے تھے اور
ٹک دے کر ان کو سلام کرتے پھر کہتے کیا تمہیں کوئی حاجت و ضرورت ہے؟ آپ
کہتے کہ اگر تمہیں کوئی حاجت ہے تو مجھے بتاؤ میں بازار سے تمہارے لئے خرید کر لاؤں
لے اچھا نہیں لگتا کہ کوئی تمہیں خرید و فروخت میں دھوکا دے جائے چنانچہ جس کو جو
ضرورت ہوتی وہ اپنے چچے آپ کے ساتھ بھیج دیتے اور آپ ان کے لئے ضرورت کی

چیزیں خریدتے اگر کسی کے گھر کوئی چھ نہ ہوتا تو آپ خود ان کے لئے سامان خریدتے
 اسی طرح میدان جہاد سے اگر کسی کا کوئی خط آتا تو آپ خود وہ خط لے کر مجاہدین کے گھر
 جاتے اور ان کو خط دے آتے اور پھر ان سے یہ بھی کہتے کہ تمہارے شوہر اللہ کی راہ میں
 ہوئے ہیں اور تم رسول اللہ ﷺ کے شہر میں ہو اگر تمہارے پاس کوئی آدمی ایسا ہے
 تمہیں ان کا خط پڑھ کر سنا دے تو ٹھیک ہے ورنہ میں حاضر ہوں مجھے کہو تو میں پڑھ کر
 سنا دوں اور پھر فرماتے کہ یہاں سے فلاں دن ایک آدمی جائے گا اگر کوئی خط بھیجنا ہو تو اسے
 دینا آپ اسی طرح ہر دروازے پر جاتے تھے (ازالہ ج ۳ ص ۲۲۸)
 یہ تھے ہمارے اسلاف ہم ان پر جتنا بھی ناز کریں کم ہے

☆..... باہر سے آئے قافلے کی حفاظت کرنا

حضرت عمر فاروق کو جب معلوم ہوتا کہ کوئی قافلہ باہر سے سامان تجارت کے ساتھ
 ہے اور فلاں مقام پر پڑاؤ کئے ہوئے ہے تو آپ اس قافلہ کی حفاظت کے لئے خود جایا کرتے
 تھے تاکہ کوئی اس قافلہ کو نقصان نہ پہنچائے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ
 ایک مرتبہ تاجروں کا قافلہ آیا اور عید گاہ میں ٹھہرا تو حضرت عمرؓ نے حضرت عبدالرحمن
 بن عوف سے کہا کہ کیا آپ آج ہمارا ساتھ دیں گے ان کے پوچھنے پر فرمایا کہ ہم رات بھر
 اس قافلے اور ان کے ساز و سامان کی حفاظت کریں گے چنانچہ آپ ان کو لے کر گئے اور
 رات بھر اس قافلہ کی حفاظت کرتے رہے اور نماز پڑھتے رہے (ازالہ ج ۳ ص ۲۷۴)
 ایک مرتبہ آپ حضرت عبدالرحمن بن عوف کے گھر آئے اور کہا کہ ایک قافلہ مدینہ کے
 باہر اتر ا ہوا ہے اور قافلہ والے سفر کی تھکان کی وجہ سے گہری نیند سو گئے ہیں چلو ہم ان کی

ان کے ساز و سامان کی حفاظت کریں چنانچہ یہ دونوں وہاں گئے اور صبح تک جاگتے رہے (بخاری ج ۸ ص ۸۴ لائن جوزی۔ البدایہ ج ۷ ص ۱۳۵)

کنز و روں کا خیال رکھنا

مبارک اکریم ﷺ کی سیرت طیبہ تھی کہ آپ نے ہمیشہ کنز و روں کا خیال رکھا ان کا وہ جہ اٹھایا آپ نے ہمیشہ ان کی مدد فرمائی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اس سیرت پر کس جذبہ سے چلے آئے دیکھئے

حضرت امام اوزاعی (۱۵۷ھ) سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت طلحہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رات کے اندھیرے میں گشت کرتے ہوئے ایک گھر میں جاتے اور تھوڑی دیر بعد واپس آتے دیکھا جب صبح ہوئی تو حضرت طلحہ اس گھر میں گئے تاکہ معلوم کریں کہ اصل معاملہ کیا ہے انہوں نے دیکھا کہ وہاں ایک ضعیف بڑھیا ہے جو آنکھوں سے اور پاؤں سے بھی معذور ہے آپ نے اس خاتون سے پوچھا کہ وہ شخص جو آپ کے پاس آتا ہے کیا کہتا ہے خاتون نے کہا کہ وہ ایک عرصہ سے میری خبر گیری کرتا رہتا ہے جس چیز کی مجھے ضرورت ہوتی ہے وہ لا دیتا ہے اور گھر کی صفائی وغیرہ بھی کر دیا کرتا ہے

حضرت طلحہ نے جب یہ بات سنی تو انہیں بڑا افسوس ہوا اور اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے طلحہ تو عمر کی لغزشوں کو معلوم کرنے کے لئے آیا مگر یہاں معاملہ تو اس کے بالکل برعکس ہے تو کہاں اس کا مقابلہ کر سکتا ہے

لکنک املک یا طلحہ أعشرات عمر تتبع (البدایہ ج ۷ ص ۱۳۵۔ ازالۃ ج ۳ ص ۲۷۸)
محدث نمبر ۸۴ لائن جوزی

☆..... حضرت عمر فاروق کا فقراء کی خدمت کرنا

حضرت عمر فاروق غرباء اور فقراء کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے اور ان کی ضروریات پوری کرنے میں آپ نے کبھی کوئی کوتاہی نہیں فرمائی کسی کے بارے میں پتہ چلتا کہ وہ غم و غربت کا مارا ہوا ہے تو آپ تڑپ جاتے اور اس کی بڑھ چڑھ کر امداد فرماتے تھے عمیر بن سلمہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر کے پاس ایک دیہاتی عورت آئی اور اس نے اپنا مسکنت اور بچوں کی غربت کا اظہار کیا تو آپ نے اسے آٹا سے بھری ہوئی بوری اور تیل دیا اور کہا کہ ہم سے خیبر میں بھی مل لینا چنانچہ جب وہ خیبر میں ملی تو آپ نے اسے دو بوری آٹے کی اور منگو کر دی تاکہ وہ اپنی اور بچوں کی ضرورت پوری کرے (حیۃ الصحابہ ج ۲ ص ۱۹۰)

ایک مرتبہ ایک بچوں والی خاتون نے آپ سے اپنی پریشانی کا ذکر کیا یہ عورت بیوہ تھی آپ اپنے گھر گئے اور وہاں سے اس کے لئے بھرے ہوئے غلے کے دو تھیلے پکڑا اور دوسری چیزیں کو اپنے اونٹ پر رکھا اور اس کی نکیل پکڑ کر عورت کے ہاتھ میں تھما دی اور کہا اے لے جا انشاء اللہ یہ ختم نہ ہو پائے گا کہ اس سے پہلے اللہ اور بھیج دے گا وہاں کھڑے ایک شخص نے یہ منظر دیکھ کر تعجب کا اظہار کیا اور کہا آپ نے اسے اس قدر دے دیا آپ نے فرمایا اس کا والد حضور ﷺ کے ساتھ حدیبیہ میں تھا خدا میں نے اس عورت کے بھائی اور باپ کو دیکھا ہے کہ جنہوں نے وہاں ایک قلعہ کا محاصرہ کئے رکھا تھا پھر ہم لوگوں نے اس کو فتح کیا تھا (ایضاح ج ۲ ص ۱۹۱ بحوالہ بخاری و بیہقی)

علامہ جابر اللہ ز محضری لکھتے ہیں

حضرت عمر قیسوں بیوہ عورتوں اور مسکینوں کا بہت خیال رکھتے تھے آپ مسکینوں کے پاس بیٹھتے ان کے ساتھ چلا کرتے تھے اور بوڑھوں کے پاس کھڑے ہو کر ان کی خبر گیری کرتے تھے اور آپ غلام کا حق آزادی سے کمزور کا حق طاقتور سے مسکین کا حق زبردست سے چھوٹے گروہ کا حق بڑے گروہ سے دلاتے تھے اور جو کچھ کرتے تھے اجر و ثواب کی خاطر کرتے تھے اور دینی معاملہ میں کسی ملامت کی پروا نہ کرتے تھے (الموافقة ص ۴۴)

آپ کے خادم خاص اور غلام اسلم (۱) کا بیان ہے کہ میں نے حضور ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عمر سے زیادہ پختہ کار اور سخی کسی کو نہیں پایا

ما رایت أحدا قط بعد رسول الله ﷺ من حين قبض كان أجدا وأجود حتى انتهى من عمر بن الخطاب (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۲۱)

(۱) حضرت اسلم عدوی حضرت عمر فاروق کے غلام ہیں حضور اکرم ﷺ کا زمانہ پایا ہے انہوں نے حضرت ابو بکر حضرت عمر حضرت عثمان حضرت معاذ بن جبل حضرت حفصہ سے حدیث روایت کی ہے ان کی مجلس درس مسجد نبوی کے پاس منعقد ہوتی تھی ایک مرتبہ حاضرین میں سے کسی نے کہا ابو اسامہ یہ حدیث کس روای کی ہے تو انہوں نے جواب دیا

يا اخي ما كنا نجالس السفهاء بهائي هم لو غلب وقوفون کے پاس نہیں بیٹھتے تھے آپ کے درس میں نای گرامی اہل علم و فضل شریک ہوتے تھے ان میں حضرت امام حسین کے صاحبزادے حضرت امام زین العابدین بھی ہیں جو بظاہر ان کے علم و فضل اور حسب و نسب کے خلاف معلوم ہوتا تھا ایک مرتبہ ایک قریشی نے ان سے کہا کہ آپ اہل قریش کی مجلس چھوڑ کر بنی عدی کے ایک غلام کی مجلس میں بیٹھتے ہیں امام زین العابدین نے جواب میں کہا کہ انسان کو جہاں سے نفع پہونچتا ہے وہ وہیں بیٹھتا ہے حضرت اسلم کی مجلس درس حضرت ابو ہریرہ کی مجلس کے قریب ہوا کرتی تھی (خیر القرون کی درس گاہیں ص ۲۶۶)

آپ نے طویل عمر پائی تھی آپ کا انتقال حضرت عمر فاروق کی شہادت کے تقریباً چالیس سال بعد ہوا تھا۔
روس کے معروف عالم علامہ موسیٰ جار اللہ مرحوم لکھتے ہیں

سارا عرب اور سارے صحابہ آپ کا احترام کرتے تھے اور لوگ آپ سے اس طرح
محبت کرتے تھے جس طرح اولاد اپنے والدین سے کرتی ہے (الوشیہ ص ۱۲۹)

☆..... مسلم معاشرہ کی کس طرح تربیت کی جائے

خليفة کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلامی معاشرہ کی اسلامی خطوط پر تربیت کا اہتمام کرے
حضرت عمر فاروق نے اپنے دور خلافت میں اس پر خصوصی توجہ دی تھی آپ بازاروں میں
کیس دیکھتے کہ بلا کسی ضرورت کے مجمع لگا ہوا ہے تو آپ ناراض ہوتے اور کبھی اس پر سزا
بھی دیتے تھے حضور ﷺ نے جو معاشرہ قائم کیا وہ ایک مثالی معاشرہ تھا اور انصاف پسند
لوگ اب بھی اس معاشرہ کی مثال دیتے ہیں حضرت عمر فاروق نے ہمیشہ اسے سامنے رکھا
اور چاہا کہ مسلم معاشرہ کی تربیت اسی خطوط پر کی جائے حکیم الامت حضرت تھانوی
فرماتے ہیں

حضرت عمر نے ایک شخص کو سر بازار ایک عورت سے باتیں کرتے دیکھا اور
درہ لے کر لپکے اس نے کہا کہ یہ تو میری بیوی ہے فرمایا کیا تو دنیا بھر کے
آدمیوں سے کہنے جائے گا کہ یہ میری بیوی ہے لوگوں کو تو تجھ پر تعلق
بالاجنبیہ ہی کا شبہ ہوگا پھر بلا وجہ مسلمانوں کو بدظنی میں کیوں مبتلا کرتے ہو
خبردار جو آج سر بازار کسی عورت سے بھی بات کی چاہے بیوی ہو یا باندی ہی
کیوں نہ ہو (کیسائے سعادت ص ۳۱۳۔ وعظ۔ نور النور ص ۷۷)

خلافت اس طرح کی جاتی ہے

خلافت کوئی چوں کا کھیل نہیں ہے یہ ایک بڑی ذمہ داری ہے جس میں خدا اور اس کے بندوں کے حقوق کا قدم قدم پر خیال رکھنا پڑتا ہے حضرت عمرؓ نے اس شان سے خلافت کی کہ نہ خدا کا حق ضائع ہونے دیا اور نہ اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی میں کبھی کوئی کوتاہی ہونے دی جہاں تک ہو سکا ہر ممکن طریقہ سے مخلوق خدا کی خدمت اور ان کی ضروریات کو پورا کرنا اپنا فرض منصبی جانا حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں

ایک مرتبہ جنگل میں حضرت عمرؓ گشت کر رہے تھے کہ یکایک ایک خیمہ میں کچھ روشنی نظر آئی آپ اسکے قریب آئے تو معلوم ہوا کہ درد کی وجہ سے کوئی رو رہا ہے تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ ایک مسافر ہے کسی جگہ کو جا رہا تھا راستہ میں اسکی بیوی کے دردزہ شروع ہو گیا اس لئے یہیں خیمہ کھڑا کر لیا ہے اور اس کی بیوی درد کی وجہ سے بے چین ہے اور کوئی عورت ساتھ نہیں ہے جو اس کام کو انجام دے سکے اس وجہ سے اور زیادہ پریشانی ہے آپ انہیں پیروں گھر لوٹ آئے اور اپنی اہلیہ حضرت ام کلثوم بنت علی مرتضیٰ سے کہا کہ تم یہاں آرام سے سوتی ہو اور تمہاری ایک بہن جنگل میں درد کی وجہ سے بے چین ہے جلد چل کر اس کام کو انجام دو اہلیہ بھی ایسی مطیع اور خدا ترس تھیں کہ فوراً ساتھ ہو لیں جب خیمہ پر پہونچے آپ نے اس شخص سے کہا کہ اب تم باہر آ جاؤ میرے ساتھ یہ بی بی اس کام کے لئے آگئی ہے اب کوئی فکر کی بات نہیں ہے چنانچہ اہلیہ محترمہ نے اندر جا کر تدابیر وضع حمل اختیار کیں لڑکا پیدا ہوا تو فرط خوشی میں آواز دی یا امیر المؤمنین بشر صاحبك بغلام اور اس کا

خیال نہ رہا کہ حضرت عمرؓ نے انہیں منع کیا تھا کہ انہیں خبر نہ ہونے پائے کہ
 آپ امیر المؤمنین ہیں وہ شخص امیر المؤمنین کا نام سن کر گھبرا گیا آپ نے اس
 کو بہت تسلی بخشی کی اور اس کو کہا کہ صبح ہمارے پاس آنا پھر مکان پر والہیں
 تشریف لے آئے جب صبح ہوئی اور وہ آیا تو آپ نے اس کے بچے کے لئے
 وظیفہ (Child Benifit) مقرر کر دیا اور اس کو عطا کیا (ملفوظات ص ۲۱۵ ریاض النبی)
 ص ۳۸۹۔ البدایہ ج ۷ ص ۱۳۶)

آپ ایک مرتبہ گشت کر رہے تھے کہ ایک بچے کے رونے کی آواز سنی تو وہاں گئے اور اس کے
 ماں سے کہا کہ اللہ سے ڈر اور اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کر۔ پھر واپس اپنی جگہ آگئے تو وہ
 دیر بعد پھر رونے کی آواز آئی تو آپ پھر گئے اور اسے سمجھایا۔ رات کے آخری حصہ میں جب
 دوبارہ گشت کرتے اس جگہ سے گزرے تو پھر بچے کے رونے کی آواز آئی آپ نے اس کی
 سختی سے بات کی کہ بچہ اتنا بے قرار ہے اور روئے جا رہا ہے اور تو کچھ نہیں کر رہا
 اس نے کہا اللہ کے بندے تو نے بھی مجھے آج تنگ کر دیا ہے میں تو اس کو دودھ چھڑانے کی
 عادت ڈال رہی ہوں اور یہ مانتا نہیں ہے آپ نے پوچھا کہ تو ایسا کیوں کر رہی ہے اس نے
 کہا کہ امیر المؤمنین عمر اسی بچے کا وظیفہ دیتا ہے جس کا دودھ چھوٹ گیا ہو ﴿ان عمر﴾
 یفرض الا للمفطم ﴿﴾ آپ نے اس بچے کی عمر پوچھی تو اس نے عمر بتائی اس پر آپ نے
 فرمایا اس کے ساتھ جلدی نہ کرو۔ چنانچہ آپ گھر آئے اور نماز پڑھی اور خوب روئے کہ
 معلوم نہیں اس حکم کے تحت کتنے بچے بھوک سے تڑپے ہوں گے پھر آپ نے اعلان کر دیا
 کہ اپنے بچوں کا دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرو اب مسلمانوں کے ہر بچے کا وظیفہ مقرر کیا
 جائے گا اور پھر آپ نے یہ حکم جاری کر دیا کہ اسلام میں ہر بچے کا پیدائش کے ساتھ ہی

فیجہ مقرر کر دیا جائے (البدایہ ج ۷ ص ۱۳۶۔ ازالہ ج ۳ ص ۲۷۴)۔
 اب ایک اور واقعہ ملاحظہ کیجئے اور دیکھئے کہ خلافت کتنی بڑی ذمہ داری کا نام ہے اور آپ اس
 ذمہ داری سے کس کس طرح عہدہ براہور ہے ہیں۔ حضرت تھانوی فرماتے ہیں
 ایک دفعہ حضرت عمر گشت کر رہے تھے اور غلام بھی آپ کے ساتھ تھا کہ اچانک ایک خیمہ
 میاں سے پھول کے رونے کی آوازیں آئیں تحقیق سے معلوم ہوا کہ ان کو سخت بھوک
 اور قانہ ہے اور ماں نے چولھے پر ہانڈی چڑھائی ہے اور وہ انہیں سمجھا رہی ہے کہ گھبراؤ نہیں
 بکھانا تیار ہو جاتا ہے ذرا صبر کرو آپ نے یہ حالت دیکھ کر ان سے فرمایا کہ تم نے امیر
 المؤمنین کو اطلاع کیوں نہیں کی اس نے کہا کہ کیا اطلاع کرنا ہمارا کام ہے آخر امیر المؤمنین
 کیوں بنے ہوئے ہیں آپ خاموش ہو کر مکان تشریف لے گئے اور کچھ غلہ کچھ ستور پر
 رکھ کر چلے غلام نے عرض کیا کہ میں لے چلوں آپ نے فرمایا کہ قیامت میں عمر کی طرف
 سے تو جواب دہ تھوڑا ہی ہے جواب طلب ہو گا تو عمر سے ہو گا سارا سامان اس کے خیمہ پر
 بٹا کر اس کے حوالہ کیا غلام نے عرض کیا کہ واپس چلے فرمایا ابھی نہیں چلوں گا جس طرح
 میں نے ان بچوں کو روکنا دیکھا ہے جب تک ہنستا ہوا نہ دیکھ لوں گا اس وقت تک نہیں جاؤں گا
 اور آپ اس خیمہ کے ادھر ادھر ٹہلنے لگے تھوڑی دیر کے بعد جب کھانا تیار ہو گیا اور بچے
 کھانے کو بیٹھے تو خوشی میں ایک دوسرے پر چھینا جھپٹی کرتے تھے جب یہ حالت آپ دیکھ
 گئے تو ان سے فرمایا یہ بڑی بے انصافی ہے کہ امیر المؤمنین تنہا ایک شخص ہے وہ سب کی
 نگرانی کیسے کر سکتا ہے لوگوں کو چاہیے کہ اسکی مدد کریں یعنی اپنی حاجات کی اسے جا کر اطلاع
 کریں۔

عائزہ کن کثیر نقل کرتے ہیں کہ آپ نے وہ کھانے پینے کا سامان اپنی پیٹھ پر لادنا تو غلام کہنے

اچکے میں اسے اٹھا دیتا ہوں آپ نے کہا نہیں پھر آپ اسے اس جگہ تک اٹھا کر آئے اٹھا دیا
ہنڈیا میں ڈالا اور آگ ساگئی اور اسے پکایا دھواں آپ کے منہ تک آ رہا تھا جب کھانا پک گیا تو
آپ نے پلیٹ مانگی اور اسے کھانے سے بھر اور بچوں کو کھلایا اور پھر وہ سچے کھانا کریم
ہو گئے اور جب وہ سو گئے تو پھر آپ ان کو مزید اخراجات دے کر واپس آئے اور اپنے غلام
سے فرمایا کہ اسلم بھوک کی وجہ سے بچے سو نہیں پا رہے تھے (البدایہ ج ۷ ص ۱۳۶)
آپ کا یہ حال تھا کہ کوڑا لے کر تمام رات گشت کرتے تھے مخلوق آرام سے سوتی جنگوں
میں جہاں جگہ مل جاتی پتھروں پر سو جاتے مشکوں سے پانی بھر بھر کر گھروں کو پہنچاتے تھے
(ملفوظات ص ۲۴۱)

حضرت عمر فاروق کے عہد میں ایک مرتبہ شدید قحط پڑا جسے عام الرمادة کے نام سے یاد کیا
جاتا ہے لوگ کھانے پینے کو ترس گئے تھے حضرت عمر فاروق راتوں کو ایک طرف اللہ کے
آگے سر بسجود ہو جاتے اور گڑ گڑا کر اللہ سے مسلمانوں کی خیر و عافیت طلب کرتے اور
فرماتے اے اللہ ہمیں اس قحط میں برباد نہ کرنا اے اللہ ہم سے اس مصیبت کو دور فرما دے
جب دن چڑھتا تو آپ ایک ایک مسلمان گھرانے کی فکر اور غرباء و مساکین کی خبر گیری
میں گذارتے تھے آپ کو خود کھانے پینے کا کوئی ہوش تھا نہ راحت و آرام کا کوئی خیال تھا
ہر وقت امت محمدیہ کی فکر و غم میں آپ پریشان حال رہتے تھے ان دنوں اگر کوئی آپ کے
پاس گوشت کھانے کے لئے لاتا تو آپ فرماتے کہ جب تک مسلمانوں کو کھانے پینے کی
سہولت نہیں ہو جاتی عمر گوشت کس طرح کھا سکتا ہے آپ کے خادم خاص حضرت اسلم
فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ یہ قحط ہم سے دور نہ کرتا تو ہم یقین کر بیٹھے تھے کہ حضرت عمر
مسلمانوں کی فکر و غم میں مر جائیں گے

لو لم يرفع الله المحل عام الرمادة لظننا أن عمر يموت هما بامر المسلمين (طبقات ابن سعد ج ۳ ص کنز العمال ج ۱۲ ص ۶۱۱)

اپنی دنوں ایک دن آپ نے اپنے بچے کے ہاتھ میں ایک پھل دیکھا تو اس سے وہ پھل لے لیا اور فرمایا کہ تم پھل کھا رہے ہو اور تم نے نہ دیکھا کہ حضور ﷺ کی امت کس حال سے رہ چاہے (ایضاً ص ۶۱۲)

حضرت عمر فاروق جب قاتلانہ حملہ میں زخمی ہوئے تو صحابہ کرام آپ کی عیادت کے لئے آئے اور آپ کو بشارت اور تسلی دیتے رہے تاہم آپ کے چہرہ پر پریشانی کے آثار بھی واضح تھے یہ پریشانی آپ کو اپنے بارے میں نہ تھی حضور ﷺ کی امت کے بارے میں تھی جس نے آپ کو بے چین کئے رکھا تھا آپ نے اس وقت فرمایا

واما ماتری من جزعی فہو من أجلك ومن أجل أصحابك (رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ ص ۵۵۹)

اور یہ جو کچھ تم میری بے چینی دیکھتے ہو اس کا سبب تم اور تمہارے لوگ ہیں یعنی مجھے اس بات کی فکر کھائے جا رہی ہے کہ آپ کے بعد حضور ﷺ کی امت کسی آزمائش اور سختی میں نہ آجائے کیونکہ آپ کا وجود تمام فتنوں اور آزمائشوں کے لئے ایک ہمدردوازہ کی طرح تھا۔ دارالعلوم دیوبند کے سابق مہتمم حضرت مولانا حبیب الرحمن عثمانی لکھتے ہیں حضرت عمر کو سوائے ایک درد کے دوسرا کوئی درد نہ تھا وہ ہر وقت ایک ہی فکر میں مشغول تھے اپنی زندگی صحت اور عافیت کے زمانہ میں بھی وہی خیال تھا جو سب خیالوں پر غالب تھا اور زخموں کی بے چینی میں جبکہ موت سامنے کھڑی تھی وہی ایک مسلمانوں کی بہبودی اور خیر خواہی کا خیال پیش نظر تھا اپنی

تکلیف کا احساس نہیں تھا (اشاعت اسلام ص ۲۳۵)

☆..... غیر مسلموں کو کاروبار مملکت سے الگ رکھنا

حضرت عمر فاروق نے مسلمانوں کے معاملات مسلمانوں کے سپرد کر رکھے تھے آپ جانتے تھے کہ دینی رشتہ ہر رشتہ پر بھاری ہے اور یہ وہ رشتہ ہے جو کبھی کسی کو نا انصافی اور خیانت پر نہیں لاسکتا اور نہ مسلمانوں کو نقصان اور زک پہنچا سکتا ہے آپ کا موقف یہ تھا کہ اسلامی مملکت میں غیر مسلموں کو اپنے نازک معاملات میں شامل و داخل کرنا خود اپنے ہاتھوں اپنے پیروں پر کلھاڑی مارنا ہے

ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰ آپ کے پاس آئے تو ان کے ساتھ ایک کاتب تھا جو عیسائی تھا اس نے اپنا لکھا ہوا حساب کتاب پیش کیا جو آپ کو پسند آیا آپ کو اس وقت پتہ نہ چلا کہ وہ عیسائی ہے حضرت عمرؓ نے کہا کہ اسے کہو کہ وہ لوگوں کے سامنے حساب و کتاب پڑھ کر سنادے حضرت ابو موسیٰ نے کہا کہ وہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا پوچھنے پر بتلایا کہ وہ نصرانی ہے آپ نے حضرت ابو موسیٰ کو ڈانٹا اور فرمایا کہ انہیں اپنے قریب نہ کرو اور نہ ان کو اپنے کام کاج میں امین بناؤ (ازالہ ج ۳ ص ۲۷۲ ریاض ج ۱ ص ۳۶۲)

☆..... حضرت عمر کے وفائے عہد کی حیرت انگیز مثال

خلیفہ اور اسلامی حکمران کے لئے لازم ہے کہ وہ عہد و معاہدہ کے پاسداری کرے ایسا نہ ہو کہ کسی وجہ سے عہد و معاہدہ تو کر لے لیکن وقت آنے پر اس معاہدہ سے ہی مکر جائے اور کہے کہ وعدے اور معاہدے کوئی صحیفہ آسمانی تو نہیں کہ اس کی پاسداری کی جائے اور اس پر

عمل کرنا لازم سمجھا جائے حضرت عمر فاروق جب کسی کے ساتھ کوئی وعدہ کرتے تو آپ اس کو پوری طرح نبھاتے تھے چاہے اس میں آپ کو نقصان ہی اٹھانا پڑتا آپ بھی اپنے وعدے سے پیچھے نہیں ہٹے وعدہ خلافی سے خلافت کی بنیادیں ہل جاتی ہیں اور پھر لوگوں کا اپنے حکمران پر اعتماد و اعتبار ختم ہو جاتا ہے حضرت عمر فاروق کے اسی دفائے عمد نے لوگوں کو آپ کا گرویدہ بنا رکھا تھا کہ آپ جس بات کا وعدہ کرتے ہیں اسے وفا بھی کرتے ہیں حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں

ہرمزان نے مسلمانوں کو بہت ایذائیں پہنچائیں تھیں آخر حضرت عمرؓ کے پاس گرفتار کر کے لایا گیا حضرت عمرؓ نے اس پر اسلام پیش کیا اس نے نہ مانا چنانچہ اس کے قتل کا حکم دیا اس نے ایک چال چلی حضرت عمرؓ سے کہا کہ آپ مجھے قتل تو کرتے ہیں تھوڑا سا پانی منگو اور پیجئے آپ نے پانی منگو لیا جب پانی آیا تو اس نے کہا کہ مجھ کو اندیشہ ہے کہ پانی نہ پی چکوں اور جلاد مجھ پر تلوار چلا دے آپ نے فرمایا جب تک تم پانی نہ پی چکو قتل نہ کئے جاؤ گے لا باس عليك حتى تشربه پانی پینے تک کچھ اندیشہ نہیں (اشاعت اسلام ص ۲۲۳)

یہ سن کر اس نے پانی فوراً زمین پر پھینک دیا اور کہا کہ اب آپ مجھ کو قتل نہیں کر سکتے کیونکہ اب یہ پانی پینا ممکن نہیں ہے اور اس کے پینے تک مجھ کو امن تھا آپ نے اس کو آزاد کر دیا ہرمزان کو اپنی چال پر اتنا بھروسہ تھا کہ وہ خوب جانتا تھا کہ حضرت عمرؓ کے اس فرمان پر کہ تم جب تک پانی نہ پی چکو قتل نہ کئے جاؤ گے ہرگز قتل نہ کریں گے یہ واقعہ دیکھ کر ہرمزان نور اسلام لے آیا کہ واقعی یہ دین برحق ہے جس میں مخالف کے ساتھ بھی اتنا اچھا سلوک کیا جاتا ہے (پسندیدہ واقعات ص ۲۴۴)

جب اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ اگر اس وقت جب کہ آپ نے مجھ پر اسلام پیش کیا

تھا مسلمان ہو جاتا تو لوگ سمجھتے کہ تلوار کے خوف سے مسلمان ہوا ہے اس لئے پہلے میں نے آپ کو بے دست و پا کر دیا کہ میرے اوپر کسی طرح آپ کا زور نہیں چل سکتا اب تھوڑی مسلمان ہوتا ہوں۔ دیکھا آپ نے اسلام کی تعلیم کو کہ اس تعلیم و فائے عہد پر اتنا بھر دے کہ امن دینے کے بعد امیر المؤمنین ہر گز بد عہدی نہ کریں گے وعدہ کر کے خلاف وعدہ کبھی نہ کریں گے (الاتمام لنعمۃ الاسلام ص ۷۹)

حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب عثمانی (سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند) لکھتے ہیں ہر مزان اہماء سے مسلمانوں کے حال دیکھتا تھا اور راستہ کی طویل صحبت میں اور بھی خوب جانچنے کا موقع ملا تھا مدینہ منورہ پہنچنے پر حضرت عمر کے حالات دیکھ کر تو بول ہی اٹھا کہ کیا یہ نبی ہیں مگر چونکہ وہ ایک بہادر خاندانی نواب تھا اس کو یہ گوارا نہ ہوا کہ اسلام لانا خوف پر محمول ہو اسلئے مامون اور مطمئن ہو کر مسلمان ہوا حضرت عمر نے بھی اس احساس و میلان باطنی کا ادراک کر لیا..... مسلمان ہو جانے کے بعد نہ صرف سابق تمام جرموں سے درگزر ہوئی بلکہ اس کو اسی کے اعزاز میں اپنے گروہ میں داخل کیا گیا جیسا کہ اپنے خاندان کے اعتبار سے تھا کیا ایسے صریح اور صحیح واقعات کے بعد کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ اسلام بزور پھیلا یا گیا مسلمانوں نے کسی ایک فرد کو بھی گوان کے قابو اور اختیار ہی میں کیوں نہ ہو اسلام لانے پر مجبور کیا (اشاعت اسلام ص ۲۲۸)

ہر مزان نے حضرت عمر فاروق کے سامنے صدق دلی سے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا صحابہ اور حضرت عمر کے طرز سے پتہ چلتا ہے کہ ہر مزان کے صادق الایمان ہونے میں ان کو اعتماد تھا یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر ہر مزان سے اہم امور کے سلسلے میں مشورہ بھی کرتے تھے حضرت امام بخاری جہیر بن حیہ سے نقل کرتے ہیں

بعث عمر الناس في افناء الامصار يقاتلون المشركين فاسلم
 البرمزان فقال اني مستشيرك في مغازی هذه قال نعم مثلها ومثل
 من فيها من الناس من عدو المسلمين مثل طائر له رأس وله جناحان
 وله رجلان..... الخ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۷۴۷)

حضرت عمر نے مسلمانوں کو مختلف علاقوں میں کفار کے مقابلہ پر بھیجا تھا جب
 ہرمزان مسلمان ہو گیا تو آپ نے ان سے کہا میں تم سے اس بارے میں مشورہ
 چاہتا ہوں کہ مسلمان کس طرف زیادہ متوجہ ہوں اس پر ہرمزان نے جواب دیا
 کہ مسلمانوں کے جتنے دشمن اور مد مقابل ہیں ان کی مثال ایک جانور کی سی ہے
 جس کے ایک سر دو بازو اور دو پیر ہوتے ہیں اگر اس کا ایک بازو توڑ دیا جائے تو
 دوسرے بازو اور پیروں سے نقل و حرکت کر سکتا ہے اور اگر دوسرا بازو بھی
 توڑ دیا جائے تو پیروں اور سر کے ذریعہ کھڑا ہو سکتا ہے اور حرکت کر سکتا ہے
 لیکن اگر سر کچل دیا جائے تو بازو اور پیر سالم بھی رہیں تب بھی کچھ نہیں کر سکتا
 اسی طرح کسری بمنزلہ سر کے ہے اور ایک بازو قیصر روم ہے اور دوسرا بازو
 فارس ہے اس لئے مناسب ہے کہ مسلمان پہلے کسری کی طرف متوجہ ہوں
 اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہرمزان کے مسلمان ہونے پر حضرت عمر نے مختلف معاملات میں
 اپنے قریب رکھا تھا اور اس سے مشورہ بھی لیتے رہے حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ)
 لکھتے ہیں

فاسلم فصار يقربه ويستشيره (فتح الباری ج ۶ ص ۳۲۴)
 ہرمزان مسلمان ہو گئے حضرت عمر نے اس کو اپنے قریب رکھا اور اس سے

معاملات پر مشورہ لیتے رہے

☆..... حضرت عمرؓ فاروق کا عدل

حضرت عمر فاروق کا عدل و انصاف اور آپ کے عاد لانہ اور منصفانہ نظام کی ایک دنیا گواہ ہے اور تاریخ میں عدل فاروقی کو بطور مثال کے جگہ جگہ بیان کیا جاتا ہے آپ نے عدل و انصاف کرنے میں کبھی چھوٹے بڑے اور اپنے اور دوسرے میں فرق نہیں رکھا ہر جگہ انصاف کے تقاضے پورے فرمائے اگر آپ کسی قاضی کے بارے میں دیکھتے کہ عدل یا متعلقات عدل میں وہ کسی کوتاہی کا مرتکب ہوا ہے تو آپ اس سے نہ صرف یہ کہ باز پرس کرتے بلکہ اسے جنتی کے ساتھ عدل و انصاف کرنے کا حکم دیتے تھے یہی وجہ تھی کہ آپ کے ہیبت و جلال سے سارے صحابہ متاثر تھے اور آپ کے عدل و انصاف کا خوف سب پر طاری رہتا تھا (الوشیو ص ۱۲۹) آپ کا فرمان تھا کہ

قضا ایک ضروری فرض ہے لوگوں کو اپنے حضور میں اپنی مجلس میں اپنے انصاف میں برابر رکھو تا کہ کمزور انصاف سے مایوس نہ ہو اور روادار کو تمہاری رورعایت کی امید نہ پیدا ہو (الفاروق ص ۲۱۲)

حضرت عمر فاروق اور حضرت امی بن کعبؓ کے درمیان ایک باغ کے معاملے میں تنازعہ ہوا دونوں حضرت زید بن ثابتؓ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم ایک معاملے کے فیصلے کے سلسلے میں یہاں آئے ہیں کہ فریقین کو حاکم اور ثالث کے پاس جانا چاہیے حضرت زید بن ثابتؓ اپنی جگہ سے اٹھ گئے اور حضرت عمرؓ سے کہا کہ آپ یہاں بیٹھیں حضرت عمرؓ نے یہ دیکھ کر فرمایا زید تم نے اہداء ہی ظلم سے کی ہے تم مجھے میرے فریق کے ساتھ بٹھاؤ

چنانچہ جب یہ دونوں بیٹھ گئے تو حضرت اہلی بن کعبؓ نے اپنا دعویٰ پیش کیا حضرت عمرؓ نے انکار کیا حضرت زیدؓ نے حضرت اہلیؓ سے گواہ طلب کئے انہوں نے کہا میرے پاس کوئی گواہ نہیں ہے حضرت زیدؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ آپ کو حلف اٹھانا ہو گا اور حضرت اہلیؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم امیر المؤمنین سے حلف نہ اٹھو اور حضرت عمرؓ نے یہ سن کر حضرت زیدؓ سے کہا کہ کیا بھی لوگوں کے مقدمات میں تم اس طرح کرتے ہو حضرت زیدؓ نے کہا نہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ تم جس طرح دوسرے لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کرتے ہو اسی طرح ہمارے درمیان بھی فیصلہ کرو چنانچہ حضرت زیدؓ نے حضرت عمرؓ کو حکم دیا کہ وہ حلف اٹھائیں حضرت عمرؓ نے کہا جس چیز کو کھانے میں میں حرج نہیں محسوس کرتا کیا اس پر حلف اٹھانے میں حرج محسوس کروں گا اس اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے میری اس زمین پر اہلیؓ کا کوئی حق نہیں ہے اس طرح یہ مقدمہ فیصلہ ہوا حضرت عمرؓ نے اس موقع پر یہ تاریخی جملہ بھی ارشاد فرمایا جو جملہ قضاۃ کی تربیت کے لئے بہترین مثال ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا

لا یدرك زید القضاء حتی یكون عمرو رجلاً من عرض المسلمین

عندہ سواء (اخبار القضاۃ ج ۱ ص ۱۱۰ از امام وکیع)

زید اس وقت تک منصب قضاء کے اہل نہیں ہو سکتے جب تک عمر (یعنی امیر المؤمنین) اور عام مسلمانوں میں سے معمولی آدمی ان کے نزدیک برابر نہ ہوں

(ماخوذ از اسلامی عدالت ص ۱۸)

نبی الاسلام حضرت امام محمد غزالی (۵۰۵ھ) لکھتے ہیں

بزرگمہر نے اپنا ایک قاصد حضرت عمر فاروق کے ہاں اس لئے بھیجا کہ وہ

حضرت عمرؓ کی زندگی کا مشاہدہ کر کے آئے جب وہ مدینہ منورہ آیا تو اس نے مسلمانوں سے پوچھا کہ آپ کا بادشاہ کہاں ہیں لوگوں نے کہا کہ ہمارے ہاں بادشاہ کوئی نہیں امیر ہوتا ہے اور وہ ابھی باہر تشریف لے گئے ہیں وہ آپ کو تلاش کرتے جب مدینہ سے باہر پہنچا تو دیکھا کہ آپ دھوپ میں سوئے ہیں سر کے نیچے درہ رکھا ہوا ہے اور ماتھے سے اس قدر پسینہ بہہ رہا ہے کہ نیچے مٹی بھی گیلی ہے جب اس نے یہ منظر دیکھا تو بڑا متاثر ہوا اور تعجب کرنے لگا کہ اس آدمی کی ہیبت سے ساری دنیا کانپتی ہے پھر کہنے لگا کہ آپ عدل کرتے ہیں اس لئے بے ڈھرک سوتے ہیں اور ہمارا بادشاہ ظلم کرتا ہے اس لئے ہر وقت ڈرتا رہتا ہے میرا دل گواہی دیتا ہے کہ آپ کا دین سچا ہے اگر میں قاصد بن کر نہ آیا ہوتا تو ابھی مسلمان ہو جاتا میں واپس آؤں گا اور اسلام قبول کروں گا (کیسے سعادۃ ص ۳۹۸)

☆..... حضرت عمرؓ کی عدلیہ میں چھوٹے بڑے کا امتیاز نہ تھا

مخالف تو مخالف رہے اپنوں نے بھی اگر کوئی کام غلط کیا خواہ وہ کسی ملک کا حاکم ہی کیوں نہ ہوتا آپ وہاں بھی انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے اور اس میں کسی کی رورعایت نہ کرتے تھے نہ کسی بڑے چھوٹے کا کوئی لحاظ اس سلسلے میں آپ کو مانع ہوتا تھا حکیم الامت حضرت تھانوی کہتے ہیں

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جبلہ ابیہم غسانی جو کہ ملوک غسان میں سے تھا مسلمان ہوا موسم حج میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا ایک دوسرا غریب آدمی بھی ساتھ طواف کر رہا تھا اتفاق

اس غریب آدمی کے پیر تلے اس کی ازار کا کنارہ دب گیا جبکہ آگے بڑھا تو اس کی ہانگی
 تل گئی اور وہ برہنہ ہو گیا چونکہ وہ اپنے کو بہت بڑا آدمی سمجھتا تھا اور دوسرا شخص نہایت
 غریب تھا لہذا اس کو بہت غصہ آیا اور اس نے ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ اس بے چارہ کا
 رات ٹوٹ گیا وہ شخص اس حالت میں حضرت عمر کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا میرے
 ابو منین جبکہ نے میرا دانت توڑ دیا ہے حضرت عمر نے فرمایا کہ جبکہ کو ہمارے پاس لانا
 جبکہ لایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یا تو تم مدعی کو رضامند کرو ورنہ قصاص دینے پر رضامند
 ہو ورنہ جبکہ کو خلاف توقع فیصلہ سخت ناگوار گذر اس نے کہا ایک معمولی شخص کے عوض مجھ
 سے قصاص لیا جائے گا میں بادشاہ ہوں اور وہ عام رعیت کا ایک فرد حضرت عمر نے فرمایا کہ
 اسلام نے تم کو اور اس کو بادشاہ اور رعیت کو اپنے احکام میں مساوی کر دیا ہے کسی کو کسی پر
 فضیلت ہے تو اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کی وجہ سے ہے جبکہ نے کہا میں تو یہ سمجھ کر
 مسلمان ہوا تھا کہ پہلے سے زیادہ باعزت و محترم ہو کر رہوں گا آپ نے فرمایا اسلامی قانون کا
 نفع تو یہی ہے جس کی پابندی ہم پر اور تم پر لازمی ہے اسکے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا عزت
 قائم رکھنی ہے تو اس کو راضی کر لو ورنہ مجمع عام میں بدلہ دینے کو تیار ہو جاؤ (اشاعت اسلام
 ص ۲۷۴) اس نے کہا کہ اچھا مجھے ایک دن کی مہلت مل سکتی ہے حضرت عمر نے فرمایا کہ
 اگر یہ شخص مہلت دے تو ہو سکتی ہے صاحب حق سے پوچھا گیا وہ بے چارہ اس قدر نیک دل
 تھا کہ اس نے اجازت دے دی جبکہ موقع پا کر رات کو بھاگ گیا اور رومیوں سے جاملہ اور
 بدستور سابق نصرانی ہو گیا۔

دیکھئے اس کو طلب صادق اور محبت واقعی دین سے نہ تھی کہ ذرا وہی ذلت کے خوف سے
 دین چھوڑ دیا جس کا نتیجہ بدالاباد کی ذلت ہے۔ (امثال عبرت ص ۷۷)

حضرت مولانا حبیب الرحمن عثمانی لکھتے ہیں

حضرت عمرؓ نے اس کے بادشاہ ہونے اور اپنے معاملات اکرام و احترام کا جو اس کے ساتھ کئے تھے کچھ خیال نہ کر کے قصاص کا حکم دیا کہ وہ غریب بھی جبلہ کو مارے پھر مساوات محض اس حد تک نہیں کہ ضعیف کو قوی کے ساتھ حقوق میں برابر کر دیا بلکہ یہاں تک رعایت کی کہ مجلس حکومت و قضاء میں کوئی امتیاز سلطان و رعیت امیر و غریب رئیس و مردس میں نہیں رکھا۔ شرح شرعۃ الاسلام میں ہے

ويسوى بين اصناف الرعية فى العدل ولا يقدم احدا تقديم لا فى الجلوس ولا فى الكلام ولا فى غيرهما لشرفه وماله ويعدل القاضى بين الخصمين فى الخطة واشارة ومقعدة

رعیت کے تمام انواع و اصناف میں مساوات کو ملحوظ رکھا جائے کسی کو کسی پر اس کے مرتبہ یا حال کی وجہ سے تقدیم و ترجیح نہ دے قاضی کو چاہیے کہ مدعی مدعا علیہ میں کسی بات کا فرق نہ کرے نہ ان کی مجلس میں نہ ان کی طرف دیکھنے میں اور نہ گفتگو میں..... حضرت عمرؓ کے سامنے ایک معاملہ پیش ہوا جس میں ایک فریق مسلمان تھا اور ایک یہودی آپ کو ثابت ہو گیا کہ حق یہودی کا ہے آپ نے اس کی ڈگری فرمادی (اشاعت اسلام ص ۵۶۳)

آپ نے عراق کے فوج کے امیر کے نام ایک خط میں لکھا

فالناس شريفهم ووضيعهم فى ذات الله سواء الله ربهم وهم عباده

(الہدایہ ج ۷ ص ۳۵)

لوگ اونچے طبقہ کے ہوں یا نچلے طبقہ کے اللہ ان کا پروردگار اور فرمانروا ہے اور وہ اس کے بندے اور رعایا ہیں

اس میں آپ نے یہ ہدایت دی کہ عدل و انصاف کے معاملے میں یہ نہ دیکھا جائے کہ کون بڑا چھوٹا ہے قانون عدل سب کے لئے یکساں ہوگا

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ بیان کر رہے تھے کہ ایک شخص کھڑا ہو گیا اور آپ کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ آپ کے فلاں عامل نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے اور مجھے مارا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ فکر نہ کرو میں اسے ضرور سزا دوں گا حضرت عمر بن العاصؓ وہاں موجود تھے کہنے لگے حضور کیا آپ فلاں عامل کو سب کے سامنے سزا دیں گے آپ نے فرمایا ہاں واللہ میں سزا دے بغیر نہ رہوں گا حضرت عمر بن العاصؓ نے کہا اس کے علاوہ کوئی اور صورت بھی ہو تو؟ آپ نے پوچھا وہ کیا صورت ہے؟ کہا کہ اگر وہ اسے راضی کر لے آپ نے فرمایا کہ ہاں پھر ٹھیک ہے (کنز العمال ج ۱۲ ص ۶۷۰)

حضرت عمر فاروقؓ کے اسی عدل کی وجہ سے مسلمان تو درکنار کافروں کو بھی اطمینان تھا کہ در فاروقی میں ان کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کرے گا اور اگر کسی نے ظلم و زیادتی کا ارتکاب کیا تو اسے حضرت عمر فاروقؓ کی عدالت سے انصاف ضرور ملے گا اور ظالم اس ظلم کی سزا پائے گا حضرت امام اوزاعیؒ (۱۵۷ھ) کہتے ہیں کہ

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ مدینہ منورہ سے لوگوں کا حال چال معلوم کرنے کے لئے نکلے اور در نکل گئے دوپہر کا وقت تھا آپ نے ظہر کی نماز ادا کی اور ایک درخت کے سایہ میں تھوڑی دیر آرام کی غرض سے لیٹ گئے اتنے میں وہاں سے ایک غیر مسلم کا گزر ہوا تو دیکھا کہ حضرت عمرؓ سو رہے ہیں وہ آپ کے پاس آکر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا

أحسن يا عمر عدلت فثمت

اے عمر خوب آپ نے انصاف کیا اور بے فکر ہو کر سو گئے

یعنی اگر آپ نے کسی کے ساتھ کوئی ظلم کیا ہوتا تو آپ کبھی اس طرح بے خوف و خطر نہیں یہاں اکیس نہ سو سکتے حضرت عمرؓ نے جب اس کی آواز سنی تو جاگ پڑے اس نے کہا پیروں کو سہ دیا اور وہیں اسلام لے آیا حضرت عمر فاروق اس منظر کو دیکھ کر روپوش ہوئے اے میرے رب اگر آپ عمر پر رحم نہ فرمائیں تو عمر ہلاک ہی ہو جائے

يا رب هلك عمر ان لم ترحمه (ریاض ج ۱ ص ۹۱)

حضرت مسور بن خرمہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اس وقت بھی عدل و انصاف کا پابن تھا منے کی نصیحت و وصیت فرما رہے تھے جب ان پر قاتلانہ حملہ ہو چکا تھا اور میری آنکھوں کے زخم پر تھی آپ نے فرمایا اے قریش کی جماعت مجھے تمہارے بارے میں لوگوں سے خطرہ نہیں البتہ مجھے تم سے لوگوں کے بارے میں اندیشہ ہے میں نے تمہارے درمیان دو باتیں چھوڑی ہیں اگر تم ان پر جسے رہو گے تو خیر پر قائم رہو گے۔ حکومت میں انصاف اور تقسیم میں انصاف۔ میں تمہیں علم کی ایسی بلند سطح پر چھوڑ کر جا رہا ہوں جو سیدے راستے سے ہٹنے والے کو اور ہٹا دے گا (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۱۷۲)

حضرت عمر فاروق کے آخری وقتوں میں جب حضرت عبداللہ بن عباس آپ کی عیادت کے لئے آئے تو انہوں نے آپ کو جنت کی بشارت دیتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ آپ نے پورے عدل و انصاف کے ساتھ خلافت کی ہے اور امانت کا حق پوری طرح ادا کر دیا ہے

ابشر بالجنة يا امير المؤمنين صحبت رسول الله ﷺ فاطلت صحبتہ

ثم وليت فعدلت واديت الامانة (کنز العمال ج ۱۲ ص ۶۷۶)

نبی انمائی مرحوم لکھتے ہیں

فضلاء اور ان کی کاروائیوں کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جس قسم
کے اصول اختیار کئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے عہد خلافت میں جو دفعہ
امیہ کے دور تک عموماً قضاۃ ظلم و انصافی کے الزام سے پاک رہے۔ حضرت
عمر نے بہت سے آئین و اصول مقرر کئے لیکن یہ سب تک وہیں تھا جہاں
انصاف کی ارزانی اور آسانی میں کوئی خلل نہیں پڑتا تھا اور نہ سب سے مقدم ان
کو جس چیز کا لحاظ تھا وہ انصاف کا ارزاں اور آسان ہونا تھا آج کل منڈب ملکوں
نے انصاف اور دادرسی کو ایسی قیود میں جکڑ دیا اور داد خواہوں کو دعویٰ سے باز آنا
اس کی بہ نسبت زیادہ آسان ہے لیکن حضرت عمر کے اصول و آئین اس قدر
سہل اور آسان تھے کہ انصاف حاصل کرنے میں ذرا بھی دقت نہیں ہو سکتی
تھی اور حضرت عمر کو خاص اس بات کا ہمیشہ لحاظ رہتا تھا..... عدالت کے
دروازے پر کسی قسم کی روک ٹوک نہ تھی تمام قضاۃ کو تاکید تھی کہ جب کوئی
غریب شخص مقدمہ کا فریق بن کر آئے تو اس سے نرمی اور کشادہ روی سے پیش
آئیں تاکہ اظہار مدعا میں اس پر مطلق خوف کا اثر نہ ہو۔ (الفاروق ص ۲۲۰)

اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق کے عدل کو یہ شان اور مقبولیت عطا فرمائی کہ اگر کوئی
حضرت عمر کو خواب میں بھی دیکھ لے تو یہ اس کے عادل ہونے کی شہادت ہوگی حضرت
ام ثمن سیرین (۱۱۰ھ) لکھتے ہیں کہ

اگر کوئی شخص حضرت عمر کو خواب میں دیکھے تو یہ اس امر کی دلیل ہے کہ وہ
شخص عادل اور منصف ہے اور اگر آپ کو کسی شہر میں کشادہ رو اور خوش طبیعت

دیکھیں تو یہ اس امر کی دلیل ہوگی کہ اس شہر میں عدل اور انصاف ظاہر ہوگا
(تعبیر الرؤیا ص ۷۵)

شیخ عبدالغنی نابلسی (۱۱۳۳ھ) بھی لکھتے ہیں کہ اگر کسی نے حضرت عمرؓ کو کسی ایسے شہر میں
دیکھا ہے جہاں ظلم ہوتا ہو تو اب وہاں عدل کا نفاذ ہوگا آپ لکھتے ہیں

ومن راہ فی بلد فیہا قحط امطرات مطرا جیدا و کانت بہا برکات
وفتحا بہ وان کان بہا جور نزل بہا عدل (تعطیر الانام ص ۲۹۷)

جس نے حضرت عمرؓ کو ایک ایسے شہر میں دیکھا جہاں قحط ہے تو وہاں اچھی بارش
برسے گی جس سے برکتیں اور فتوحات کے دروازے کھلیں گے اور اگر وہاں ظلم
کا بازار گرم ہے تو عدل و انصاف ہوگا

☆..... خدا کے بندوں پر حکومت کرنے کیلئے عقل کا اعلیٰ معیار

عقل اتنی بڑی نعمت ہے کہ شریعت نے شرب خمر (شراب پینے کو) حرام کر دیا جس سے
زائل ہوتی تھی اور ظاہر ہے کہ سالک کی عقل ٹھکانے رہتی ہے اور مجذوب عقل سے باہر
ہو جاتا ہے اس سے اندازہ کریں کہ سالک کا درجہ بڑا ہے یا مجذوب کا۔

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اے عمر اس وقت تمہاری کیا
حالت ہوگی جب تم قبر میں تنہا رکھے جاؤ گے اور دو نہایت عجیب الخلق فرشتے تم سے
آکر توحید و نبوت کے بارے میں سوال کریں گے حضرت عمرؓ نے عرض کیا اور کس قدر
پیارا جواب عرض کیا اور اگر وہ جواب نہ دیتے تو کون دیتا عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ
فرمائیے کہ اس وقت ہماری عقل رہے گی یا نہیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں عقل رہے گی

عقل میں اور ترقی ہو جائے گی کیونکہ ہولانی حجاب اس وقت باقی نہ رہیں گے حضرت
 عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر عقل باقی رہے گی تو کوئی خوف کی بات نہیں انشاء اللہ تعالیٰ
 سب معاملہ درست ہو گا دیکھئے یہ حضرات صحابہ عقل کی کس قدر عزت کرتے تھے اور اس
 کو کتنی بڑی نعمت سمجھتے تھے اور ایک ہم ہیں کہ ذہاب عقل کو امارت اور بزرگی سے سمجھتے ہیں
 (وعظ۔ اکمال الصوم ص ۹)

ہاں عقل سے مراد عقل معاد ہے عقل معاش نہیں اور بدوں اتباع رسول کے یہ دینی
 عقل کسی کو نہیں ملتی حضرت عمر فاروقؓ کو اللہ تعالیٰ نے اس دینی عقل و فہم سے بھی مالا مال
 فرمایا تھا آپ کی خلافت اس کی شاہد عدل ہے اور غیروں نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے
 حضرت تھانوی فرماتے ہیں

حضرت عمرؓ کے وفد سے ہر قل نے پوچھا کہ تمہارا خلیفہ کیسا ہے فرمایا
 لَا يَخْدَعُ وَلَا يُخْدَعُ نہ دھوکہ دیتا ہے نہ دھوکہ کھاتا ہے ہر قل ان جملوں کو
 سن کر ششدر اور حیران رہ گیا اور دربار عام میں یہی بات کہی کہ جملہ اول سے
 معلوم ہوتا ہے کہ اس کا دین کامل ہے اور جملہ ثانی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس
 کی عقل کامل ہے پھر کہا کہ جس میں یہ دو باتیں جمع ہوں گی ایسے شخص کا مقابلہ
 مشکل ہے (وعظ۔ رفع الموانع ص ۷۱۔ ضرورت العلماء ص ۱۵۔ الکلام الحسن ج ۲

ص ۱۹۲ افاضات ج ۳ ص ۲۴۰)

ایک انگریز حاکم نے ایک مسلمان سے کہا کہ ہماری ایک بڑی جماعت منتظمین کی ڈیڑھ سو
 برس میں وہ انتظام نہیں کر سکی جو حضرت عمر فاروقؓ نے تیرہ چودہ برس میں کر دیا اس پر
 آپ نے کہا کہ اب تو مانو گے کہ ان کے ساتھ تائید غیبی تھی اس نے کہا کہ تائید غیبی کیا

ہوتی ان کو عقل بڑی دی گئی تھی انہوں نے کہا کہ عقل کے اسی درجہ کا نام تائیدِ نبی ہے
 دیکھئے یہ شہادت ہے مخالفین کی اور یہ زیادہ باوقعت اسلئے ہے کہ جاننے والے کی شہادت ہے
 حضرت عمر فاروق نے جس شاندار طریقے سے خلافت فرمائی اور اس کے ایک ایک پہلو پر
 جس طرح محنت کی حق یہ ہے کہ آپ نے اس کا حق ادا کر دیا اللہ تعالیٰ نے آپ کی خلافت کو
 عجیب قبولیت اور مقبولیت سے نوازا اور اس کے قدم قدم پر اپنی مدد و نصرت اتاری اور
 پھر اس میں اتنی برکت دی کہ خدا کا دین ملکوں ملکوں اور اس کے شہروں اور دیہاتوں تک
 پہنچ گیا جن علاقوں کے بارے میں کبھی تصور تک نہ کیا جاسکتا تھا اب انہی علاقوں میں اسلام
 کا پرچم لہرانے لگا اور خدا کے ان بندوں کو جن سے ان کے بنیادی حقوق تک چھین لئے گئے
 تھے حضرت عمر فاروق نے انہیں ان کے حقوق دئے۔ جناب شورش کا شمیری لکھتے ہیں
 حکومت کیسی ہونی چاہیے اس سوال پر کئی صدیوں سے غور ہو رہا ہے اور
 مغرب کے سیاسی افکار کی بالادستی کو اصرار ہے کہ پچھلی دو صدیوں میں انسانوں
 کو جو بنیادی حقوق ملے ہیں یا عوام کو اپنے حکمران منتخب کرنے کا جو حق حاصل
 ہوا ہے وہ تمام تر مغربی افکار کی جدوجہد کا ثمرہ ہے لیکن اس سوال کا جواب وہ
 چودہ صدیاں پہلے خلافت راشدہ دے چکا ہے رہ گئے حکمران تو ان کے اوصاف
 و اختیار کا پورا پورا نقشہ حضرت عمر کی ذات میں منعکس ہو گیا تھا (ماخوذ از
 ماہنامہ حق چاریار مئی ۲۰۰۰ء ص ۲۱)

آئیے ہم دیکھیں کہ حضرت عمر فاروق کے دور خلافت میں اسلام نے کہاں کہاں قدم
 جمائے اور مسلمانوں نے کتنی دور دور تک اسلام کا پرچم لہرایا تھا



حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں فتوحات کی کثرت

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بے مثال جرات و استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان تمام فتنوں کا سد باب کیا جو حضور ﷺ کے وصال پر پوری قوت سے سامنے آئے تھے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے داخلی اور خارجی دونوں محاذوں پر کامیاب لڑائی لڑی ایک طرف مرتدین اور انہیں زکوٰۃ کو شکست دی اور ان کی قوت توڑ دی تو دوسری طرف حضرت اسامہؓ کے لشکر کو بچ کر سب کو یہ پیغام بھی دے دیا کہ اب اگر کسی نے بھی مسلمانوں کے خلاف کوئی سازش کی اور اسلامی مملکت پر ذرا بھی میلی نگاہ ڈالی تو اس سے آپہنسی ہاتھوں سے نمٹا جائے گا اور زلت و پستی اس کا مقدر بن کر رہے گی

دنیا نے دیکھا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی فوج جہاں گئی فتح ان کے قدم چومتی رہی ۱۲ ہجری میں عراق کی جانب لشکر بھیجا گیا اور حیرہ کے تمام اضلاع مسلمانوں کے قدموں پر ڈھیر ہوتے چلے گئے ادھر مسلمانوں کا لشکر آگے بڑھ رہا تھا کہ دوسری طرف حضرت ابو بکر صدیقؓ کا سفر آخرت پیش آ گیا اور جب حضرت عمر فاروقؓ نے امور خلافت اپنے ہاتھ میں لئے تو آپ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی پالیسی اسی طرح جاری رکھی اور سب سے پہلے عراق پر اپنی ساری توجہ مرکوز کر دی

حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کے ابتدائی دنوں میں مسلمانوں کی فوج سخت آزمائش اور امتلاء سے گذری معرکہ عراق میں مسلمانوں کی بڑی تعداد نے جام شہادت نوش کیا دس کے قریب صحابہ بھی مقام شہادت پر فائز ہوئے اور مسلمانوں کو بڑا جانی مالی نقصان اٹھانا پڑا نیز ان کے ہاتھوں سے وہ علاقے بھی نکل گئے جن پر پہلے ان کا کنٹرول تھا تاہم کچھ ہی عرصہ

میں یہ تمام علاقے مسلمانوں کو دوبارہ مل گئے اور عجم کی قوت کا جو خوف عربوں کے دلوں پر چھایا ہوا تھا وہ ختم ہو گیا ایک موقع پر مسلمانوں کی حالت زار دیکھتے ہوئے خود حضرت عمر فاروقؓ نے اس معرکہ میں جانے کا ارادہ کر لیا مگر آپ کے ساتھیوں نے آپ کو روک دیا اور وہ خود آگے بڑھے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کے کہنے پر آپ نے حضرت سعد بن وقاصؓ کو آگے کیا مگر لشکر کی تمام مہمات اور ان کی ترتیب اپنے ہاتھ میں رکھی اور اس معاملہ میں ہمیشہ ان کی نگرانی کرتے رہے اور نئے حالات میں احکامات دیتے رہے مؤرخ طبری کے بیان کے مطابق مدینہ منورہ سے عراق تک فوج کی تمام منزلیں بھی ایک خاص ترتیب سے آپ نے نامزد کر رکھیں تھیں۔

حضرت عمر فاروقؓ عراق اور قادسیہ کی لڑائی کے زمانہ میں آفتاب نکلنے پر مدینہ سے باہر نکل جاتے تھے اور قاصد کی راہ دیکھتے کہ کیا خبر لاتا ہے ایک دن آپ معمول کے موافق جب نکلے تو دور سے ایک سوار آتا نظر آیا وہ حضرت سعد کا قاصد تھا اس نے فتح کی خوشخبری دی تاہم اسے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ ہیں وہ اپنی سواری پر رہا اس وقت حضرت عمرؓ پر کیا حال تھا اسے دیکھئے علامہ شبلی نعمانیؒ لکھتے ہیں

اس نے کہا خدا نے مسلمانوں کو کامیاب کیا حضرت عمرؓ رکاب کے برابر دوڑے جاتے تھے اور حالات پوچھتے جاتے تھے جب سوار شہر میں داخل ہوا تو دیکھتا کہ جو شخص آتا ہے وہ انہیں امیر المؤمنین کہہ کر پکارتا ہے تو ڈر سے کانپ اٹھا اور کہا کہ حضرت نے مجھے اپنا نام کیوں نہ بتایا کہ میں یہ گستاخی تو نہ کرتا آپ نے فرمایا نہیں کچھ خرچ نہیں تم سلسلہ کلام جاری رکھو (البدایہ ج ۷ ص ۱۰۸) چنانچہ آپ اسی طرح اس کے رکاب کے ساتھ ساتھ گھر تک آئے

مہینہ پہنچ کر آپ نے مجمع میں فتح کی بشارت دی اور وہاں ایک نہایت پر اثر تقریر فرمائی جس کا اخیر فقرہ یہ تھا مسلمانو! میں بادشاہ نہیں ہوں کہ تم کو غلام بنانا چاہتا ہوں میں خدا کا غلام ہوں البتہ خلافت کا بار میرے سر پر رکھا گیا ہے اگر میں اسی طرح تمہارا کام کروں کہ تم چین سے گھروں میں سوؤ تو میری سعادت ہے اور اگر یہ میری خواہش ہو کہ تم میرے دروازے پر حاضری دیا کرو تو یہ میری بد نصیبی ہے میں تم کو تعلیم دینا چاہتا ہوں لیکن باتوں سے نہیں عمل سے (البدایہ ج ۷ ص ۱۱۳۔ الفاروق ص ۱۰۶)

حضرت سعد بن وقاص جب مدائن میں داخل ہوئے تو ہر طرف سناٹا تھا کچھ لوگ قلعہ میں چھپے ہوئے تھے یزدگر اپنے اہل و عیال اور جتنا سامان وہ آسانی کے ساتھ لے جاسکتا تھا لے کر طوان فرار ہو گیا جو لوگ قلعہ میں چھپے ہوئے تھے حضرت سعد نے انہیں باہر آنے کا حکم دیا اس کے بعد آپ اپنے لشکر کو لے کر قلعہ میں داخل ہوئے اور کسری کے عظیم الشان محل اور ان کے ساز و سامان پر ایک سرسری نظر ڈالی تو نہایت عبرت ہوئی اور بے اختیار زبان پر یہ آیتیں آگئیں

کم ترکوا من جنات و عیون و ذروع و مقام کریم و نعمۃ کانوا فیہا
فاکھین و کذلک و اورثہا قوما آخرین (پ ۲۵ سورہ الدخان ۲۸۴۲۵)
(ترجمہ) بہت سے چھوڑ گئے باغ اور چشمے اور کھیتیاں اور گھر عمدہ اور آرام کا
سامان جس میں باتیں بنایا کرتے تھے یونہی ہو اور وہ سب ہاتھ لگادیا ہم نے ایک
دوسری قوم کے۔

یہ کسری اور اس کا عظیم الشان محل تھا جس کا رعب و دبدبہ اور اس کے خزانوں کا چرچا

پورے عرب میں زور ہا تھا اور آج یہ سب کچھ حضرت عمر فاروق کی فوج کے قدموں کے نیچے تھا حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں

یہ ایک عظیم معرکہ خطرناک مرحلہ سخت مصیبت روشن خرق عادت رسول اللہ کا معجزہ تھا جو اللہ نے آپ کے صحابہ کے لئے رونما کیا تھا اور جس کی مثال نہ یہاں ملتی ہے نہ دنیا کے کسی اور حصے میں (البدایہ والنہایہ)

اور ان سب کے امیر کون تھے؟ امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروقؓ

ایوان کسری میں تخت شاہی کے بجائے منبر نصب ہوا جمعہ کی نماز وہیں ادا کی گئی اور یہ پہلا جمعہ تھا جو عراق میں ادا کیا گیا..... اس محل میں شاہی خزانہ اور نوادرات کی ایک بڑی تعداد تھی زرہیں تلواریں خنجر کے ساتھ ساتھ سونے چاندی کے زیورات شاہی ملبوسات سونے سے بنایا گیا ایک گھوڑا جس پر چاندی کا زین بھی کسا ہوا تھا اور سینے پر زمر دیا قوت اور موتی جڑے ہوئے تھے چاندی کی ایک اونٹنی تھی جس پر سونے کی پالان تھی ایک عجیب و غریب سونے کا فرش تھا اس پر زمر کا سبزہ پکھراج کی جدولیس سونے چاندی کے درخت حریر کے پتے جواہرات کے پھل سجائے تھے۔ مسلمان فوج نے یہ سب کچھ افر کے سامنے لا کر رکھ دیا کسی کے دل میں خیانت کا خیال تک نہ آیا حضرت سعد باربار تعجب کرنے لگے اور کہتے تھے کہ

جن لوگوں نے ان نوادرات کو ہاتھ نہیں لگایا بلاشبہ انتہاء درجہ کے ایماندار

ہیں (الفاروق ص ۱۰۹)

پھر جب یہ سامان فوج میں تقسیم ہو کر اس کا پانچواں حصہ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں بھیجا گیا اور اس فتح کے واقعات اتنی تفصیل کے ساتھ بیان کئے گویا حضرت عمر خود اپنی

انہوں نے اس کو ملاحظہ کر رہے ہوں جب حضرت عمرؓ نے مالِ نفیثہ کی کثرت اور مسلمانوں کی دیانت و امانت دیکھی تو حیران رہ گئے اور حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بنو لوگوں نے یہ سب چیزیں لا کر حاضر کیں ہیں وہ واقعی بڑے امانت دار ہیں حضرت علیؓ نے اس کے جواب میں فرمایا

ہو نہ آپ کا دامن پاک ہے اس لئے آپ کی رعایا بھی پاک دامن ہے اگر آپ کی نیت ٹھیک نہ ہوتی تو ان کی نیت میں بھی فتور آجاتا

میں مشورہ میں محکم نامی ایک خوبصورت شخص تھا آپ نے حکم دیا کہ اسے نوشیرواں کے ہدایت پہنائے جائیں جب اس نے یہ شاہانہ لباس اور اس کے لوازمات پہنے تو لوگوں کی بے خیرہ ہو گئیں اس وقت حضرت عمرؓ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر فرمایا

اے اللہ تو نے یہ سب کچھ اپنے نبی ﷺ کو نہیں دیا حالانکہ وہ تجھے مجھ سے زیادہ عزیز و محبوب تھے پھر تو نے ابو بکر کو بھی اس سے محروم رکھا حالانکہ وہ بھی تجھے مجھ سے زیادہ محبوب تھے لیکن یہ انعامات تو نے مجھے ارزانی فرمائے ہیں اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں کہیں یہ میری آزمائش نہ کی جا رہی ہو (عمرؓ خطاب

ص ۲۳۹ از محمد حسین ہیکل)

حضرت عمر فاروقؓ کو سونے کے فرش کی بابت بتایا گیا تو آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا بعض نے کہا کہ اسے توڑا جائے اور نہ ہی تقسیم کیا جائے تاہم حضرت علیؓ مر تضا کا مشورہ تھا کہ اسے توڑ دیا جائے چنانچہ آپ نے حضرت علیؓ مر تضا کی رائے پر عمل کرنے کا حکم دیا اور نوشیرواں کا یہ فرش ٹکڑے ٹکڑے کر کے تقسیم کر دیا گیا اور اس طرح عراق اپنی پوری فتح کے ساتھ مسلمانوں کے ہاتھوں آگیا

☆ معرکہ جلولا، (۱۶ ہجری)

ایرانیوں نے عراق کی تاریخی شکست کے بعد جلولا کا رخ کیا اور یہاں پھر سے جنگ کی تیاری کرنے لگے حضرت سعد نے عمر فاروق کو اس کی اطلاع دی تو آپ نے ہاشم بن عقبہ کی قیادت میں ایک لشکر بھیجنے کا حکم دیا یہ لشکر چار دنوں کے بعد وہاں پہنچ گیا اور اس نے پورے شہر کا محاصرہ کر لیا یہاں معرکہ جاری رہا اور ایرانی شکست پر شکست کھاتے رہے لیکن چونکہ شہر ان کے پاس تھا اور ضرورت کی چیزیں بھی انہیں میسر تھیں اس لئے وہ آسانی سے ہار تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تھے ایک دن انہوں نے شہر سے باہر نکل کر مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا اور معرکہ اب شہر سے باہر آیا ہی تھا کہ اچانک ایک زور کی آندھی چلی جس سے ہر طرف اندھیرا چھا گیا ایرانی مجبوراً پیچھے کی جانب بھاگے لیکن گردوغبار اور سخت اندھیرے کی وجہ سے انہیں کچھ نظر نہ آتا تھا اور وہی خندق جو انہوں نے اپنے دفاع میں کھودی ہوئی تھی اس میں گر کر مرنے لگے ان میں بعض نے اپنی جان بچانے کے لئے خندقوں کو بھرنا شروع کر دیا اور اپنے لوگوں کو پھر سے یکجا کر کے مسلمانوں کے مقابل ہو گئے مسلمانوں نے اس معرکہ میں کامیابی حاصل کی دشمن کے کئی لاکھ آدمی مارے گئے اور بہت سامان مسلمانوں کو غنیمت میں ملا حضرت سعد نے حضرت عمر فاروق کو اس فتح کی اطلاع دی تو حضرت عمر نے مجمع بلایا اور قاصد سے اس جنگ کے حالات سنوائے اس نے وہاں اس فصاحت و بلاغت کے ساتھ اس جنگ کا نقشہ کھینچا کہ

حضرت عمر کہنے لگے کہ خطیب اس کو کہتے ہیں (الفاروق ص ۱۱۱)

پھر مال غنیمت صحن مسجد میں رکھا گیا اور اس پر ایک چادر ڈال دی گئی صبح کے وقت جب حضرت عمر فاروق نے اس مال غنیمت پر نظر ڈالی تو بے ساختہ روپڑے لوگوں کے پوچھنے پوچھنے

حضرت عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ آج تو خوشی کا دن ہے اور آپ رورہے ہیں آپ نے
 تباہ تو نہیں کیا ہے کہ آج ہم نے یہ دن دیکھا ہے مگر جہاں دولت کا قدم آتا ہے رشک و حسد
 و باہم عداوت و بغض بھی پیدا ہو جاتا ہے (تنبیہ الغافلین ص ۲۵۶)

خدا کی قسم جب بھی اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کو یہ چیزیں دی ہے تو وہ آپس میں
 حسد و بغض کرنے لگتے ہیں اور جب وہ آپس میں حسد کرتے ہیں تو ان کے
 درمیان لڑائی شروع ہو جاتی ہے (البدایہ لابن کثیر ج ۷ ص ۱۵۷)

فتح شام (Syria)

شام کے معروف شہر دمشق کا محاصرہ اگرچہ حضرت ابو بکر صدیق کے عہد میں ہو چکا
 تھا مگر جاری تھا کہ آپ کا وصال ہو گیا پھر یہ شہر حضرت عمر فاروق کے عہد میں فتح
 ہوا۔ یہ شہر تجارت کی وجہ سے ایک معروف و مشہور مقام تھا اس لئے حضرت خالد بن
 ولید نے محاصرہ میں بھی اسی بات کو مد نظر رکھ کر اعلیٰ درجہ کے افسروں کو شہر کے دروازوں
 پر ضرر کیا تھا محاصرہ کی سختی دیکھ کر عیسائی ہمت ہارتے رہے تاہم اپنے جاسوس بھیج کر
 مسلمانوں کے لشکر کے بارے میں معلومات بھی حاصل کرنے کی کوشش میں لگے رہے
 جاسوس جب بھی مسلمانوں کے لشکر میں آتے وہاں ہر شخص میں ہمت و حوصلہ
 و انتقامت و استقلال دیکھ کر حیران رہ جاتے اور پھر واپس لوٹ کر اپنے آدمیوں کو بتاتے
 کہ مسلمان پوری بہادری اور عزم و یقین کے ساتھ ڈٹے ہوئے ہیں تاہم انہیں امید تھی
 کہ ہر قس ان کے لئے کہیں سے کوئی فوجی امداد ضرور بھیجے گا اور انہیں یہ بھی امید تھی کہ

جب سردی کے دن آئیں گے تو عرب کے یہ لوگ اس سردی کو برداشت نہ کر سکیں گے
حضرت ابو بکر صدیقؓ جنت میں اپنا خیمہ لگا چکے تھے اور حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کے
دور کا آغاز تھا مسلمان فوج میں کسی پہلو سے کوئی بے چینی نہ تھی نہ انہیں سردی گرمی سے
کوئی فرق پڑتا تھا حضرت خالد بن ولیدؓ نے شہر کے دوسری جانب کچھ آدمی بھیج دیئے تھے
دوسری جانب سے دشمن کو کوئی فوجی امداد نہ مل سکے۔

ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد فرمائی اور اس کا سبب یہ بنا کہ دمشق کے ایک
سردار کے ہاں لڑکے کی پیدائش ہوئی اس نے اس خوشی میں ایک بڑی تقریب کا اہتمام کیا
جس میں ان کے فوجی اور دوسرے لوگ شراب پیتے گئے اور وہیں نشے میں ڈھیر ہوتے گئے
حضرت خالد بن ولیدؓ کو جب اس بات کا پتہ چلا تو آپؓ نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے
ہوئے چند افسروں کے ہمراہ شہر کے اندر داخل ہونے کا فیصلہ کیا حضرت خالدؓ خود کھنڈے
ذریعہ دیوار پر چڑھے اور شہر کے اندر داخل ہو گئے اور وہاں کے سب دروازے کھول دئے
آپؓ کی فوج پہلے ہی باہر تیار کھڑی تھی وہ اندر داخل ہو گئی اور دشمن نے مسلمان فوج کے
سامنے گھٹنے ٹیک دئے ان کے بڑے بڑے سپاہی اب مسلمانوں کے قابو میں تھے انہوں
نے صلح کی درخواست کی حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے ایک صلح نامہ منظور کیا اور انہوں
نے پھر یہ شہر مسلمانوں کے حوالہ کر دیا اس شہر کی فتح نے شام کے تمام علاقوں پر فتح کے
دروازے کھول دئے تھے یہ رجب ۱۴ ہجری کا واقعہ ہے

☆..... معرکہ فحل (۱۴ ہجری)

شہر دمشق کے مسلمانوں کے ہاتھ آنے پر رومیوں میں سخت اضطراب پھیل گیا اور انہوں

نے پوری قوت کے ساتھ مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کی ٹھان لی انہیں معلوم ہوا کہ مسلمان فوج دمشق کے بعد دوسرے بڑے شہر اردن کی جانب بڑھ رہی ہے سوانہوں نے بھی اپنی پسائیوں کے لئے بھیجی تھی وہ بھی وہیں آجمع ہوئی چالیس ہزار کے قریب عیسائی فوج جمع تھی جو مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار اور تازہ دم تھی

مسلمان فوج جب یہاں پہنچی تو انہیں پتہ چلا کہ رومی ایک بڑی فوج کے ساتھ تیار کمرے ہیں چنانچہ مسلمانوں نے ان کے قریب علاقہ فحل میں پڑاؤ کیا رومیوں نے جب مسلمانوں کا عزم دیکھا اور انہیں معلوم ہوا کہ مسلمان فوج مقابلہ کے لئے تیار ہے تو انہیں خوف ہوا کہ کہیں مسلمان ان پر اچانک حملہ نہ کر دیں انہوں نے آس پاس کی نہروں کے سارے بند توڑے تاکہ پانی کی وجہ سے مسلمان نہ ان پر حملہ کر سکیں اور نہ ان کے قریب نہ آسکیں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ثابت قدمی عطا فرمائی اور وہ وہیں اپنی جگہ ڈٹے رہے انہیں سیلاب اور پانی کا کوئی ڈر تھا اور نہ رومی فوجوں کی کثرت نے انہیں کسی خوف میں مبتلا اور پریشان کیا فوج رومی فوج نے مسلمانوں کا استقلال دیکھا تو انہیں اندازہ ہو گیا کہ مقابلہ کرنے کی صورت میں شکست ہوگی اس لئے بہتر ہے کہ مسلمانوں سے صلح کر لی جائے رومی فوجی سردار نے مسلمانوں کے سپہ سالار حضرت ابو عبیدہؓ کے پاس پیغام بھیجا کہ صلح کے سلسلے میں آپ کسی شخص کو بھیجیں آپ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو بھیجا حضرت معاذ بن جبل جب ان کے خیمے میں پہنچے تو دیکھا کہ انہوں نے آپ کے استقبال کے لئے ایک بڑا قیمتی فرش بچھایا ہوا ہے آپ وہیں رک گئے اور اس پر چلنا گوارا نہ کیا رومیوں نے کہا کہ ہم نے آپ کی عزت و بزرگی کے لئے یہ فرش بچھایا ہے تو آپ نے جواب فرمایا کہ

میں اس فرش پر بیٹھنا نہیں چاہتا جو غریبوں سے چھین کر تیار کیا گیا ہے
 رومی کہنے لگے کہ جب آپ کو اپنی عزت کا کوئی خیال نہیں تو پھر ہم کیا کریں حضرت
 وہیں کھڑے کھڑے جواب دیا

تمہارے نزدیک عزت جس چیز کا نام ہے اس کی مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے
 اگر زمین پر بیٹھنا غلاموں کا شیوہ ہے تو مجھ سے بڑھ کر خدا کا غلام اور کون ہوگا؟
 بعد ازاں آپ اپنی اسی فقیرانہ ادائیں اندر داخل ہوئے اور ان سے اس معاملہ میں بات کی
 دورانِ بحث جب رومیوں نے کہا کہ تم یہاں کیا لینے آئے ہو اور ہم سے کیوں جنگ کرنا
 چاہتے ہو کیا اس سے اچھا نہیں کہ تم قریب کے علاقے میں جاؤ جہاں ایک عورت حاکم ہے
 ان سے جنگ کرو ہمارا بادشاہ تو بڑا بادشاہ ہے اور ہماری عددی قوت بھی تم سے بہت زیادہ ہے
 اس لئے ہم سے مقابلہ کرنا تم لوگوں کے لئے کبھی اچھا نہیں ہوگا

حضرت معاذ نے جواب فرمایا کہ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ سب اسلام
 کے دامن میں آجائیں اور اللہ کی حرام کردہ چیزوں یعنی شراب و خنزیر سے باز
 آجائیں اگر آپ نے ایسا کیا تو ہم تمہارے بھائی ہیں اور اگر یہ صورت تمہیں
 منظور نہیں تو جزیہ دینا قبول کرو اور اگر یہ بھی قبول نہیں تو میدانِ حاضر ہے
 جہاں ہم تمہارا انتظار کریں گے رہی بات تمہاری کثرتِ تعداد کی تو ہمیں کبھی
 کثرت و قلت سے کوئی خوف نہیں رہا ہمارے اللہ نے کہا ہے

کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله (پ ۲ البقرة ۲۴۹)

بارہا تھوڑی جماعت غالب ہوئی بڑی جماعت پر اللہ کے حکم سے

حضرت معاذ نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ

تم کو اس بات پر ناز ہے کہ تم ایک بادشاہ کی رعایا ہو جس کو تمہارے مالوں اور جانوں پر پورا اختیار ہے مگر ہم نے جسے اپنا سربراہ بنایا ہے وہ کسی بات میں اپنے آپ کو ترجیح نہیں دے سکتا اگر وہ قانون کی خلاف ورزی کرے گا تو ہم اسے درے بھی لگائیں گے اس کا ہاتھ بھی کاٹیں گے اور مال و دولت میں اس کو ہم پر ترجیح نہیں ہے۔

رومیوں نے آپ کی بات سنی تو کہا کہ تم یہ ملک چھوڑ کر چلے جاؤ تو ہم تم کو فلاں علاقہ کی زمین دے دیتے ہیں حضرت معاذ نے انکار کیا اور وہاں سے اٹھ کر چلے آئے انہوں نے حضرت ابو عبیدہ سے گفتگو کرنے کے لئے پھر ایک قاصد بھیجا مگر یہ گفتگو ناکام رہی چنانچہ حضرت ابو عبیدہ نے مسلمانوں کو تیاری کا حکم دے دیا بعد ازاں مقابلے کا میدان سبّا حضرت خالد بن ولیدؓ میدان میں اترے جب رومیوں نے گھبرا کر واپس لوٹنا چاہا تو آپ نے مسلمانوں کو آواز دی اور پھر وہ ان رومیوں کو دباتے چلے گئے دوسرے دن بھی میدان مسلمانوں کے ہاتھوں میں رہا حضرت ابو عبیدہ مسلمان فوج کو میدان میں ثابت قدم رہنے کی تلقین کرتے رہے آخر کار رومیوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور ان کی فوج بھاگ گئی اور مسلمانوں نے فتح پالی حضرت عمر فاروقؓ تک جب فتح کی رپورٹ پہنچی اور ان مفتوحین کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کی رعایا زمی قرار دی جائیں اور ان کی زمین بدستور زمین داروں کے پاس ہی رہے۔

ان معرکے کے بعد ضلع اردن کے تمام شہر اور وہاں کے دوسرے علاقے آسانی سے مسلمانوں کے ہاتھوں میں آگئے حضرت عمر فاروقؓ کے حکم پر مفتوحین کی مال و جان مکانات و جائیداد اور ان کی عبادت گاہیں سب محفوظ رکھی گئیں البتہ صرف مساجد کے لئے کی قدر زمین لی گئی اور بس۔ اور اس طرح اس پورے علاقے پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا

☆..... فتح حمص

حمص شام کے ضلع میں سے ایک بڑا شہر ہے مسلمانوں نے جب دمشق اور اردن اپنے قبضے میں کر لئے تو ضروری تھا کہ مزید تین ایسے شہر حاصل کر لئے جائیں جس سے پورے ملک شام پر مسلمانوں کی گرفت مضبوط ہو جائے ان تین میں سے ایک حمص تھا اور اس پر قبضہ پالینا مسلمانوں کے لئے کچھ بڑا مشکل بھی نہ تھا مسلمانوں کی فوج نے حمص کی جانب پیش قدمی کی درمیان میں بعلبک آیا تو وہ بغیر کسی لڑائی کے خود بخود مسلمانوں کے ہاتھوں آ گیا جب مسلمان حمص کے قریب پہنچے تو رومیوں نے مقابلہ کرنا چاہا لیکن وہ ناکام رہے حضرت خالدؓ نے جناب سبرہؓ کے ہمراہ ایک مختصر سی جماعت آگے بھیج دی جو آس پاس پھیلی ہوئی فوجوں کا مقابلہ کرتی ہوئی آگے بڑھتی رہی اس معرکہ میں جناب شرجیل حمیری نے تنہا کئی سو رومیوں کا مقابلہ کیا جناب سبرہؓ نے بھی اس معرکہ میں بڑی ثابت قدمی دکھائی اور جب رومی ان کا مقابلہ نہ کر پائے تو وہ ایک گرجا میں جمع ہو گئے جب یہ وہاں پہونچے تو انہوں نے آپ پر حملہ کر دیا اور حضرت سبرہؓ شہید ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ دونوں حمص کی جانب بڑھے اور اس کا محاصرہ کر لیا ان دنوں شدت کی سردی تھی اور رومیوں کا خیال تھا کہ اس سردی کی وجہ سے مسلمان زیادہ دیر تک محاصرہ بانہ نہ رکھ پائیں گے ادھر عیسائی حاکم ہرقل نے رومیوں کی مدد کے لئے کچھ مزید فوج بھیجی حضرت سعدؓ کو معلوم ہوا تو آپ نے ایک فوج بھیج کر وہیں ان کا راستہ روک لیا اہل حمص کے پاس اب سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ صلح کی بات کریں حضرت ابو عبیدہ نے حضرت عبادہ بن صامت کو ان کے ساتھ معاملات طے کرنے کا حکم دیا اور خود آپ آگے حماہ کی جانب چل پڑے جو نہی آپ وہاں پہنچے وہاں کے لوگوں نے بھی آپ کا مقابلہ کرنے

صلح کی درخواست کی اور جزیہ دینا منظور کر لیا پھر آپ مختلف علاقوں سے ہوتے ہوئے واپس حمص کی جانب آئے اور خفیہ طور پر میدان میں کچھ غار اس تدبیر کے ساتھ قیام کیا کہ رومیوں کو اس کا علم تک نہ ہوا پھر آپ نے اپنی فوج کو کوچ کا حکم دیا اہل حمص کے مسلمان سردی سے تنگ آگئے ہیں اس لئے سب واپس جا رہے ہیں مسلمان فوج جہے کہ غاروں میں چھپی بیٹھی تھی جب اہل حمص نے شہر کا پھانگ کھولا تو مسلمانوں نے اس پر حملہ کر دیا اور پھر یہ شہر بڑی آسانی سے فتح ہو گیا حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ نے حضرت عمرؓ کو فتح حمص کی بشارت بھیجی اور چاہا کہ اب وہ اور ان کی فوج ہر قل کے دارالحکومت کی جانب بڑھے مگر حضرت عمر فاروقؓ نے آپ کو آگے بڑھنے سے روک دیا اور کچھ فوجیں جو ان کی مدد کے لئے بھیجی گئیں تھیں آپ نے انہیں واپس بلا لیا حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ حمص میں ٹھہرے رہے جبکہ حضرت خالد بن ولیدؓ ایک بڑی فوج کے ساتھ دمشق کو نکلے اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے اردن میں قیام کیا۔

☆..... جنگ یرموک (۱۵ ہجری)۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے جو مقامات فتح کئے تھے وہاں آپ نے حضرت عمر فاروقؓ کے علم کے مطابق عدل و انصاف کا ایسا بے مثال نظام قائم کیا کہ وہاں کے غیر مسلم لوگ مسلمانوں کے گرویدہ ہو گئے وہ مسلمان نہ تھے مگر وہ مسلمانوں کے دشمنوں کی خبریں مسلمانوں تک پہنچاتے رہے جب انہوں نے حضرت ابو عبیدہؓ کو بتایا کہ انطاکیہ کے چاروں طرف ہر قل نے ایک بڑی طاقت جمع کر رکھی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ پوری قوت کے ساتھ لڑوں کو کچل دیا جائے اور اس کے لئے جس قدر قوت کی ضرورت ہے وہ سب اسٹیج کی

جائے حضرت ابو عبیدہؓ کو اس اطلاع سے تشویش ہوئی آپ تمام رات بے چین رہے اور مسلمانوں کی فکر میں رہے کہ کہیں انہیں کوئی گزند نہ پہنچے نماز صبح کے بعد آپ نے فوج کو ایک جگہ جمع کیا تاکہ انہیں نئے حالات کی خبر دی جائے آپ نے اپنے خطاب کی ابتداء حضور ﷺ پر صلاۃ و سلام اور آپ کی تعریف و توصیف اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی دعائے رحمت سے کی پھر فرمایا

ان الله ابتلاكم ببلاء حسن لينظر كيف تعملون وذلك عند ما صدقكم الوعد ايدكم بالنصر في مواطن كثيرة اخبروني ان عدو الله هرقل استنجد علينا من كبار بلاد الشرك وقد سغيرهم اليكم وانقلهم بالزاد والسلاح يريدون ليطفنوا نور الله بأفواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون واعلموا ان الله معكم وليس بكثير من يخذله الله تعالى وليس بقليل من يكون الله تعالى معه (فتوح الشام ص ۹۸)

اے لوگو۔ اللہ نے ہر آزمائش کے لئے تم پر ایک ابتلائے حسنہ بھیجی تاکہ وہ دیکھے کہ تم اس میں کس طرح عمل کرتے ہو اکثر مقامات پر تمہاری مدد و نصرت کی گئی (اے لوگو) خدا کے دشمن ہر قل نے مختلف علاقوں سے مدد مانگ لی ہے اور بڑا سامان جنگ بھی جمع کر لیا ہے تاکہ وہ اللہ کے نور کو چھادے مگر اللہ اسے پورا کر کے رہیں گے اگرچہ کافروں کو کتنا ہی برا لگے آپ خوب سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے اور وہ جس کے ساتھ ہوتا ہے وہ جماعت کبھی قلیل نہیں ہوتی اور جس کو وہ ذلیل کرتا ہے وہ جماعت کبھی کثیر نہیں ہوتی اللہ آپ کے دشمنوں کو رسوا کرنا چاہتا ہے (فتوح الشام ص ۲۸۸)

پھر آپ نے فوج سے مشورہ کیا اور مختلف رائیں سامنے آئیں تاہم حضرت خالد بن ولیدؓ کی

رائے سب کو پسند آئی اور یرموک میں پڑاؤ ملے ہوا حضرت ابو عبیدہؓ نے اپنے وزیر خزانہ کو بلا کر فرمایا کہ عیسائیوں سے اب تک جو خرچ یا جزیہ لیا جاتا رہا وہ سب کا سب انہیں واپس کر دیا جائے کیونکہ اس نازک حالت میں ہم ان کی حفاظت کا ذمہ نہیں لے سکتے جو کچھ بھی ان سے لیا ہے وہ انہیں دے دو چنانچہ لاکھوں کی رقم جو اس مد میں مسلمانوں کو ملی تھی وہ سب کی سب واپس کر دی گئی عیسائیوں پر اس کا اتنا گہرا اثر پڑا کہ وہ رو رو کر کہتے جاتے تھے کہ خدا تم کو واپس لائے یہودیوں نے بھی قسم کھا کر یہی کہا کہ ہر قل ہم پر اب قبضہ نہیں کر سکتا یہ دونوں قومیں مسلمانوں کے اخلاق سے بڑی متاثر تھیں اس پاس کے علاقوں میں بھی حضرت ابو عبیدہؓ نے یہی پیغام بھیج دیا تھا..... (الفاروق ص ۱۲۱)

حضرت ابو عبیدہؓ جب دمشق پہنچے تو آپ نے حضرت عمر فاروقؓ کو اس نازک صورت حال سے مطلع کیا حضرت عمر فاروقؓ کو اس کا رنج تو ہوا تاہم جب پتہ چلا کہ فوج اور ان کے جزلوں کی یہی رائے تھی تو پھر آپ کو تسلی ہوئی حضرت عمرؓ نے حضرت عامر بن سعدؓ کو مسلمانوں کی مدد کے لئے روانہ کیا اور ساتھ ہی پیغام بھیجا کہ فوج کی کثرت و قلت پر فوج شکست نہیں ہوا کرتی۔ اس میں یہ پیغام لپٹا ہوا تھا کہ اگر ہر قل نے اتنی بڑی طاقت جمع کر بھی لی ہے تو کسی خوف کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں قلت و کثرت نہیں دیکھی جاتی یقین و عزم اور ثبات و استقلال کام آتا ہے حضرت ابو عبیدہؓ دمشق سے نکل کر یرموک آگئے حضرت عمرو بن العاصؓ بھی یہیں تشریف لے آئے حضرت خالد بن ولیدؓ جب یہاں آ رہے تھے تو راستہ میں ہر قل کی فوج سے مدد بھیڑ ہو گئی اور ہر قل کی فوج کو کافی نقصان اٹھانا پڑا ان کے بہت سے لوگ گرفتار کئے گئے اور جو بھاگے تھے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا یہ لوگ دریائے اردن میں ڈوب کر مر گئے حضرت خالد بن ولیدؓ قیدیوں اور مال

غیبت لے کر وہاں تشریف لے آئے جب حضرت ابو عبیدہ نے آپ کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا کہ ان کی تشریف آوری فتح و نصرت کی علامت ہے (فتوح الشام ص ۲۹۲)

اللہ آپ کا آنا ہم سب کے لئے مبارک کرے (فتوح الشام ص ۲۹۲)

حضرت ابو عبیدہ کو پل پل کی خبریں پہنچ رہی تھیں جب معلوم ہوا کہ رومی ایک بڑی جنگی قوت لے کر آرہے ہیں اور راستہ میں ان کے درویش اور مذہبی رہنما بھی ان کے ساتھ آ شامل ہوئے ہیں تو آپ نے پھر حضرت عمر فاروق کو خط لکھا

اے امیر المؤمنین رومی کتے ہر قل نے ہر صلیب اٹھانے والے کو ہمارے مقابلے کے لئے روانہ کیا ہے اور وہ ایک بہت بڑی تعداد ہے اس سے پہلے جبہ بن ابیہم غسانی ساٹھ ہزار فوج لے کر ہمارے مقابل آیا تھا ہماری طرف سے صرف ساٹھ آدمی تھے اللہ نے مشرکین کو شکست دی مدد تو اللہ عزیز و حکیم کی طرف سے ہے ہمارے دس کے قریب ساتھی شہید ہوئے ہیں اب جنگ ایک نئے مرحلے میں داخل ہو رہی ہے ہم اس کے لئے تیار ہیں آپ ہماری طرف توجہ رکھئے اور مدد فرمائیے

جب یہ خط حضرت عمر فاروق تک پہنچا تو آپ کو فکر ہوئی وہاں موجود لوگوں نے بھی حالات سننے کی خواہش کی آپ نے کھڑے ہو کر مسلمانوں کو نئے حالات کی خبر دی چنانچہ سب مسلمانوں نے آپ سے کہا کہ آپ ہمیں اجازت دیں تاکہ ہم بھی وہاں جائیں اور اپنے بھائیوں کے شانہ بشانہ ہو کر جہاد کریں اگر ہمارے ان ساتھیوں کو کچھ ہو گیا تو پھر ہم جی کر کیا کریں گے ہمارے جانے سے ان کو انشاء اللہ بہت مدد ملے گی (فتوح الشام ص ۳۱۶)

چنانچہ حضرت عمر فاروق نے اکابر صحابہ سے مشورہ چاہا حضرت علی مرتضیٰ نے آپ کو

بھارت دی کہ اس جنگ میں مسلمانوں کی فتح ہوگی اور خدا کے لئے اولاد بنانے والوں کو شکست ہوگی اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو عبیدہ کچھ فکر میں ہیں اسلئے آپ انہیں ایک خط لکھیں کہ اس وقت ہماری مدد کی بہ نسبت اللہ کی مدد و نصرت کہیں زیادہ بہتر ہے چونکہ حضرت عمر فاروق کو پتہ چل گیا تھا کہ ہر قل کی فوج یرموک کے بالکل قریب پہنچی ہے اور فی الوقت یہاں سے فوج بھیجی جائے تو بھی وہ وقت پر نہیں پہنچ پائے گی آپ نے فوراً حضرت ابو عبیدہ بن جراح کے نام ایک خط لکھا اس کے یہ جملے قابل غور ہیں

فان نصر الله خير لكم من معونتنا واعلموا انه ليس بالجمع الكثير يهزم الجمع القليل وانما يهزم بما أنزل الله من النصر وان الله مع المؤمنين وربما ينصر الله العصابة القليل عددها على العصابة الكثير و أمرهم أن يقاتلوا العدو في سبيل الله عز وجل ان الله عز وجل يقول ولن تغني عنكم فنتكم شيئا ولو كثرت وأن الله مع المؤمنين (فتوح الشام ص ۱۰۸)

اگرچہ اللہ کی مدد ہماری مدد سے کہیں زیادہ بہتر ہے تاہم عنقریب تمہاری جانب کمک بھیجی جا رہی ہے رہی بات دشمن فوج کی کثرت کی تو یاد رکھو بڑی بڑی فوجیں چھوٹی جماعت کو شکست نہیں دے سکتیں۔ شکست اللہ کی مدد سے دی جاسکتی ہے اور اللہ تعالیٰ تو اہل ایمان کے ساتھ ہے اللہ تعالیٰ کبھی کبھی چھوٹی جماعت سے بڑی جماعتوں کو شکست دے دیتے ہیں سو تم ان لوگوں کے ساتھ مل کر جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر دشمنوں کو تہ تیغ کیا تھا دشمن کا مقابلہ کرو۔

حضرت عمر فاروق نے قاصد کو خط دیا اور انہیں دعا دے کر روانہ کر دیا اور وہ تین دن میں

مدینہ منورہ سے یرموک پہنچ گیا حضرت ابو عبیدہ نے قاصد کے اس قدر جلد پہنچ جانے پر
سخت تعجب کا اظہار کیا تو قاصد نے کہا

مجھے حضرت عمر حضرت علی حضرت حسن حضرت حسین وغیرہم نے دعائیں
دے کر بھیجا ہے آپ نے کہا کہ یہ سب حضرات اللہ کے ہاں بہت محترم
ہستیاں ہیں ان کی دعائیں کبھی رد نہیں کی جاتیں

اس دوران حضرت سعد ابن عامر بھی ایک بڑی فوج لے کر وہاں پہنچ گئے مسلمانوں کو اس
فوج کے آنے سے بہت مدد ملی حضرت خالد بن ولید نے اس جنگ کی تیاری میں اہم کردار
ادا کیا حضرت معاذ بن جبل اور دوسرے وہ ساتھی جن کی شجاعت کے چرچے تھے آپ نے
انہیں اہم پوسٹوں پر مقرر کیا رومی فوج اپنے مذہبی رہنماؤں کی قیادت میں آگے بڑھ رہی
تھی ان کے ہاتھوں میں صلیب تھی دو لاکھ سے زائد فوج ۲۴ صفوں پر محیط تھی ان کا ایک
پادری جوش میں آگے بڑھا اور مسلمانوں کو دعوت مبارزت دی حضرت میسرہ آگے بڑھے
تو حضرت خالد نے روک دیا اور ان کے بجائے قیس کو آگے کر دیا قیس اس پادری پر کچھ اس
طرح جھپٹے کہ وہ ایک ہی وار میں گھوڑے سے نیچے گر پڑا مسلمانوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا
حضرت خالد نے کہا کہ ابتداء اچھی ہوئی ہے اللہ نے چاہا تو آگے فتح ہی فتح ہے پھر اس
میدان میں ہلکی جھڑپ ہوتی رہی اور مسلمانوں کو ہر جھڑپ میں کامیابی ملتی رہی

جب رات ہوئی تو رومیوں نے سب سرداروں کو جمع کر کے کہا کہ چونکہ عرب کے لوگوں
کو شام کے مال و دولت کا چسکہ لگ گیا ہے اس لئے بہتر ہے کہ ان سے مال و دولت پر بات
کر کے لڑائی ٹال دی جائے سب نے اس کی بات سے اتفاق کیا اور ایک قاصد مسلمانوں کے
پاس بھیجا کہ فی الحال لڑائی روک دیں ہم کچھ بات کرنا چاہتے ہیں حضرت ابو عبیدہ نے اس

ہم نے حضرت خالد کو اپنا نمائندہ مقرر کر دیا چنانچہ جس وقت رومیوں کا قاصد پہنچا
 مگر ب کی اذان ہو رہی تھی اور مسلمان اللہ اکبر کہہ کر اپنے رب کی بڑائی اور اس کی عظمت
 بیان کر رہے تھے قاصد نے پہلی مرتبہ یہ منظر دیکھا تھا وہ بڑا حیران ہوا جب مسلمان فوج
 نماز سے فارغ ہوئی تو قاصد نے کہا کہ میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم لوگ
 حضرت عیسیٰ کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے ہو حضرت ابو عبیدہ نے سورہ مائدہ کی یہ آیت
 پائی جس میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے فرمایا

يَا اَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ إِنَّمَا
 الْمَسِيحُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحُ
 مِنْهُ فَآمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَ إِنْتَهَوْا خَيْرَ لَكُمْ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَهٌ
 وَاحِدٌ سُبْحَنَهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ
 وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا (پ ۶ النساء ۱۷۱)

(ترجمہ) اے اہل کتاب مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں اور مت کہو اللہ
 کی شان میں مگر پکی بات بیشک مسیح جو ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا وہ اللہ کا رسول ہے اور
 اس کا کلام ہے جس کو ڈالا مریم کی طرف اور روح ہے اس کے ہاں کی سومانو اللہ
 کو اور اس کے رسولوں کو اور نہ کہو کہ خدا تین ہیں اس بات کو چھوڑو بہتر ہوگا
 تمہارے لئے بیشک اللہ اکیلا معبود ہے اس کے لائق نہیں ہے کہ اس کے اولاد
 ہو اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور کافی ہے اللہ
 کا ساز۔

قاصد نے یہ بات سنی تو اس نے وہیں عقیدہ تثلیث سے توبہ کی اور کلمہ توحید پڑھ لیا اور کہا

کہ اب وہ یہیں رہے گا حضرت ابو عبیدہ نے اس کو منع فرمایا اور کہا کہ وہ اس وقت والحد میں آجائے

جب حضرت خالد بن ولید نے حضرت خالد بن ولید پر رعب ہمارے کے لئے اپنی قوت کا مظاہرہ کیا اور راستے کے دونوں جانب بڑے بڑے بہادر سردار کو ہار کر دئے مگر حضرت خالد اپنے ساتھیوں کے ساتھ بڑی شان سے نیازی سے چلتے ہوئے رومی حاکم کے خیمے میں جا پہنچے دور ان گفتگو رومی سربراہ باہان نے آپ کو مال و دولت دیا اس سے کام نہ لیا تو آپ کو ڈر لیا دھمکایا گیا تاکہ مسلمان کسی طرح یہ میدان چھو نہ لیں حضرت خالد بن ولید نے اس کی بات سنی تو کھڑے ہو گئے اور حمد و صلاۃ کے بعد کہا کہ ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ہم خانہ بدوش لوگ تھے جاہل و ظالم تھے ایک دوسرے کو تباہ و برباد کرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ہمارے حال پر رحم فرمایا اور ہمیں ایسا عظیم الشان نبی دیا جو ہماری قوم میں سے تھا آپ ہم سب سے زیادہ شریف سب سے زیادہ زیادہ فیاض اور سب سے زیادہ پاک طینت ہیں آپ نے ہمیں توحید کا سبق سکھایا اچھے عقائد بتائے اب جس نے بھی آپ کو تسلیم کیا وہ ہمارے بھائی بن گئے اور جو ان کا انکار کرتے ہیں یا تو وہ جزیہ دے کر رہیں ہم اس کے جان و مال کے محافظ ہیں اور اگر انہیں یہ منظور نہیں تو پھر میدان حاضر ہے فیصلہ وہیں کر لیا جائے گا

علامہ واقدی (۲۰۷ھ) مذکورہ واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے صحابہ کرام کی ایمانی غیرت ان کے اخلاص کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہیں راقم الحروف کا جی چاہا کہ ان قارئین کرام بھی اسے پڑھیں موصوف لکھتے ہیں

والله الذى لا اله الا هو عالم الغيب والشهادة ما اعتمدت لى اخبار هذه
الفتوح الا الصدق وما نقلت احاديثها الا عن ثقات ومن قاعدة الحق
لايت فضائل اصحاب رسول الله ﷺ وجهادهم حتى ارغم بذلك
اهل الرفض الخارجين عن السنة والفرض اذ لولا هم بمشية الله لم تكن
للمسلمين وما انتشر علم هذا الدين فلله درهم لقد جاهدوا لى سبيل
الله حق جهاده ونصروا دينه وثبتوا اللقاء الاعداء وبذلوا جهدهم
ونصروا الدين حتى زحزحوا الكفر عن سريره وتفقهروا لاجرم وقد قال
فيهم ملك المقتدر فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر (فتوح الشام ص
۱۱۶)

مجھے جو کچھ سچ سچ پہنچا ہے میں نے چاہا کہ اسے بلا کم وکاست نقل کر دوں تاکہ
میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اور ان کے جہاد فی سبیل اللہ کو ثابت کر کے
اہل روافض پر جو سنت و فرض سے خارج ہیں حجت قائم کر دوں کہ اگر مشیت
ایزدی ان صحابہ کے شامل حال نہ ہوتی اور وہ اللہ کی رضا جوئی اور خوشنودی کے
لئے یہ کام نہ کرتے اور اللہ کی مشیت ان کے ساتھ نہ ہوتی تو یہ ممالک
مسلمانوں کی فتوحات میں ہرگز شامل نہ ہوتے اور نہ اس دین کا پرچم اس طرح
لہراتا ہوا دکھائی دیتا ان کی تمام تر جدوجہد محض اللہ ہی کے لئے تھیں اللہ تعالیٰ
انہیں جزائے خیر دے گا کہ انہوں نے راہ خدا میں جہاد کے حق کو پورا کیا اپنے
دین کی نصرت کی دشمنوں کے مقابلہ میں ثابت قدم رہے اپنی کوششیں صرف
کیں حتیٰ کہ کفر کی ٹانگ پکڑ کے اسے اس کے تخت سے اتار پھینکا اور ایک کاری
ضرب لگا کر اسے پیچھے لوٹنے پر مجبور کر دیا اللہ ان کی شان میں فرماتے ہیں

منہم من قضی نحبہ ومنہم من ینتظر (فتوح الشام ص ۳۴۰)

حضرت خالد نے اپنی بات مکمل کی اور اٹھ کر چلے آئے اور لڑائی کی تیاری شروع کر دی گئیں صبح ہونے سے پہلے پہلے ہر مسلمان اس جنگ کے لئے بالکل تیار تھا نماز فجر ادا کر کے مسلمانوں نے جہاد کے لئے صف بندی بھی کر لی صبح رومی فوج اپنے پورے جوش اور قوی حمیت کے ساتھ باہر نکلی حضرت خالد نے موقع کی نزاکت کے مطابق ایک نئے سرے سے میدان ترتیب دیا آپ کے ساتھ اس وقت کئی سو صحابہ کرام تھے جن میں سو کے قریب بدری صحابہ تھے عورتوں کی ایک بڑی تعداد نے بھی اس جنگ میں حصہ لیا تھا حضرت امیر معاویہ کی والدہ ہندہ اور ان کی بہن جویریہ نے بھی مسلمانوں کی صف میں شامل ہو کر دشمن کا مقابلہ کیا تھا حضرت مقداد سورہ انفال کی تلاوت کرتے جا رہے تھے (الفاروق ص ۱۲۷)

رومی فوج اپنی دو لاکھ فوج کے ساتھ آگے بڑھی ان کی قیادت ان کے مذہبی رہنما اور پادری کر رہے تھے اس بڑی تعداد کو دیکھ کر ایک مسلمان کے منہ سے نکلا کہ یہ تو ایک بڑی فوج ہے حضرت خالد قریب ہی تھے انہوں نے کہا کہ فکر نہ کرو اگر میرے گھوڑے کے مچھے ہوتے تو میں کہتا کہ اے عیسائیو اتنی ہی فوج اور لے آؤ۔ چنانچہ رومیوں کے زوردار حملہ کی وجہ سے مسلمان کچھ پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوئے مگر جلد ہی سنبھل گئے اور ان کا راستہ روکے رکھا اتنے میں حضرت خالدؓ کہیں پیچھے سے نکل آئے اور آگے بڑھ کر رومیوں پر اس سرعت سے حملہ کیا کہ رومی فوج کی صفیں منتشر ہو گئیں حضرت عکرمہ (جو ابو جہل کے بیٹے تھے) کہیں دوسری طرف سے آگے بڑھے اور پکار کر کہا کہ اے رومیو ایک دور دراز جگہ کہ میں کفر کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ کرتا رہا اب تو میں مسلمان ہوں

اب میں پیچھے کیسے ہٹ سکتا ہوں یہ کہہ کر آپ آگے بڑھے آپ کے ساتھ چار سو کے قریب اور سوار بھی تھے سب نے اس بات پر عہد کر رکھا تھا کہ ہم جان دین کے لئے بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے چنانچہ ان سب نے رومی فوج پر حملہ کیا اور لڑتے رہے یہاں تک کہ ان میں سے اکثر نے شہادت جام نوش کر لیا حضرت عکرمہ بھی زخمی ہو کر گر پڑے اور زندگی کی آخری سانسوں پر تھے حضرت خالد بن ولید نے انہیں دیکھا تو قریب آئے ان کا سراپاں ان پر رکھا اور پانی کے کچھ قطرے ان کے منہ میں ڈالے تو کہا

خدا کی قسم عمر کا گمان غلط تھا کہ ہم شہید ہو کر نہ مریں گے (طبری)

یعنی صحیح یہی ہے کہ ہم شہادت کے مرتبے پر فائز ہو رہے ہیں

ایک طرف حضرت عکرمہ اور ان کے ساتھیوں نیز حضرت خالد بن ولید کی دلوشجاعت نے رومیوں میں ہلچل مچادی تھی تو دوسری طرف حضرت عمر فاروق کے بہنوئی حضرت سعید بن زید اور حضرت امیر معاویہ کے بھائی یزید بن ابی سفیان رومیوں کا مقابلہ کر رہے تھے رومی فوج ساز و سامان اور عددی طاقت کی وجہ سے آگے تھی حضرت خالد نے نئے حالات میں حضرت قیس بن ہبرہ کو ایک فوج دے کر پیچھے کی جانب بٹھا دیا اور پھر وہاں طرح رومیوں پر ٹوٹے کہ ان کے لئے سنبھلنا مشکل ہو گیا درمیان میں حضرت سعید بن زید نے پوری قوت سے ان پر حملہ کر دیا اور رومی فوج مسلمانوں کے گھیر لو میں آگئی

حافظ الحدیث حضرت ابو ہریرہ بھی اس معرکہ میں شریک تھے آپ نے اپنی قوم کے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ لوگو حور سے معاف اور رب العالمین کے جوار رحمت اور جنات النعیم میں پہنچنے میں جلدی کرو اللہ کے نزدیک میدان جنگ سے زیادہ کوئی جگہ محبوب نہیں اللہ تعالیٰ نے صابروں پر ان کے غیروں کو اسی وجہ سے فضیلت دی ہے کہ وہ

ایسی جگہوں پر حاضر نہیں ہوئے ہیں آپ کی قوم یہ سن کر آپ کے پاس جمع ہو گئی اور انہوں نے بھی رومیوں پر جہاد توڑ حملہ کر دیا

جنگ یرموک میں خواتین کی بھی ایک بڑی تعداد موجود تھی اور ان سب نے بھی اس موقع پر بڑی بہادری کے جوہر دکھائے اور مسلمانوں کو ثابت قدم رکھنے میں اہم کردار ادا کیا تھا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی رومی شکست سے دوچار ہوئے حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے حضرت عمر فاروق کو جو خط لکھا تھا اس سے پتہ چلتا ہے کہ رومیوں کے ایک لاکھ پانچ ہزار کے قریب آدمی قتل ہوئے جبکہ چار ہزار کے قریب مسلمان شہید ہوئے ان کا سردار بابان جان چاکر بھاگا حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں نے نشانات کے ذریعہ اس کا تعاقب کیا اور اسے ایک جگہ جادو چا حضرت نعمان بن جہلہ یا حضرت عاصم بن جوال میں سے کسی ایک نے پھر اس کا کام تمام کر دیا (فتوح الشام ص ۷۰۷) اور اس طرح یہ پورا علاقہ مسلمانوں کے ہاتھوں آ گیا

☆..... ایک عجیب واقعہ

جس وقت یہ لڑائی جاری تھی اور پوری شدت سے لڑی جا رہی تھی کہ جناب حباش بن قیس جو بڑے بہادر تھے اور بڑی جانبازی سے لڑ رہے تھے کہ کسی نے ان کے پیروں پر اس زور سے تلوار ماری کہ ان کا پیر الگ ہو گیا مگر انہیں اس کی خبر تک نہ ہوئی تھوڑی دیر کے بعد جب آپ سستانے پڑے تو ہوش آیا اور ڈھونڈتے تھے کہ میرے پاؤں کہاں چلا گیا ان کے قبیلے والے لوگ اس واقعہ پر بڑا فخر کیا کرتے تھے

قیصر کو جب پتہ چلا کہ رومی شکست کھا چکے ہیں تو وہ الطاکیہ چھوڑ کر قسطنطنیہ کی جانب

جہاں کیا اور جاتے جاتے شام کی طرف منہ کر کے کہا..... الوداع اے شام الوداع
حضرت ابو عبیدہ نے جنگ یرموک کی تفصیل سے حضرت عمر فاروق کو مطلع کیا اور
حضرت عمر فاروق اس جنگ کا نتیجہ سننے کے لئے بڑے بے تاب تھے آپ نے قاصد کے
لے سے ایک دو رات قبل ایک خواب دیکھا تھا جس سے آپ کو اندازہ ہو گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ
مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار کر دیا ہے مؤرخ شام علامہ واقدی (۲۰۷ھ) لکھتے ہیں
حضرت امیر المؤمنین نے رومیوں کی شب ہزیمت میں یہ خواب دیکھا کہ گویا
حضرت آقائے دو جہاں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اپنے روضہ اقدس میں
شریف فرما ہیں اور آپ کے عاشق صادق حضرت ابو بکر صدیق آپ کے پاس
بیٹھ ہوئے ہیں حضرت عمر فاروق نے ان دونوں کو سلام کیا اور رسول اللہ ﷺ
سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ یا رسول اللہ میری تمام تر توجہ مسلمانوں کی
جانب مرکوز ہے میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ساتھ ان کے
دشمنوں کے مقابلہ میں کیا کیا ہے میں نے سنا ہے کہ رومیوں کی تعداد آٹھ لاکھ
سائے ہزار ہے رسول اللہ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ

يا عمر ابشر فقد فتح الله على المسلمين وقد انهزم عدوهم وقتل كذا
وكذا ثم تلا رسول الله ﴿ تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا ﴾ (الایۃ)

قال فلما كان من الغد صلى عمر بالناس صلاة الفجر وأعلم الناس بما
رأى في منامه قال فاستبشر المسلمون وفرحوا وعلموا أن الشيطان
لا يثبت بالنبي ﷺ (فتوح الشام ص ۱۴۲)

عمر خوش رہو تمہیں بشارت ہو کہ اللہ نے مسلمانوں کو فتح بخشی ہے اور ان کے

دشمنوں کو ہریت دی ہے ان کے بہت سے لوگ مارے گئے ہیں اس کے بعد
آپ ﷺ نے قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی

تلك الدار الاخرة نجعلها للدين لا يريدون علواً في الارض ولا فساداً
والعاقبة للمتقين (پ ۱۲۰ القصص ص ۸۳)

صبح کے وقت جب مسلمان نماز فجر کے لئے آئے تو حضرت عمرؓ نے نماز پڑھا کر
انہیں اس خواب سے مطلع کیا اہل اسلام اس سے بہت خوش ہوئے اور انہوں
نے سمجھ لیا کہ شیطان حضور ﷺ کی شکل کبھی نہیں بنا سکتا جواب اس قسم کا
کوئی شبہ ہو (فتوح الشام ص ۴۰۹)

جب قاصد آپ کے پاس آیا اور اس نے فتح کی خبر دی تو آپ اسی وقت اللہ کے آگے سجدہ
ریز ہو گئے اور اللہ کا شکر ادا کیا

حضرت ابو عبیدہ واپس حمص تشریف لے آئے حضرت خالد بن ولیدؓ چلے گئے اس کے بعد
بعض مقامات پر ہلکی ہلکی جھڑپیں ہوتی رہیں تاہم مسلمان ہر جگہ فاتح رہے اور وہاں کے
لوگ صلح کی درخواست کرتے اور جزیہ دیتے رہے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے وہاں کے
باشندوں کو اسلام کی ترغیب بھی دی جن کے مقدر میں سعادت تھی وہ مسلمان ہو گئے بہت
ہی تھوڑے لوگ تھے جو حلقہ اسلام میں نہ آئے۔

حضرت ابو عبیدہ نے اس کے بعد حلب کا رخ کیا اور یہاں کے باشندوں نے بھی صلح اور جزیہ
پر معاملہ طے کیا اور آپ نے ان کے جان و مال اور مکانات و جائداد اور ان کی مذہبی عمارتوں
کی حفاظت کا ایک معاہدہ لکھا پھر آپ انطاکیہ کی جانب چلے یہاں بھی صلح اور جزیہ پر بات طتم
ہوئی آپ نے ان تمام مقامات پر اسلام کے پرچم لہرائے پھر آپ نے آس پاس کے چھوٹے

۲۵۵
شہر اور علاقے بھی خون کا ایک قطرہ گرائے بغیر فتح کر لئے اور ان سب مقامات پر
اسلام کا پرچم لہرا دیا۔

فتح بیت المقدس

مک شام اگرچہ اب مسلمانوں کے ہاتھوں میں تھا مگر فلسطین ابھی پوری طرح مسلمانوں
کے پاس نہ تھا اس پر عیسائیوں کا قبضہ تھا حضرت ابو عبیدہ نے چھوٹے چھوٹے علاقوں کے
فتح کے بعد اپنے ساتھیوں کے مشورہ پر اب بیت المقدس کی جانب متوجہ ہونے کا ارادہ کیا
اور اس کے لئے حضرت عمر فاروق کو خط لکھا کہ مسلمان فوج قیساریہ کی طرف جائے یا بیت
المقدس کی جانب رخ کرے؟

حضرت عمر فاروقؓ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا حضرت علیؓ مر تفضیؓ آپ کے سب سے
زیادہ قریب اور آپ کے وزیر و مشیر تھے انہوں نے بیت المقدس کی جانب لشکر کشی کی
رائے دی حضرت عمر فاروقؓ نے اس رائے کے مطابق حضرت ابو عبیدہ کو بیت المقدس کی
جانب رخ کرنے کا حکم دیا اور لکھا کہ حضرت علیؓ نے مجھے یہ مشورہ دیا ہے اللہ اسے تمہارے
ہاتھ پر ضرور فتح کرا دے گا (فتوح الشام ص ۴۱۳)

حضرت ابو عبیدہ نے حضرت عمر فاروقؓ کے حکم کے مطابق ایک لشکر تیار کر کے بیت
المقدس کی جانب رخ کیا اور وہاں پہنچ کر اس شہر کا محاصرہ کر لیا آپ کے ساتھ ۳۰ ہزار کا
لشکر تھا مسلمان فوج وہاں تین دن تک کھڑی رہی مگر اہل شہر میں سے کسی نے بھی ان کے
ساتھ گفتگو نہیں کی تاہم انہوں نے اپنے شہر کو چاروں طرف سے مختلف ہتھیاروں کے
ذریعہ محفوظ بنانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی کہ یہ جنگ مسلمانوں کے لئے آسان نہ

ہو پائے حضرت یزید بن ابی سفیان نے شہر کے دروازہ کے بالکل قریب ہو کر چوتھے یا پانچویں دن اندر کے لوگ سن لیں آپ نے وہاں کھڑے ہو کر لوگوں کو اسلام کی اس طرح آواز دی کہ اگر تم مسلمان نہیں ہوتے تو پھر جزیہ دینا قبول کرو اور اس طرح شہر دعوت دی اور کہا کہ اگر تم مسلمان نہیں ہو گے تو پھر جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ انشاء اللہ شکست اور اہل شہر کو چالو اور اگر جزیہ نہ دو گے تو پھر جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ انشاء اللہ شکست تمہارے مقدر میں ہے

حضرت یزید بن سفیان کا یہ بیان جب اہل شہر نے سنا تو کہا کہ ہم مرجائیں گے مگر اسلام قبول نہ کریں گے حضرت یزید بن سفیان کو جب پتہ چلا کہ شہر والے اسلام لانے کے لئے تیار ہیں نہ جزیہ دینا قبول کر رہے ہیں تو آپ اپنے ساتھیوں کے پاس مشورہ کے لئے آئے آپ کے ساتھیوں نے کہا کہ چونکہ حضرت ابو عبیدہ نے ہمیں یہاں جنگ کے لئے نہیں بھیجا ہے اسلئے جنگ سے پہلے حضرت ابو عبیدہ کو صورت حال سے مطلع کر دیا جائے پھر جیسا آپ حکم دیں گے عمل کر لیا جائے گا چنانچہ حضرت ابو عبیدہ نے انہیں جہاد کی اجازت دے دی جب مسلمانوں کو پتہ چلا کہ حضرت ابو عبیدہ نے انہیں جہاد کی اجازت دے دی ہے تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی مؤرخ شام علامہ واقدی لکھتے ہیں

مسلمان جنگ کے لئے اتنے تیار تھے کہ یہ رات انہوں نے اس طرح گزاری جیسے کوئی کسی آنے والے کے انتظار میں گزارتا ہے ہر امیر کی یہ خواہش تھی کہ بیت المقدس کی فتح کا سہرا ان کے سر بندھے اور وہی سب سے پہلے بیت المقدس میں داخل ہو اور نماز پڑھے اور انبیاء کرام کے آثار کی زیارت کرے وکل امیر یرید ان یفتح علی یدیہ فیتمتع بہ لصلاة فیہ والنظر الی آثار

الانبیاء (فتوح الشام ص ۱۳۵)

نماز فجر کے بعد مختلف جماعتوں کے امیر دعاؤں میں مصروف رہے اور مقابلہ کے لئے تیار ہونے لگی حضرت یزید بن سفیان نے اس وقت قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت فرمائی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے بیت المقدس کے بارے میں کہی تھی
یا قوم ادخلوا الارض المقدسة التي كتب الله لكم ولا ترتدوا علی ادبارکم فتقلبوا خاصرین (پ ۶ المائدہ ۲۱)

(ترجمہ) اے قوم داخل ہو پاک زمین میں جو مقرر کر دی ہے اللہ نے تمہارے لئے اور نہ لوٹو اپنی پیٹھ کی طرف پھر نقصان میں جا پڑو گے

مسلمان جب مقابلہ کے لئے آگے بڑھے تو دوسری جانب سے تیروں کی بارش ہونے لگی نہ مسلمان اس شہر پر قابض ہو سکے اور نہ وہ مسلمانوں کو بھاگنے پر مجبور کر سکے دس دن سے زائد اس جنگ کو ہو گئے مگر اب تک کوئی نتیجہ سامنے نہ آیا اسی دوران حضرت ابو عبیدہ ایک بڑے لشکر کے ساتھ یہاں تشریف لے آئے آپ کے آنے پر مسلمانوں نے بلند آواز سے تکبیر کہی کہ پورا علاقہ اللہ اکبر کی صدا سے گونج اٹھا مسلمانوں کے اس جم غفیر اور ان کے آنے کی خبر سن کر بیت المقدس والے سخت خوف میں مبتلا ہو گئے اور ان کے تمام سردار اور جنرل اپنے منہ ہی پیشوا پوپ کے پاس آئے پوپ نے ان کے آنے اور ایک شور مچانے کا سبب معلوم کیا تو اسے بتایا گیا کہ مسلمانوں کا امیر اپنی ایک بڑی فوج کے ساتھ آگیا ہے یہ خبر سنتے ہی پوپ کا رنگ فق ہو گیا اور افسوس کرتے ہوئے کہا کہ ہائے اب کیا ہو گا۔ جب پوپ سے پوچھا گیا کہ وہ کیا بات ہے جس نے اسے اس قدر پریشان کر دیا تو اس نے کہا

رحق الانجیل ان کل قدم امیرهم فقد دنا هلاکم انا نجد فی العلم

الذی ورنہ عن المتقدمین ان الذی یفتح الارض فی الطول والعرض
هو الرجل الاسمر الاحور المسمى بعمر صاحب نبیہم محمدا فان کان
قد قدم فلا سبیل لقتاله ولا طاقة لکم بنزاله ولا بدلی ان اشرف علیہ
وانظر الیہ والی صورته فان کان إیاه الی عمدت الی مصالحتہ واجبتہ
إلی ما یرید وان کان غیرہ فلا نسلم إلیہ قط لان مدينتنا لا یفتح الا علی
ید من ذکر تکم (فتوح الشام ص ۱۴۶)

انجیل مقدس کی قسم اگر فی الواقع آنے والا ان کا امیر اور سردار ہے تو اب
تمہاری ہلاکت کو کوئی نہیں روک سکتا جو بات ہمیں پرانی کتابوں اور پیشواؤں
سے ملیں ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس زمین کا فاتح ایک گندم گوں رنگ اور
کالی کالی آنکھوں والا ایک شخص ہو گا جس کا نام عمر ہو گا وہ ان کے نبی کا صحابی
ہو گا یاد رکھو اگر یہ وہی ہوا تو پھر تم اس کا مقابلہ کر سکتے ہو اور نہ تم میں اس کی
طاقت ہے اس لئے اچھا ہو گا کہ میں پہلے جا کر اس امیر کی شکل و صورت دیکھ
آؤں اگر وہ وہی ہوا جس کی خبر ہماری کتابوں میں دی گئی ہے تو پھر تم اس کے
ساتھ مصالحت کر لینا اور اس کے مطالبات تسلیم کر لینا اور اگر وہ نہ ہوا تو پھر فکر
کی کوئی بات نہیں اس شخص کے سوا اس شر کو کوئی اور فتح نہیں کر سکتا اس لئے
میں یہ شر کسی دوسرے کو ہرگز نہیں دوں گا

چنانچہ پوپ اپنے دوسرے مذہبی رہنماؤں اور سرداروں کو لے کر شہر کے دروازے پر آیا
اور اس نے چھپ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ مسلمان فوج حضرت ابو عبیدہ کے ارد گرد جمع ہیں
اور بڑی عزت کے ساتھ ان کو سلام کر کے ایک طرف ہو جاتے ہیں پوپ نے اپنے آدمی
کو حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کو آواز دیں اور ان سے کہیں کہ وہ فی الحال لڑائی روک دیں ہم تم

سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ کہ یہ شہر جس کے ہاتھوں فتح ہونے والا ہے چونکہ اس کی پوری علاقہ میں ہمارے پاس موجود ہیں اس لئے اگر تمہارا یہ سردار وہی ہے تو ہم بغیر کسی لڑائی کے یہ شہر ان کے حوالہ کرنے کو تیار ہیں اور اگر یہ وہ نہیں تو پھر ہم قیامت تک یہ شہر تمہیں نہیں دیں گے جو چاہو کر لو یہ شہر تمہارے ہاتھ نہیں آسکتا

مسلمانوں نے جب یہ آواز سنی تو انہوں نے حضرت ابو عبیدہ کو اس کی خبر دی اور آپ نے انہیں ملاقات کی اجازت دی چنانچہ پوپ اپنے آدمیوں سمیت آپ کے پاس آیا اور آپ کو بغور دیکھ کر کہا کہ یہ وہ آدمی نہیں ہے اور پھر اس نے اپنے لوگوں کو خوشخبری دی کہ فکر کی کوئی بات نہیں ان سے لڑو کیونکہ یہ وہ نہیں ہیں جس کا ذکر ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں چنانچہ لڑائی کا میدان پھر سے گرم ہو گیا

حضرت ابو عبیدہ نے جب حضرت خالد سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو حضرت خالد نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پیچھے ضرور کوئی ایسا راز ہے جو ہو سکتا ہے کہ بعد میں کسی وقت ہم پر کھلے اس لئے سردست ان کے ساتھ مقابلہ کی تیاری میں کوئی کمی نہ ہونی چاہئے

مسلمانوں نے چار ماہ تک بیت المقدس کا محاصرہ جاری رکھا اہل شہر اندر سے مسلمانوں پر تیر بر سار ہے تھے ان کی کوشش تھی کہ مسلمان کسی طرح محاصرہ ختم کر دیں اور علاقے سے نکل جائیں مگر مسلمانوں نے بھی ہمت نہ ہاری اور مقابلہ کے دوران پیچھے نہ ہٹے بیت المقدس کے لوگوں نے جب دیکھا کہ یہ معاملہ کسی طرح بھی ختم نہیں ہو رہا ہے تو وہ ایک بار پھر اپنے مذہبی پیشوا کے پاس آئے اور کہا کہ یہ عرب کے باشندے ہم سے بھی زیادہ سخت جان اور لڑائی کے شوقین معلوم ہوتے ہیں اس لڑائی میں طرفین کا نقصان ہو رہا ہے یہ لوگ ہمارا محاصرہ کئے ہوئے ہیں ہم ان سے بات نہیں کر رہے آخر کب تک ہم ان حالات

کا مقابلہ کرتے رہیں گے اور کب ہماری جان اس سے چھوٹے گی اس لئے آپ ان کے پاس
جائیے اور ان سے بات کیجئے کہ وہ چاہتے کیا ہیں اگر ان کا مطالبہ معقول ہے تو آپ وہ ہمارا
کردیں اگر یہ مطالبہ درست نہیں تو پھر روز روز کی لڑائی سے اچھا ہے کہ ہم ان کے ساتھ
ایک فیصلہ کن جنگ لڑیں اور انہیں ختم کر دیں یا ہم پھر ختم ہو جائیں چنانچہ اہل شہر کی
درخواست پر پوپ نے حضرت ابو عبیدہ کو گفتگو کی دعوت دی جب آپ وہاں تشریف
لائے تو پوپ نے بیت المقدس کی عظمت و تقدس اور اس کا ادب و احترام بیان کیا اور کہا کہ
ہمارا عقیدہ ہے کہ اس کی طرف میلی نگاہ کرنے والا برباد ہو جائے گا حضرت ابو عبیدہ نے کہا
ہاں..... ہمیں اس شہر کی عظمت و وقار کا بخوبی علم ہے ہمارے نبی اقدس ﷺ میں سے
معراج پر گئے تھے یہ علاقہ انبیاء کرام کا مسکن و معدن ہے ہمارا حق اس پر تم سے زیادہ ہے
اس لئے ہم اس کا محاصرہ کئے رکھیں گے جب تک کہ اللہ ہمیں یہ شہر نہ دے دے

جب گفتگو نے طول پکڑی اور بات وہیں کی وہیں رہی تو پوپ نے کہا کہ اگر تم بیس سال تک
بھنی یہاں پڑے رہو گے اور اس کا محاصرہ کئے رہو گے تب بھی تم اس شہر پر قبضہ نہیں
کر سکتے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اسے وہی شخص فتح کر سکے گا جس میں کچھ خاص قسم کی
علامات پائی جائیں گی اور وہ علامتیں ہماری کتابوں میں موجود ہے اور اس وقت تم میں سے
کوئی ایک بھی ایسا نہیں جس میں یہ علامتیں موجود ہوں حضرت ابو عبیدہ نے پوچھا کہ
بتائیے وہ کونسی علامات ہیں جو اس شخص میں پائی جائیں گی تو پوپ نے تفصیل میں جائے
بغیر کہا

اللہ یفتح هذه البلدة صاحب محمد اسمه عمر يعرف بالفاروق وهو
رجل شديد لا تأخذه في الله لومة لائم ولسنا نرى صفته فيكم (نور)

(الشام ص ۱۴)

وہ محمد ﷺ کا ایک صحابی ہو گا اس کا نام عمر اور لقب فاروق ہو گا وہ خدا کے بارے میں نہایت سخت اور اللہ کے کاموں میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروانہ کرے گا اور یہ شان میں تمہارے اندر نہیں دیکھ رہا ہوں۔

حضرت ابو عبیدہ نے جب یہ بات سنی تو آپ مسکرا اٹھے اور فرمایا کہ رب کعبہ کی قسم اب ہم نے یہ شہر فتح کر لیا ﴿ یبسم ضاحکا وقال ففتحنا البلد ورب الکعبہ ﴾ اور پوپ سے کہا کہ بتاؤ اگر تم اسے دیکھ لو تو کیا تم اسے پہچان لو گے؟ اس نے کہا چونکہ ہم اس کی تفصیل اپنی کتابوں میں پاتے ہیں اسلئے ضرور پہچان لیں گے

حضرت ابو عبیدہ نے فرمایا کہ تم نے جس آدمی کا نام بتایا ہے خدا وہ ہم مسلمانوں کا خلیفہ اور ہمارے نبی کا صحابی ہے پوپ نے کہا کہ اگر واقعی ایسا ہے تو اسے خبر بھیج دو کہ وہ ہمارے پاس آئے تاکہ یہ لڑائی اور خون ریزی بند ہو جائے اور ہم انہیں پہچان کر یہ شہر بھی ان کے حوالہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔

حضرت ابو عبیدہ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو یا یہ محض یہ ایک وقت گزری ہے؟ اس نے کہا کہ جب ہم لڑائی کو ختم کرنے کی بات کرنا چاہتے ہیں تو آپ ہماری نیت پر شک نہ کریں ہم اس بارے میں جو کچھ کہہ رہے ہیں واقعی صحیح کہہ رہے ہیں

چنانچہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے جنگ ہندی کا حکم دیا اور آپ مسلمانوں میں واپس تشریف لے آئے مؤرخ شام علامہ واقدی لکھتے ہیں کہ

حضرت ابو عبیدہ نے محض آزمانے کے لئے حضرت خالد بن ولید کو جو حضرت عمر فاروق سے کچھ زیادہ مشابہت رکھتے تھے اس کے لئے تیار کیا کہ وہ شہر کے قریب چند ساتھیوں

کے ساتھ جائیں تاکہ دیکھیں کہ پوپ انہیں دیکھ کر کیا رائے قائم کرتا ہے چنانچہ جب حضرت خالد اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ شہر کے دروازہ کے پاس آئے اور آواز دی کہ آپ لوگ جسے دیکھنے کے منتظر ہیں وہ آگئے ہیں چنانچہ پوپ نے جب حضرت خالد بن ولید کو دیکھا تو کہا

مسح کی قسم..... یہ اس کے مشابہ ضرور ہیں مگر یہ وہ نہیں ہیں کیونکہ بعض علامات ان میں نہیں ہیں ﴿و حق المسیح کانہ ہو ولكن باقی العلامات ماہی فیہ﴾

پھر اس نے پوچھا کہ آپ کون ہیں حضرت خالد نے بتایا کہ میں ان کے ساتھیوں میں سے ایک ہوں پوپ نے کہا آپ لوگ ایسا نہ کریں بیٹھک تم لوگ بیس سال تک اس شہر کا محاصرہ کئے رکھو مگر یہ شہر تمہارے ہاتھ نہیں آئے گا اس کا فاتح کوئی اور ہے یہ کہہ کر پوپ واپس چلا گیا

ولا يرجع منا احد یکلمکم ولو اقمتم علینا عشرين سنة ثم ولی (فتوح الشام ص ۱۳۸)
حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے یہ ساری تفصیل حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں لکھ بھیجی اور عرض کیا کہ چونکہ معاملہ اب آپ کی ذات پر آگیا ہے اسلئے اگر آپ تشریف لے آویں تو مسلمانوں کو عزت نصیب ہوگی اور یہ شہر بھی فتح ہو جائے گا حضرت ابو عبیدہ کا یہ خط فتوح الشام کے ص ۲۲۲ پر موجود ہے

جناب میسرہ بن مسروقؓ یہ خط لے کر مدینہ منورہ آئے تو رات ہو چکی تھی آپ مسجد نبویؐ میں آئے نماز ادا کی اور روضہ اقدس پر حاضری دی چونکہ تھکاوٹ تھی اسلئے آپ سو گئے حضرت عمر فاروقؓ جب نماز فجر کے لئے آئے تو آپ نے انہیں سلام کیا حضرت عمرؓ نے ان سے شام کے حالات پوچھے تو انہوں نے حضرت ابو عبیدہؓ کا خط آپ کی خدمت میں پیش

کر دیا حضرت عمر فاروقؓ نے بلند آواز سے یہ خط حاضرین کو سنایا اور پھر ان سے مشورہ مانگا کچھ لوگوں نے آپ کو سفر نہ کرنے کا مشورہ دیا تاہم حضرت علی مرتضیٰ نے رائے دی کہ آپ کو بیت المقدس کا سفر کرنا چاہیے حضرت علی نے فرمایا

اگر آپ تشریف لے جائیں گے تو مجھے اللہ سے امید ہے کہ وہ آپ کے ہاتھ سے اس شہر کو ضرور فتح کر دیں گے اور اس سفر میں پیش آنے والی تکلیف پر اللہ آپ کو بہترین جزا دے گا آپ کے جانے سے مسلمانوں کو ہمت ہوگی اور انہیں فتح نصیب ہوگی اور اگر آپ نہ گئے تو خطرہ ہے کہ مسلمانوں کو صلح کرنی پڑے کیونکہ عیسائی اس جگہ کو چھوڑ کر جانے والے نہیں ان کے نزدیک وہ ایک مقدس مقام ہے ہو سکتا ہے کہ پھر وہ اپنی مدد کے لئے دوسرے لوگوں سے بھی مدد طلب کریں اسلئے آپ کا جانا مناسب ہے

حضرت عمر فاروقؓ نے یہ رائے پسند کی اور فرمایا میں حضرت علیؓ کے مشورے پر عمل کروں گا میں انہیں محمود المشورہ اور مبارک صورت دیکھ رہا ہوں

ولست آخذ الا بمشورة علی فما عرفناه الا محمود المشورة

میمون الغرة (فتوح الشام ص ۱۳۸)

حضرت عمر فاروقؓ نے جب بیت المقدس کے سفر کا ارادہ فرمایا تو آپ سب سے پہلے مسجد نبوی تشریف لائے نماز ادا کی روضہ اقدس پر صلوٰۃ و سلام پیش کیا پھر حضرت ابو بکر کو سلام کیا اور حضرت علی مرتضیٰ کو اپنا جانشین بنایا اور امور خلافت ان کے حوالے کر کے رجب ۱۶ ہجری کو آپ بیت المقدس کے لئے نکل پڑے

واستخلفت علی المدینة علی بن ابی طالب (البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۵۵)

سفر کے دور ان جہاں رات آجاتی آپ وہاں پڑاؤ کرتے اور نماز صبح کے بعد دعا فرماتے اور سفر پھر سے شروع کر دیتے اسی سفر میں ایک مقام پر دو اہم مقدمات اور تنازعات آپ کے پاس لائے گئے اور آپ نے فریقین کا مقدمہ سن کر اس کا فیصلہ کیا اور پھر سختی سے دونوں کو ہدایت دی کہ آئندہ ایسا نہ کرنا ورنہ سزا دی جائے گی

آپ جہاں جہاں سے گزرتے اس علاقے کے مسلمان اپنے گھروں اور علاقوں سے دیوانہ وار آپ کی زیارت کے لئے نکل آتے اور امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ کو دیکھ کر ان کا ایمان اور تازہ ہو جاتا تھا

حضرت خالد بن ولید نے مقام جابیہ میں آپ کا استقبال کیا ملک شام کے بعض عمال جب آپ سے ملنے آئے تو آپ نے دیکھا کہ ان کے بدن پر نئے کپڑے ہیں حضرت عمر فاروقؓ نے انہیں اس حال میں دیکھا تو ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تمہیں کیا ہو گیا؟ تم نے بڑی جلدی عجمی عادتیں اپنائیں؟ جب انہوں نے کہا کہ یہ محض ظاہر میں ہے ورنہ ان کپڑوں کے نیچے تلواریں بھی ہیں تو حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ پھر کچھ حرج نہیں (اشاعت اسلام ص ۴۳۱)

آپ نے مقام جابیہ میں قیام فرمایا مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت آپ کے پاس جمع تھی آپ نے ان سب کو نصیحتیں فرمائیں جب نماز کا وقت ہوا تو آپ نے حضرت بلال حبشیؓ سے فرمایا کہ وہ اذان دیں انہوں نے کہا کہ میں نے یہ عزم کر لیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کے لئے اذان نہ دوں گا لیکن آج آپ نے چونکہ حکم فرمایا ہے اسلئے ضرور دوں گا حضرت بلال نے جو نئی اذان شروع کی وہاں موجود صحابہ کرام پر رقت طاری ہو گئی اور وہ سب کے سب رسول اللہ ﷺ کے دور اقدس میں کھو گئے جب حضرت بلال اُشہد ان

محمد رسول اللہ پر پہنچے تو ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جس کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہوئی ہوں حضرت عمر فاروق بھی رو پڑے حضرت ابو عبیدہ اور حضرت معاذ روئے روئے بے تاب ہو گئے

﴿بِکَی النَّاسِ بَکَاءَ شَدِیدِ احْتِی کَادَتْ قُلُوبُهُمْ اِنْ تَتَّصِدَعُ عِنْدَ ذِکْرِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ﴾
 حضرت عمر فاروق نے نماز پڑھا کر حاضرین مجلس کی باتوں اور شکایتوں کو سنا اور متعلقہ افراد کو ان شکایات کے دور کرنے کی تاکید فرمائی اور علاقے کے عمال کو نصیحتیں کیں
 جب آپ بیت المقدس کی جانب چلنے لگے تو آپ کے بدن پر ایک پھٹا پرانا کپڑا تھا جس میں تقریباً چودہ پندرہ پیوند لگے ہوئے تھے مسلمانوں نے کہا کہ اگر آپ اونٹ کے بجائے گھوڑے پر سوار ہو جائیں اور اس پھٹے پرانے کپڑے کو اتار کر نیا کپڑا زیب تن فرمائیں تو اس سے دشمنوں پر اچھا خاصا اثر پڑے گا۔ آپ نے مسلمانوں کی درخواست پر نئے کپڑے پہن لئے اور ایک عمدہ نسل کا گھوڑا جو آپ کے لئے تیار تھا اس پر تشریف فرما ہوئے ابھی تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ گھوڑا شوخی کرتے ہوئے نزاکت سے چلنے لگا حضرت عمر فاروق گھوڑے سے مخاطب ہوئے اور کہا ”یہ غرور کی چال تم نے کب سے سیکھ لی ہے قریب تھا کہ میرے دل میں بھی اس عجب و تکبر کا کوئی اثر آجاتا اور قیامت کے دن یہ میری ہلاکت کا سبب بن جاتا“

فلما سار عمر علی ظہره جعل البرزون یہملج به فلما نظر عمر
 الی البرزون وفعاله نزل عنه مسرعا وقال اقلوا عثرتی اقال اللہ
 عثرتکم یوم القیامۃ فقد کاد امیرکم ان یہلک بما دخل قلبی من
 العجب والکبر (فتوح الشام ص ۱۵۱)

جب آپ بیت المقدس کے قریب پہنچے اور اس پر نظر پڑی تو آپ کی زبان پر یہ دعا آگئی
 اللہ اکبر اللہم افتح لنا فتحا یسیرا واجعل من لدنک وسلطانا نصیرا
 اے اللہ آپ سب سے بڑے ہیں اے اللہ ہمارے لئے اس فتح کو آسان کر دیں اور اپنی
 جانب سے ہمارے لئے مدد دینے والا غلبہ عنایت فرمائیں
 (نوٹ) یہ واقعہ شیعہ مؤرخ مرزا تقی نے نسخ التوارخ میں بھی بیان کیا ہے (دیکھئے ص ۱۸۷)

حضرت عمر فاروق جب بیت المقدس کے بالکل قریب پہنچے اور مسلمانوں کی جماعت نے
 جب اپنے امیر المؤمنین کو دیکھا تو خوشی کے مارے نعرہ تکبیر بلند کیا مسلمانوں کی آواز دور
 دور تک سنائی دی شہر کے لوگوں نے بڑے دنوں کے بعد نعرہ تکبیر سنا تو انہیں تعجب ہوا کہ
 کیا بات پیش آگئی ہے جس کی وجہ سے یہ نعرہ لگایا گیا؟ جب انہیں معلوم ہوا کہ مسلمانوں
 کے امیر آئے ہیں تو وہ دوڑے دوڑے اپنے مذہبی رہنما پوپ کے پاس گئے اور اسے بتایا کہ
 مسلمانوں کے امیر ہمارے علاقے میں آگئے ہیں

حضرت عمر فاروق نے حضرت ابو عبیدہ سے فرمایا کہ بیت المقدس کے حاکموں کو ہمارے
 اس آنے کی انہیں اطلاع کر دو حضرت ابو عبیدہ نے حکم کی تعمیل فرمائی پوپ اپنے تمام
 سرداروں اور مذہبی ساز و سامان کے ساتھ باہر آیا بیت المقدس کا حاکم اور والی بھی اس کے
 ساتھ تھا پوپ نے حضرت ابو عبیدہ سے کہا کہ اگر واقعی تمہارے امیر آگئے ہیں تو انہیں کہا
 جائے کہ وہ ہمارے سامنے اس طرح آئیں کہ وہ تنہا اور علیحدہ ہوں سب کے ساتھ ملے
 جلے نہ ہوں تاکہ ہم انہیں اچھی طرح دیکھ سکیں اگر تمہارے امیر وہی ہوئے جن کا ذکر ہم
 پہلے کر چکے ہیں تو یہ شہر آپ کے حوالے..... اگر نہیں تو اب آگے تلوار ہی ہے

حضرت عمر فاروق نے جب یہ بات سنی تو فرمایا کہ جس طرح وہ چاہتے ہیں ہم جانے کے لئے تیار ہیں صحابہ نے عرض کیا کہ آپ کا اس طرح اکیلے نکلنا ٹھیک نہیں ہے کہیں یہ لوگ آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچادیں آپ کے پاس کوئی جنگی ہتھیار بھی نہیں کہ آپ ان کا دفاع کر سکیں

ولیس علیک آلة حرب غیر هذه المرقعة وانا نخشى علیک منهم

بغدرا او مکرافینالون منک (ص ۱۵۲)

آپ نے اس پر قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی

قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا هو مولانا وعلی اللہ فلیتوکل

المؤمنون (پ ۱۰ التوبة ۵۱)

(ترجمہ) تو کہہ دے ہم کو ہر گز نہ پہنچے گا مگر وہی جو لکھ دیا ہے اللہ نے ہمارے

لئے وہی ہے کارساز ہمارا اور اللہ ہی پر چاہیے کہ بھروسہ کریں

حضرت عمر فاروق اپنے اسی اونٹ پر سوار ہوئے اپنی پرانی چادر اپنے اوپر لی اور حضرت

ابوعبیدہ کے ہمراہ اسی درویشانہ اور فقیرانہ ادائیں چل پڑے ادھر پوپ اور دیگر سرکاری اور

مذہبی رہنما مسلمانوں کے امیر کی زیارت کرنے کو بے تاب تھے حضرت عمر فاروق جب

پوپ کے قریب پہنچے تو حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے کہا کہ یہ ہمارے امیر المؤمنین عمر

فاروق ہیں پوپ نے حضرت عمر فاروق کو دیکھا تو چیخ پڑا اور کہا

واللہ الذی نجد صفته ونعته فی کتبنا ومن یکون فتح بلادنا علی

یلبیه بلا محالة ثم انه قال لاهل بیت المقدس یا ویکم انزلوا الیہ

واستقدموا معہ الامان والذمة هذا واللہ صاحب محمد بن عبد اللہ)

(فتوح الشام ص ۱۵۲)

خدا کی قسم یہ شخص وہی ہے جس کی صفت و خوبیاں اور نشانیاں ہماری کتابوں میں ہیں اور یہی ہے وہ شخص جس کے ہاتھ سے ہمارا شہر فتح ہوگا اور یہ یقیناً ایسا ہی ہوگا (فتوح الشام ص ۲۳۸)

پھر پوپ اپنے ساتھیوں کی جانب متوجہ ہو کر کہنے لگا

دوڑو..... اور اس شخص کے پاس جاؤ اور امن و امان اور ذمہ کا عہد لے لو واللہ یہ وہی آدمی ہے محمد بن عبد اللہ کا صحابی یہی شخص ہے (ایضاً ص ۲۳۸)

چنانچہ رومی لوگ اپنے دروازے کی جانب بھاگے اور دروازہ کھول کر حضرت عمر فاروق کے پاس آئے اور آپ سے امن و امان کی درخواست کرتے ہوئے جزیہ دینے کا اقرار کیا اور پھر شہر کی چابیاں آپ کے حوالہ کر دیں حضرت عمر فاروق نے جب یہ منظر دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور آپ اونٹ پر ہی اللہ کے آگے سجدہ ریز ہو گئے اور ان سے کہا کہ ”جس طرح تم چاہتے ہو اس طرح ہوگا اگر تم نے یہ اقرار کیا تو تمہارے لئے ذمہ اور امان ہوگا جاؤ اب شہر کی طرف لوٹ جاؤ“ اور آپ پھر اپنے خیمے میں لوٹ آئے

حضرت عمر فاروق دوسرے دن نماز فجر کے بعد بیت المقدس میں اس دروازے سے داخل ہوئے جہاں سے رسول اللہ ﷺ معراج والی رات داخل ہوئے تھے آپ سب سے پہلے مسجد میں آئے محراب داؤدی میں سجدہ کیا اور پھر تیسرے دن آپ نے صبح کی نماز پڑھائی آپ نے پہلی رکعت میں سورہ ص اور دوسری رکعت میں سورہ بنی اسرائیل پڑھی بعد ازاں آپ صحرہ کے پاس آئے اور صحرہ کے ادب و احترام میں اس پر پڑی گندگیوں کو اپنی چادر سے صاف کیا۔ اس دن سے صحرہ مسلمانوں کی نگرانی میں آگیا بعد میں ملک بن مردان

نے بڑی توفیق سے اس پر ایک گنبد تعمیر کرایا تھا
حضرت عمر فاروق بیت المقدس میں عیسائیوں کے گر جاگھر بھی گئے اور وہاں کی ہر چیز کا
معائنہ کیا جب نماز کا وقت آیا تو پوپ نے کہا کہ آپ نماز یہاں ادا کر لیں آپ نے معذوری
کاہر کردی اور باہر زینہ پر آکر نماز ادا کی اور کہا کہ اگر آج میں تمہارے اس گر جا میں نماز پڑھ
لے تو کل مسلمان اس پر یہ کہہ کر قبضہ جما لیتے کہ یہاں ہمارے خلیفہ نے نماز ادا کی ہے آپ
اتوار کے دن بیت المقدس داخل ہوئے اور جمعہ تک وہاں مقیم رہے ایک روایت کے
مطابق آپ نے وہاں دس دن قیام فرمایا اور وہاں ایک مسجد بھی بنائی

مورخ شام علامہ واقدی کے بیان کے مطابق اس موقع پر بعض رومیوں نے غداری کرنے
کا ارادہ کیا تھا اور کچھ لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ جب مسلمان نماز میں مصروف ہوں
تو ہم ان پر حملہ کر کے ان کو وہیں ختم کر دیں ابو الجحید کو جب اس سازش کا پتہ چلا تو انہوں
نے انہیں خبردار کیا اور کہا کہ ہر گز ایسا نہ کرنا البتہ اگر تم ان کو آزمانا ان پر قابو پانا چاہتے ہو تو
اس کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے سامنے مال و دولت پیش کر دو اگر یہ چیزیں انہیں محبوب
ہو جائیں تو پھر تمہارا مقصد آسانی سے حاصل ہو جائے گا چنانچہ رومیوں نے مسلمانوں کو
درغلانے کے لئے مال و دولت کا ایک انبار ان کے راستے میں رکھ دیا مسلمان جب وہاں سے
گزرے تو انہوں نے اس قدر مال و دولت اور ساز و سامان کو دیکھ کر حیرت کا اظہار
ضرور کیا مگر ان میں سے کسی کے دل میں اسکی رغبت تو کجا خیال تک نہ آیا اور وہ سب کے
سب اللہ کی حمد و ثناء کرتے ہوئے آگے نکل گئے رومی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے اس وقت
ابو الجحید نے رومیوں سے کہا یہی وہ جماعت ہے جن کی تعریف اللہ نے توریت و انجیل میں
بیان کی ہے یہ لوگ ہمیشہ حق پر رہیں گے اور جب تک یہ حق کا دامن تھامے رہیں گے دنیا

کی کوئی قوم ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات نہیں کر سکتی (فتوح الشام ص ۲۳۹)

فجعل المسلمون ينظرون الى ذلك في دخولهم وخروجهم وهم
يعجبون منهم ولم يمل احد منهم الى ولم يلمسه هؤلاء القوم
الذين وصفهم الله في التوراة والانجيل وانهم لا يزالون على الحق
ولا يقربهم احدا ماداموا على ما هم عليه (فتوح الشام ص ۱۵۳)

بیت المقدس انبیاء کرام کا مسکن و مدفن ہے اور دنیا کے تینوں بڑے مذاہب اس کا ادب
و احترام کرتے ہیں قرآن کریم میں اسے بابرکت زمین کہا گیا ہے اور یہ مسلمانوں کا قبلہ اول
بھی رہا اللہ تعالیٰ نے اس کی فتح کا سہرا حضرت عمر فاروق کے سر سجایا اور آپ فاتح بیت
المقدس کملائے حضور ﷺ نے یہاں معراج کی رات انبیاء کرام کی نماز میں امامت فرمائی
تھی اور آپ کے بعد یہ شرف حضرت عمر فاروق کے نصیب میں آیا اور آپ سب مسلمانوں
کے امام ہوئے آپ اس باب میں حضور ﷺ کے نائب ٹھہرے

علم الہی میں تھا کہ ایک وقت آئے گا جب حضرت عمر فاروق خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر
اس شہر پر اسلام کا پرچم لہرائیں گے اور اللہ کی توحید اور حضور ﷺ کی نبوت و رسالت کی
آواز سے اس شہر کے در و دیوار گونجیں گے اللہ تعالیٰ نے پہلی کتابوں میں حضور ﷺ کی
بعثت کی خبر کے ساتھ ساتھ بہت سی ایسی خبریں بھی دیں جن کا تعلق صحابہ کرام کے
ساتھ تھا انہی خبروں میں حضرت عمر فاروق کے ہاتھوں بیت المقدس کی فتح کی خبر بھی تھی
اہل کتاب علماء انہی خبروں اور علامتوں کی روشنی میں فاتح بیت المقدس کو دیکھ رہے تھے
اس بارے میں انہیں کوئی شک تھا اور نہ وہ کسی دھوکہ میں مبتلا تھے یہی وجہ ہے کہ جب ان
کی نظر حضرت عمر فاروق پر پڑی تو وہ بے ساختہ پکار اٹھے کہ یہی بیت المقدس کا والی ہے اگر

ہماری کتاب کو اس بارے میں ذرا سا بھی شبہ ہوتا تو آپ ہی سوچیں کہ کیا وہ اپنا گھر و وطن اور دلی عقیدتوں کا مرکز اس طرح آسانی سے مسلمانوں کے حوالہ کر دیتے؟ اسقف اعظم (پوپ) کا حضرت عمر کو بیت المقدس حوالہ کر دینا بتاتا ہے کہ حضرت عمر فاروق کا ذکر خبر چھپی کتابوں میں بہت واضح اور روشن تھا۔

حضرت عمر فاروق جب اس علاقہ میں آئے تو آپ نے اہل ایلیاء سے ایک معاہدہ بھی کیا اس معاہدہ کے ابتدائی الفاظ ملاحظہ کیجئے

هذا ما اعطى عبد الله عمر امير المؤمنين اهل ايلياء من الامان اعطاهم
امانا لانفسهم واموالهم ولكنائسهم وصلبانهم وسقيها وبرنھا وسائر
ملتھا انه لا تسكن كنائسهم ولا تهدم ولا ينقص منها ولا من حيزھا
ولامن صليبهم ولا من شئ من اموالهم ولا يكرهون على دينهم ولا
يضار احد منهم وعلى ما في هذا الكتاب عهد الله وذمة رسوله
وذمة الخلفاء وذمة المؤمنين اذا اعطوا الذي عليهم من الجزية

یہ وہ معاہدہ امن ہے جو خدا کے بندے امیر المؤمنین عمر نے ایلیاء کے لوگوں سے کیا یہ امن جو ان کو دیا جاتا ہے یہ امن ان کی جان و مال گرجا اور صلیب تندرست اور بے شمار اور ان کے تمام مذہب والوں کے لئے ہے نہ ان کے گرجاؤں میں سکونت کی جائے گی نہ وہ گرائے جائیں گے نہ ان کے کسی حصہ یا احاطہ کو نقصان پہنچایا جائے گا نہ ان کے صلیب اور مال میں کچھ کمی کی جائے گی مذہب کے متعلق ان پر کوئی جبر نہیں ہوگا نہ ان میں سے کسی کو کچھ مضرت پہنچائی جائے گی..... اس وقت جو کچھ لکھا گیا اس پر اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ

خلفاء اور مسلمانوں کا ذمہ ہے

اس پر کن لوگوں نے دستخط کئے اسے دیکھئے

سیدنا حضرت عمر بن خطاب..... سیدنا حضرت خالد بن ولید..... سیدنا حضرت
العاص..... حضرت عبدالرحمن بن عوف..... اور حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان
البدایہ ج ۷ ص ۵۷

مذکورہ معاہدہ کے ابتدائی الفاظ پھر ایک مرتبہ پڑھئے آپ کو پتہ چلے گا کہ حضرت
فاروق جیسی عمق پر شخصیت نے ایک مفتوحہ قوم کے ساتھ کتنا اچھا اور فراخ دلی معاہدہ
فرمایا تھا اور انہیں کس قدر بہترین مراعات اور رعایتیں دیں اور ان کی جان و مال اور
و آبرو اور ان کے مذہب اور مذہبی عمارتوں کو تحفظ فراہم کیا تھا کیا آج کی نام نہاد مذہب
اس طرح کی ایک بھی مثال پیش کر سکتی ہے؟

افغانستان و عراق بوسنیا اور چیچنیا پر نام نہاد مذہب قومیں کس طرح چڑھ دوڑیں
مشاہدہ ہم کر چکے ہیں اور سب نے دیکھا کہ ترقی یافتہ قومیں کس طرح مسلمانوں کے خون
سے کھیل رہی تھیں اور ان کی عزتیں و عصمتیں کس انداز میں برسر بازار لونی گئیں اور
کس طرح مسلمانوں کے مذہبی مقامات کو ہموں اور دیگر دھماکہ خیز مواد سے تباہ و برباد کیا
جو لوگ اسلام کے بارے میں یہ پراپیگنڈہ کرتے نہیں تھکتے کہ اسلام بزدل و تلواریں پھیلا ہے
ہمیں بتائیں کہ حضرت عمر فاروق کا یہ معاہدہ اور اس پر دنیا کے بہترین جنرلوں کا دستخط
کیا ان کے اس الزام کا منہ توڑ جواب نہیں؟

☆..... حضرت عمرؓ کی خدمت میں حضرت کعب احبارؓ کی حاضری

حضرت عمر فاروق کے بیت المقدس میں دوران قیام اہل کتاب کے مشہور عالم کعب احبارؓ

ملاقات کے لئے آئے اور انہوں نے حضرت عمر فاروق کو بتایا کہ ان کے والد جہاں تھے ان کے بڑے عالم تھے اور انہوں نے اپنے بیٹے کو اس سے متعلق بہت اچھی تعلیم دی تھی اور ان سے کوئی چیز چھپا کر نہیں رکھی تھی جب والد کی موت کا وقت آیا تو انہوں نے چٹے کپ کو بلایا اور کہا کہ میں نے تمہیں ہر چیز بتائی ہے مگر مجھے ڈر ہے کہ کہیں جھوٹے لوگ نہیں گمراہ کر دیں اس لئے میں نے گھر کے فلاں مقام پر ایک ورق رکھا ہے اس وقت تک نہ چھیڑنا جب تک تم کو کہیں سے یہ خبر نہ ملے کہ ایک نبی آگیا ہے جس کا نام محمد ہے۔ اس کے بعد والد انتقال کر گئے آپ کہتے ہیں کہ میں بہت دنوں تک سوچتا رہا کہ اس ورق کو دیکھوں یا نہیں ایک دن جب مجھ سے برداشت نہ ہوا تو میں نے وہ ورق کھول لیا اس میں حضور ﷺ کی رسالت اور آپ کی ختم نبوت اور جائے پیدائش و جائے ہجرت اور آپ کے اخلاق و عادات تک لکھے ہوئے تھے چنانچہ جب مجھے معلوم ہوا کہ مکہ میں ایک شخص نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا تو میں نے کہا کہ ہونہ ہو یہ وہی نبی ہے جس کی خبر اس ورق میں دی گئی ہے پھر میں حضور ﷺ کے بارے میں ہر آنے جانے والے سے معلومات لیتا رہا چنانچہ میں نے فیصلہ کیا کہ مجھے اب محمد ﷺ سے ملنا چاہیے اس ارادے سے میں سفر کرنے والا تھا کہ پتہ چلا کہ آپ انتقال فرما گئے ہیں

پھر مجھے اطلاع ملی کہ ان کا ایک خلیفہ ابو بکر ہے تو میں نے ان سے ملاقات کرنے کا ارادہ کیا اس خیال میں کچھ وقت نکل گیا اور معلوم ہوا کہ وہ بھی فوت ہو گئے ہیں پھر مجھے معلوم ہوا کہ ان کا ایک خلیفہ ہوا ہے جو گندمی رنگ کا ہے اور اس کا نام عمر ہے یہاں تک کہ آپ (یعنی حضرت عمرؓ) کے بیت المقدس آنے کا پتہ چلا اور آپ کے عہد اور وفائے عہد کی بھی خبریں سنیں تاہم میں ابھی فیصلہ نہیں کر پایا کہ میں اس دین میں داخل ہوں یا نہیں؟

ایک دن میں اپنے گھر کی چھت پر تھا صبح کے وقت کسی کو قرآن پڑھتے سنا جس میں اہل
کتاب کو قرآن پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی چنانچہ میں نے مسلمان ہونے کا فیصلہ کیا اور
آپ کے انتظار میں لگا رہا یہاں تک کہ آپ تشریف لے آئے اور میں اسلام قبول کر سنے
کے لئے آپ کی خدمت میں آیا ہوں

حضرت کعب نے حضرت عمر فاروق کے سامنے کلمہ اسلام پڑھا تو آپ بہت خوش ہوئے
اور تھوڑی دیر کے بعد حضرت کعب سے کہا کہ کیا ایسا ممکن ہے کہ تم میرے ساتھ مدینہ
منورہ چلو اور رسول اللہ ﷺ کی قبر کی زیارت کرو اور اس زیارت سے متمتع ہو حضرت کعب
نے آپ کی بات مانی اور آپ کے ہمراہ مدینہ منورہ آئے۔

ففرح عمر باسلام کعب الاحبار ثم قال هل لك ان تسير معي الى
المدينة فتزور قبر النبي ﷺ وتمتع بزيارته فقلت نعم يا امير
المؤمنين افعل ذلك (فتوح الشام ص ۱۵۴)

حضرت عمر فاروق کے یہاں تشریف لانے کا مقصد جب پورا ہو گیا تو آپ کا دل مدینہ
منورہ کی محبت میں تڑپنے لگا جب آپ واپس مدینہ منورہ کی طرف لوٹنے لگے تو مسلمانوں کا
ایک بڑا مجمع آپ کے ساتھ جاہلیہ تک آیا تھا پھر آپ نے وہاں موجود صحابہ کرام کو مختلف در
جہیں دیں انہیں قیمتی نصائح سے نوازا اور مدینہ منورہ روانہ ہو گئے

ادھر اہل مدینہ روزانہ شہر سے باہر نکل کر حضرت عمر فاروق کا انتظار کرتے اور آپ کی
خبریں معلوم کرتے رہتے تھے انہیں اندیشہ ہوا کہیں آپ بیت المقدس میں اس نیت سے
قیام نہ کر لیں کہ یہ جگہ بلاد الانبیاء ہے تاہم جب انہیں معلوم ہوا کہ امیر المؤمنین تشریف
لا رہے ہیں تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی مسلمانوں نے باہر نکل کر آپ کا شاندار استقبال کیا

اور کیوں نہ کرتے کہ آپ کا یہ سفر ہر لحاظ سے مسلمانوں کے لئے قابل فخر تھا لوگ آپ کے ساتھ ساتھ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے حضرت عمر فاروق سب سے پہلے مسجد نبوی ﷺ پر حضور ﷺ کی صلوٰۃ و سلام پیش کیا اپنے دوست حضرت صدیق اکبر کو سلام کیا بعد ازاں نماز ادا فرمائی

فاؤل مابدا بالمسجد سلم علی قبر رسول اللہ ﷺ و علی ابی بکر

الصدیق رضی اللہ عنہ ثم صلی رکعتین (ایضاً ص ۱۵۴)

پھر آپ نے مسلمانوں کو سفر بیت المقدس کی تفصیل بتائی حضرت کعب نے اپنا واقعہ سنایا مسلمانوں نے بیت المقدس کے فتح ہونے اور آپ کے خیر و عافیت مدینہ منورہ واپس آجانے پر اللہ کا شکر ادا کیا

بیت المقدس کی فتح کے بعد مسلمان فوج مختلف علاقوں کی طرف چلی گئی حضرت ابو عبیدہ شام کے آس پاس کے علاقوں پر مامور رہے حضرت عمرو بن العاص مصر تشریف لے گئے حضرت یزید بن ابی سفیان کو حکم ہوا کہ وہ قیساریہ کی جانب بڑھیں چنانچہ حضرت عمر فاروق کے حکم کے مطابق یہ فوج اسی نظام کے تحت آگے بڑھتی رہی بعض مقامات پر مسلمانوں کو آزمائشوں سے بھی گذرنا پڑا اللہ تعالیٰ نے ان سب حالات میں مسلمانوں کی مدد فرمائی اور یکے بعد دیگرے فتوحات کے دروازے کھلتے چلے گئے

حضرت عمر فاروق حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کی خدمات سے بہت متاثر تھے آپ کو جب ان کی کوئی خبر نہ ملتی تو حضرت عمرؓ پریشان ہو جاتے اور دن رات آپ کے لئے دعاء فرماتے رہتے آپ نے یہ بات اپنے ایک خط میں بیان کی ہے آپ لکھتے ہیں

کوئی دن اور کوئی رات ایسی نہیں گزرتی جس میں میرا دل تمہارے پاس نہیں

ہوتا اور تمہارے حالات معلوم کرنے کے لئے نہیں ترپتا..... اسے ابو عبیدہ
تم ہمیشہ یہ یاد رکھو کہ میں اگرچہ تم سے دور ہوں اور تمہاری نظروں سے غائب
ہوں مگر میرا دل تم سب کے پاس رہتا ہے اور میں برابر تمہارے لئے دعا کرتا
رہتا ہوں میں تم سب مسلمانوں کے لئے اتنا بے چین اور بے آرام ہوں جتنی
ایک مشفق والدہ اپنی اولاد کے لئے ہوتی ہے

حضرت ابو عبیدہ اور آپ کے جاٹار کمانڈر اور ساتھیوں نے جب مختلف علاقوں پر فتح پالیا
وہاں اسلام کے جھنڈے گاڑ دئے تو آپ نے حضرت عمر فاروق کو اس فتح کی بھارت لکھوا
بھجی آپ نے حمد و سلام کے بعد لکھا

اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں قنسرین پر فتح دے دی اور ہم نے عواصم کو بھی
اپنے قابو میں کر لیا ہے اور حلب بھی صلح کے ذریعہ فتح ہو گیا ہے تاہم یہاں کے
اہل قلعہ نے سرکشی کی ہے اور ہمارے بہت سے ساتھی شہید ہوئے ہیں ہم
یوقنا کی تاک میں لگے ہوئے ہیں ہم اس وقت ان کا محاصرہ چھوڑ کر حلب اور
انطاکیہ کے درمیانی شہروں کی طرف جانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور آپ کے حکم
کے منتظر ہیں

حضرت عمر فاروق یہ خط پڑھ کر خوش ہوئے شہداء کے لئے دعا فرمائی اور لکھا کہ بیٹک
آگے جائیں لیکن محاصرہ چھوڑنا زیادہ مناسب نہیں ہے اس لئے چھوٹے علاقوں پر
اپنے آدمی متعین کرو اور جو صلح کرے اس سے صلح کرو اور جو سلامت ردی اختیار کرے تم
بھی ان سے اسی طرح پیش آؤ

چنانچہ حضرت ابو عبیدہ نے فاروقی حکم کے مطابق سارے امور سرانجام دئے اور اس طرح

علاقوں پر علاقے آپ کے ہاتھوں فتح ہوتے چلے گئے حتیٰ کہ حلب کا والی یو قنا اسلام لے آیا اور بڑے بڑے حاکم ذلیل ہو کر لائے گئے ان کے بڑے اور مضبوط قلعے فتح ہو گئے حضرت ابو عبیدہ نے حضرت عمر فاروقؓ کو پھر لکھا

دشمنوں کا کوئی قلعہ ایسا نہیں رہا جو ہمارے قابو میں نہ آگیا ہو (فتوح الشام ص ۵۲۳)
اللہ تعالیٰ نے شہر انطاکیہ بھی اسلام کا پرچم لہرایا حضرت ابو عبیدہ نے اس کی خبر حضرت عمر فاروقؓ کو اس طرح دی

اللہ تعالیٰ نے نصرانیت کا پایہ تخت اور ان کی سب سے بڑی سلطنت انطاکیہ کو مسلمانوں کے ہاتھ سے فتح کرادیا اور اس کے لشکر کو ہزیمت دی اور اس کا حاکم قتل ہو گیا ہر قل بھاگ گیا چونکہ یہاں کی آب و ہوا بہت اچھی ہے مجھے خطرہ ہے کہ کہیں مسلمانوں کے قلوب میں دنیا کی محبت نہ داخل ہو جائے اور وہ اپنے رب کی اطاعت سے کہیں منہ نہ موڑیں اسلئے میں حلب کی طرف چل پڑا ہوں وہاں پہنچ کر آپ کے حکم کا انتظار کروں گا (فتوح الشام ص ۵۶۷)

حضرت عمر فاروقؓ کے پاس جب فتح انطاکیہ کی خوشخبری پہنچی تو آپ فوراً سجدہ میں گر گئے اور اپنے منہ اور رخساروں کو مٹی سے ملنے لگے اسکے بعد آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا آپ کا چہرہ لورڈ اڑھی غبار آلود تھی آپ نے شکر کرتے ہوئے کہا

اللهم لك الحمد والشكر على نعمتك البالغة

اے اللہ آپ کی کامل نعمت پر آپ کا لاکھ لاکھ شکریہ

بعد ازاں المہ رینہ عمکہ یا فاعسقلان غزوہ نابلس اور طبریہ پھر اہل جبلہ بیروت لازقیہ اور وہاں کے دیگر علاقے بھی مسلمانوں کے قبضے میں آگئے اور یہاں بھی اسلام کا پرچم لہرانے لگا

مور نہیں دیتے ہیں کہ ۱۶ ہجری میں جزیرہ کا علاقہ جن میں رقبہ حران نصیبین میاد فاروقین سمسط قرقیا زوزان عین الوردہ بھی شامل ہیں نیز عارق اور فارس کے درمیان شمر خوزستان اور اس کے علاقے..... حضرت عمرو بن العاص کی سربراہی میں مصر اور اس کے علاقے اسکندریہ وغیرہ بھی مسلمانوں کے قبضے میں آگئے اور یہاں کی زمینیں بھی فخرہ توحید سے گونج اٹھیں

اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق کے دور خلافت میں زمین کے ایک بہت بڑے حصے کو مسلمانوں کے ہاتھوں میں دے دیا جہاں آپ کے عمال آپ کی ہدایات کے مطابق کام کرتے رہے اور پھر دنیا نے دیکھا کہ حضرت عمر فاروق کے ہاتھوں اللہ کی اس زمین پر اللہ کا نظام قائم ہوا اور اللہ کے نام کا پرچم پوری قوت سے چار سو لہرایا مؤرخ مسعودی (۲۳۶) لکھتا ہے

آپ کے جملہ عمال افعال و اخلاق میں آپ کی پیروی کرتے تھے وہ سب کے سب آپ کے سامنے آپ ہی طرح نظر آتے تھے آپ کی عباۓ موٹے اون کی ہوتی تھی جس میں چمڑے کے پیوند لگے ہوتے تھے وہ چیزوں کو اپنے کندھے پر اس طرح رکھتے تھے جیسے وہ رزق ہو لیکن آپ کے چہرے سے ہیبت و جلال کا اظہار ہوتا تھا آپ کی سواری اکثر و بیشتر اونٹ ہوتا تھا جس پر معمولی کپڑا پڑا ہوتا تھا اور یہی خال آپ کے جملہ عمال کا بھی تھا آپ کے اس تمام عجز و انکسار اور سادگی کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں پر بہت سے ملک فتح کرائے اور مملکت اسلامیہ کو وسعت بخشی اور دولت سے مالا مال کر دیا (مروج الذهب ج ۲ ص ۲۴۱)

☆ فتح ایران

ایران ایک مستقل ملک ہے ابھی حضرت عمر فاروق نے ایران کی تسخیر کا کوئی ارادہ نہیں کیا تھا نہ کسی اپنے جنرل کو حکم دیا تھا کہ وہ ایران پر چڑھائی کریں تاہم حضرت عمر کی پوری کوشش اور خواہش رہی کہ اسلامی سلطنت کی سرحدیں مضبوط رہیں اور کسی کو اس پر حملہ کرنے کی ہمت نہ ہو حضرت سعد بن ابی وقاص نے فتح مدائن کے بعد ایرانیوں کا تعاقب کرنے کی اجازت چاہی تو حضرت عمر فاروق نے انہیں روک دیا اور لکھا کہ

کاش سواد اور پہاڑ کے درمیان ایک ایسی دیوار کھڑی ہو جائے کہ نہ وہ ہماری طرف آسکیں اور نہ ہم ان کی طرف جا سکیں ہمارے لئے سواد کی شاداب زمینیں کافی ہیں میں مسلمانوں کی سلامتی کو مال غنیمت پر ترجیح دیتا ہوں

حضرت عمر اپنی اس خواہش میں مخلص تھے اور چاہتے تھے کہ اب اس علاقہ میں کوئی معرکہ نہ لگے تاہم ایرانی چہین سے نہ بیٹھتے تھے وہ کسی نہ کسی طریق سے مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے اور موقع ملتے ہی اسلامی علاقوں پر حملہ بھی کرتے مؤرخ ولیم مور لکھتا ہے دربار ایران کے جنگ جویانہ رویہ سے آخر وہ (حضرت عمرؓ) مجبور ہو گئے کہ اپنی

فوجوں کو حکم دیں کہ اب ایران پر قبضہ کر لیا جائے

حضرت عمر فاروق کی کوشش رہی کہ وہ اس بڑے فیصلہ پر نہ آئیں مگر انہیں مجبور کیا گیا کہ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اب یہ انتہائی قدم اٹھائیں آپ کو جب ایرانی سازشوں اور شرارتوں کا پتہ چلا تو آپ نے اکابر صحابہ کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ وہ کونسی وجوہات ہیں جس کے سبب مسلمانوں کے مفتوحہ علاقوں میں بغاوت اور شرارتیں پھیلانے جارہی ہیں آپ کو بتایا گیا کہ ان سب کے پیچھے یزدگرد کا ہاتھ ہے اس لئے جب تک یہ ایران کی حدود سے نہیں نکلتا یہ

قدّمہ ہو گا حضرت عمر فاروق نے اکابر صحابہ کے مشورہ پر ایران کے خلاف لشکر کشی کا حکم دیا تاکہ یہ فتنہ فرد ہو اور مسلمانوں کی جان و مال اور ان کی عزت و آبرو محفوظ رہے آپ نے اپنے ہاتھوں سے جھنڈے تیار کئے اور مختلف افسروں کے پاس بھیجے آپ کے حکم پر مسلمان فوج نے ایرانی علاقوں کا محاصرہ کیا حضرت عبداللہ بن عبداللہ نے اصفہان کی جزئی کی تو اسکے قریب ایک شہر کا تجربہ کار افسر آپ کے مقابل آیا اور وہ آپ کے ہاتھوں مار گیا اور ساتھ ہی وہاں لڑائی بھی ختم ہو گئی پھر آپ اصفہان کی طرف بڑھے وہاں کے رئیس نے مقابلہ کی دعوت دی آپ اس کے مقابلے پر نکلے وہ آپ کی شجاعت سے بہت متاثر ہوا اور ایک معمولی شرط پر اس نے صلح کر لی اور یہ شہر آپ کے حوالہ کر دیا اس دوران پتہ چلا کہ ہمدان میں غدر ہو گیا ہے حضرت عمر کے حکم پر نعیم بن مقرن اور روانہ ہوئے اور ہمدان کا محاصرہ کیا اور قریب کے تمام مقامات اور دیہات پر قبضہ کر لیا یہ دیکھ کر ہمدان کے لوگوں نے بھی صلح کر لی اور اب ہمدان شہر بھی مسلمانوں کے ہاتھوں میں تھا پھر مقام رے اور قوس بھی فتح ہو گئے بعد ازاں آذربائیجان طبرستان آرمینیا فارس کرمان سیستان مکران خراسان اور دوسرے علاقے بھی یکے بعد دیگرے فتح ہوتے چلے گئے اور اس طرح ان علاقوں پر اسلام کی حکمرانی ہو گئی

☆..... ایک سوال اور اس کا جواب

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایرانی حضرت عمر فاروق کے اس قدر خلاف کیوں تھے اور وہ لوگوں میں حضرت عمر فاروق کے خلاف نفرت کی فضاء اور ان کی خلافت کے خلاف عوام کیوں بغاوت پر اکساتے تھے۔ ؟

.....الجواب

یہ بات پیش نظر رہے کہ ایران میں ساسانیوں کا اقتدار ایک طویل عرصہ سے چلا آ رہا تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ اب کوئی بھی ان کو شکست نہیں دے سکتا انہیں اپنی سیاست اور قوت پر باز تھا اسی کے بل بوتے پر وہ مسلمانوں کے علاقوں میں بغاوت کو ہوا دیتے اور انتشار پیدا کر کے حضرت عمر فاروق کی خلافت کو کمزور کرنا چاہتے تھے حضرت عمر فاروق نے جب ان کے اس باغیانہ اقدام کے خلاف قدم اٹھایا اور آپ کی فوج جب حرکت میں آئی تو وہ اپنے اقتدار سے بھی گئے اب پورا ایران حضرت عمر فاروق کے زیر انتظام تھا اور اس پر اسلام کی عمرانی تھی تاہم ساسانیوں نے اپنے انتقام کی آگ جلانے رکھی اور حضرت عمر فاروق کی خلافت کے خلاف اس انتقامی آگ کے شعلے اور بھڑکائے

یہ لوگ مسلمانوں کا خارجی طور پر مقابلہ نہ کر پائے اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ اب وہ کبھی مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو انہوں نے حضرت عمر فاروق کے خلاف ان کے مذہبی جذبات ابھارے علاوہ ازیں قومیت کے نام پر بھی وہاں کے لوگوں کے جذبات کو بر اسیجھتے کیا گیا حضرت عمر فاروقؓ کے خلاف نفرت کی ایک آگ تھی جو ایرانیوں نے ایرانی علاقے میں جگہ جگہ لگا رکھی تھی حضرت الاستاذ مفکر اسلام حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ نے ہفت روزہ دعوت لاہور (۱۹۶۶ء) میں اس موضوع پر ایک تحقیقی مضمون تحریر فرمایا ہے اور اس میں حضرت عمر فاروقؓ کے خلاف ایرانی بغاوت اور نفرت کے اسباب اور وجوہات پر مدلل روشنی ڈالی ہے حضرت علامہ صاحب مدظلہ العالی لکھتے ہیں حضرت عمر فاروق کی مخالفت کا پہلا سبب یہ تھا کہ عربوں کو ایران و عجم پر کیوں تفوق مل رہا ہے اور عالمی قیادت اور سیادت عربوں کے حصے میں کیوں آرہی ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت

فاروق اعظم کی مخالفت کے جراثیم زیادہ تر انہی عجمی ممالک میں پھیلے حضرت عمر فاروق کی ذات میں اگر واقعی کوئی کمزوری ہوتی تو ان کے خلاف عرب سے ہی کیوں کوئی آواز نہ اٹھتی پس جبکہ یہ مخالفانہ ہوائیں ان حریف ملکوں سے چلیں تو یہ بات ایک امر یقین ہے کہ حضرت فاروق اعظم کی یہ مخالفت عربوں کے خلاف محض ایک سیاسی رقابت کا نتیجہ تھی حضور ﷺ نے نہایت واضح لفظوں میں اسلام کے قیصر و کسری پر غالب آنے کی خبر دے دی ملا باقر مجلسی نے امام جعفر صادق سے یہ بات نقل کی ہے (دیکھئے حیات القلوب ج ۲ ص ۳۹۵) اور حضور ﷺ کی یہ پیشگوئی اپنی ایک شان اعجاز کے ساتھ حضرت فاروق اعظم کے ہاتھوں پر پوری ہوئیں حضرت فاروق کی خلافت و سیاست اگر کسی درجہ میں بھی مشتبہ ہوتی تو حضور ﷺ اس عہد میں ہونے والے کارناموں کی اپنی طرف نسبت نہ فرماتے اسلام اپنی پوری شان اعجاز کے ساتھ ایران پر غالب آیا اور ایرانی سپہ سالار رستم نے اسلام کی فتح عظیم کی ایک مافوق الاسباب جھلک بھی دیکھی جس سے ان نامور ان عجم کے قدم اور بھی اکھڑ گئے تھے

ایران فتح ہو گیا تھا لیکن فتوحات فاروقی کی تیز رفتاری کے باعث ان نئے مفتوحہ علاقوں کی ذہنی تربیت کی طرف فوری توجہ نہ دی جاسکی ایک بڑی تعداد تھی جو اسلام کی اس عالی تحریک اور اصولی دعوت کو عربی عجمی کشمکش کی مشتبہ نگاہوں سے دیکھنے لگی وہ پھر جاہلیت کا شکار ہونے لگے اور ایرانیوں کے پرانے اخلاقی سماجی اور سیاسی رجحانات عربوں کے خلاف بالعموم اور حضرت فاروق اعظم کے خلاف بالخصوص پراپیگنڈے کا ایک مستقل مرکز بن گئے یہ لوگ کلمہ اسلام کے ساتھ اسلامی روایات کے تقریباً ہر اس دروازے پر تادیل کی دستک دینے لگے اور یہ احساس شدید ان کے دلوں کو بری طرح زخمی کرنے لگا کہ عربوں

کوارینوں پر یہ سیاسی تفوق کیوں حاصل ہو رہا ہے اور جس نے بھی تحقیق کے میدان میں
 اتر کر دیکھا اسے یہی حقیقت نظر آئی کہ ان کے اندر عجمی عصبیت کا ادا نہایت تیز ابل رہا
 ہے دشمنان اسلام نے ایرانیوں کے اس نفسیاتی تقاضے کا پوری طرح فائدہ اٹھایا اور کلمہ
 تو بان اسلام کے ایک پورے طبقے کے سامنے حضرت فاروق اعظمؓ کو ایک غاصب جاہل اور
 غیر ملکی حکمران قرار دیا یہ لوگ حضرت عمرؓ پر غضب خلافت کا الزام لگاتے تھے لیکن اس
 اندیشے سے کہ کہیں ان کا اقرار کلمہ بے اعتبار نہ ہو جائے اس غضب حکومت کی نسبت
 شاہان عجم کی طرف کرنے کے بجائے خود عربوں میں تفریق ڈالنے کی سوچنے لگے اور جبر
 و غصب کے مظلوم شاہان عجم کو قرار دینے کے بجائے بنو ہاشم کی مظلومیت اور ان کے
 استحقاق خلافت کا دعویٰ اس غلط پراپیگنڈے کا عنوان بنا جب بھی ان لوگوں کو موقع ملتا اندر
 کی بات اگل دیتے اور عربوں کے ایران کے خلاف حملہ کو واشگاف الفاظ میں ایک جاہ طلب
 سیاسی غارت گر کہتے نہیں تھکتے تھے

یہ ایرانی صرف حضرت عمر فاروقؓ پر ہی نہیں اس سے پہلے بھی سکندر اعظم کے خلاف یہ
 حربہ چلا چکے تھے ان کے اس وقت بھی دو بنیادی اعتراض تھے اول غضب حکومت دوسرا
 انہی کتاب کی تحریف و بربادی۔ حضرت عمر کے خلاف بنیادی اعتراض بھی یہی قرار پائے
 کہ انہوں نے خلافت بھی غصب کر لی اور اللہ کی کتاب کو بھی اس کے اصلی رسولی شان پر
 اٹنے نہیں دیا جیسا کہ ملا باقر مجلسی نے جلاء العیون میں اسے بیان کیا ہے (دیکھئے ص ۱۵۰)
 ایرانیوں نے حضرت عمر فاروق کے خلاف یہ سارا شور اسلئے نہیں کیا کہ وہ واقعی غاصب
 تھے بلکہ صرف اس لئے کیا کہ ایک قوم پرست ایرانی اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا کہ
 ایران پر غیر ایرانیوں کو کوئی سیاسی تفوق حاصل ہو